خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، محبوب قطب مدینہ حضرت علامہ الحاج الشاہ

مُفتی محمد اسلم رضوی رحمۃ اللہ علیہ

کی حیات و خدمات پر مشتمل سب سے پہلی دستاویزی کتاب

شیرِ بہار

(حیات و خدمات)

{مصنف}

کیفُ الحسن قادری

ناشر

شیر بہار اکیڈمی

جامعہ قادریہ مقصود پور، اورائی مظفر پور (بہار)



خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، محبوب قطب مدینہ حضرت علامہ الحاج الشاہ

مفتی محمد اسلم رضوی رحمۃ اللہ علیہ

کی

سیرت و سوانح پر مشتمل سب سے پہلی دستاویزی کتاب

(مع اضافہ و ترتیب جدید)

شیر بہار

(حیات و خدمات)

{مصنف}

کیف الحسن قادری

ناشر

شیر بہار اکیڈمی

جامعہ قادریہ مقصود پور، اورائی مظفر پور (بہار)

زیر اہتمام : جانشین شیر بہار حضرت العلام مولانا محمد ارشد رضوی

نام کتاب : شیر بہار: حیات و خدمات

مصنف : کیف الحسن قادری

نظر ثانی : شہزادہ حضور شیر بہار مفتی محمد احسن رضوی

زیر کرم : شہزادگان حضور شیر بہار قاری محمد احمد رضوی و حافظ عرفان رضا

ناشر : شیر بہار اکیڈمی

جامعہ قادریہ مقصود پور، اورائی مظفر پور (بہار)

کتابت و طباعت : احمد رضا صابری، احمد گرافکس، سبزی باغ، پٹنہ 4

اشاعت بار اول : مئی 2009ء

اشاعت بار دوم : مع اضافہ و ترتیب جدید، دسمبر 2012ء

صفحات : 166

قیمت : 100/روپے

ملنے کے پتے:

شیر بہار اکیڈمی جامعہ قادریہ مقصود پور، اورائی مظفر پور (بہار)

احمد گرافکس، ہیرا کامپلکس، قطب الدین، نزد دریاپور مسجد، سبزی باغ، پٹنہ ۴

فہرست مضامین

دوسرا مرحلہ: 57

تیسرا مرحلہ: 60

چوتھا مرحلہ: 64

دور ابتلا: 85

تعمیری خاکہ: 88

تعلیمی خاکہ: 92

چند یادگار تاثرات {حصہ اول} 93

چند یادگار تاثرات {حصہ دوم} 119

باب ششم: تحریک و تنظیم 127 تا 137

باب ہفتم: وعظ وتقریر 140 تا 1433

باب ہشتم: اصلاح وتذکیر 144 تا 155

باب نہم: رد بدعات ومنکرات 156 تا 164

باب دہم: بحث ومناظرہ 166 تا 180

باب یازدہم: تصنیف وتالیف 184 تا 185

باب دوازدہم: فتاوی نویسی 186 تا 186

باب سیزدہم: بیعت وارشاد 189 تا 202

باب بستم: منظومات 247 تا 248



باب اول: آغاز

تہدیہ

میں اپنی اس حقیر کاوش کو حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی، اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی، قطب عالم سیدنا الشاہ مصطفے رضا خاں نوری اور قطب مدینہ سیدنا الشاہ علامہ ضیاء الدین مدنی علیہم الرحمہ کی مقدس بارگاہوں میں معنون کرتا ہوں

گر قبول افتدز ہے عز وشرف

نذر

اپنی والدہ ماجدہ شکیلہ خاتون کے نام جو مجھ کو اپنی دعائے نیم شبی کے ذریعہ تابناک مستقبل دے کر ۳ر محرم الحرام ۱۴۲۸ھ کی شب میں ہمیشہ کے لئے اللہ کو پیاری ہو گئیں

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

کیف الحسن قادری

تأثر عالی!

تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری، بریلی شریف

مفتی محمد اسلم رضوی صاحب علیہ الرحمہ کی رحلت کی خبر سن کر بڑا افسوس ہوا اللہ تعالی انہیں غریق رحمت کرے۔ مفتی صاحب مسلک اعلی حضرت کے سچے خادم تھے بے نفسی کے ساتھ دین متین کی خدمت میں مصروف رہے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کے لئے ادارہ قائم کیا اور اس کی سرپرستی کرتے رہے بہار میں سنیت کی جو چمک ہے اس میں ان کی کاوشوں کا بڑا دخل ہے وہ وہاں کے علماء اور عوام کے مرجع تھے ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا دشوار ہے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے اس خلا کو پر فرما دے ان کے پسماندگان کو مسلک اعلیٰ حضرت کی استقامت کے ساتھ خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور مرحوم و مغفور کو بہتر جزا عطا فرمائے اور درجات بلند فرمائے (امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

فقیر اختر رضا خاں قادری ازہری

خیال پر کمال

حضرت علامہ مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی مجددی شاہی مسجد فتحپوری دہلی

شیر بہار مفتی صاحب کی رحلت کی خبر سن کر مجھے بہت صدمہ ہوا کئی محفلوں میں دہلی سے باہر جلسوں میں ان سے ملاقات کا شرف ملا تھا ان کی عالمانہ وفاضلانہ تقاریر بھی سنی تھی جس سے ان کی علمیت کا اظہار ہورہا تھا بلاشبہہ وہ اپنی نظیر آپ تھے مسلک اہلسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں نیز فرزندان امت کے عقائد کی اصلاح میں وہ ہمہ تن مشغول رہتے تھے سنجیدگی اور متانت کے ساتھ خاموشی سے کام کرنے کے عادی تھے عاجزی وانکساری ان کا طرہ امتیاز تھا ایسے عظیم عالم وفاضل کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے موت العالم موت العالم

جب ان کے انتقال کی خبر ملی تو شاہی مسجد فتح پوری دہلی میں کثیر تعداد میں نماز کے بعد ایصال ثواب کیا گیا اور ذکر کی مجالس میں بھی برابران کے لئے ایصال ثواب جاری ہے مجھے ان کے انتقال پر کافی صدمہ ہے۔ان کے صاحبزادگان عالی قدر قابل فاضل اور ان کے اہل وجانشین ہیں۔

اللہ تعالی اپنے حبیب کے صدقہ میں مرحوم کی مغفرت کر کے جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (امین)

محمد مکرم احمد شاہی مسجد فتحپوری دہلی

کلماتِ تکریم

جانشین شیر بہار حضرت العلام مولانا محمد ارشد رضوی
مہتمم جامعہ قادریہ، مقصود پور

ایک مدت سے احباب و مخلصین کا اصرار تھا کہ حضور والد ماجد شیر بہار کی حیات و خدمات سے متعلق ایک کتاب شائع کی جائے
محب گرامی وقار ادیب خوش گفتار ''عنایت شیر بہار'' مولانا محمد ارشد رضا کیف الحسن قادری صاحب نے کچھ عرصہ پہلے حضرت والد ماجد کی منظوم سوانح حیات لکھی جو مختصر مگر جامعیت سے پر ہے تاہم بعض حضرات نے انہیں مفصل نثر میں نشر کرنے پر آمادہ کیا۔ جس کیلئے انہیں از سر نو جستجو اور محنت کرنی پڑی اور حضور والد ماجد کے مریدین ومتوسلین علماء وشعرا خطبا و وادبا اکابر واصاغر سے مستند معلومات جمع کر کے ایک ضخیم مسودہ تیار کرلیا جس کا بعض حصہ ۲۴۰ رصفحات پر مشتمل ''شیر بہار'' کے نام سے حضرت کے حیات ظاہری ہی میں شائع ہو چکی تھی اور اس کتاب کی بڑی پذیرائی ہوئی تھی۔ اب قدرے ترمیم واضافہ اور ترتیب جدید کے ساتھ اس کا دوسرا ایڈیشن پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ یہ بھی سراہی جائے گی۔ تیار شدہ مسودہ کے باقی حصے بھی بہت جلد شامل اشاعت ہونے والے ہیں۔
مولانا کیف الحسن صاحب قادری فطرتاً نہایت ہی ذہین وفطین اور بہترین عالم ہونے کے سا

تھ ساتھ عمدہ مضمون نگار وقادر الکلام شاعر بھی ہیں ان کے اشعار سے کیف وسرور حاصل ہوتا ہے
انہوں نے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے جشن صد سالہ کے موقع پر سمینار کے دوران ''منظو
م تاریخ منظر اسلام'' کے عنوان سے اپنی طویل نظم پیش فرمائی۔ وہ بڑا ہی پر کیف منظر تھا اس عرس
رضوی میں بڑے بڑے شاعروں کو ۳ یا ۴، اشعار سے زائد پڑھنے کی اجازت نہ تھی مگر موصوف کا
اعلان ہوا اور جب انھوں نے اپنا کلام شروع کیا تو سب محو حیرت تھے۔ ادھر ادیب شہیر حضرت
ڈاکٹر عبد النعیم صاحب عزیزی اور دیگر اہل ذوق حضرات خوب داد وتحسین سے نواز رہے تھے اس نو
رانی ماحول میں انکو تقریباً ۲۰۰ دوسو اشعار پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور یادگار مقبولیت
و پزیرائی بھی۔ اس وقت ایسا لگ رہا تھا کہ سرکار اعلیٰ حضرت وسیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعا
لی عنہما کے فیضان کی بارشیں ان پر ہو رہی ہیں اور یہ مست بے خود پڑھتے جا رہے ہیں۔

اے مرے زخم محبت تیری عظمت کو سلام
تیری نکہت سے چمن کے پھول شرمانے لگے

اللہ تعالی اپنے محبوبوں کے طفیل ان کے علم وعمل وعمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور
حاسدین کے حسد اور نظر بد سے بچائے (آمین)

مولانا موصوف نے جو کدو کاوش جدو جہد اور مواد کی فراہمی میں جو تک ودو کی ہے۔ اس
سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ حضور والد ماجد کے ساتھ ان کو بے پناہ عقیدت ہے۔ اور اس
عقیدت میں حقیقت کی جلوہ کشائی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مولانا موصوف نے اپنی اس گر
اں مایہ تصنیف کو ''شیر بہار: حیات وخدمات'' کا خوبصورت نام دیا ہے

کتاب کی ترتیب جدید طرز کی ہے انداز تحریر بڑا ہی اچھوتا ہے مولی تعالی کتاب کو مقبو
ل انام بنائے اور ان کو مزید قلمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے،

محمد ارشد رضوی
سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ رضویہ اسلمیہ
و مہتمم جامعہ قادریہ مقصود پور، اورائی مظفر پور (بہار)

حرفے چند

شمالی بہار کی سرزمین بڑی زرخیز اور تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔اس مٹی سے علم وفن اور مذہب وملت کی وہ شخصیات پیدا ہوئی ہیں جنہوں نے ہر فن اور ہر میدان میں فتح ونصرت کے جھنڈے گاڑے ہیں اور اپنی شان انفرادیت کے سبب جنہیں ہر جگہ نمایاں مقام حاصل رہا ہے۔ان باکمال اور یکتائے روزگار شخصیات میں ایک نمایاں نام خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند ،محبوب قطب مدینہ، ممدوح اکابر اہل سنت، وقار فقہ وافتا جلالۃ العلم حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی محمد اسلم رضوی قدس سرہٗ کا ہے ،جن کی پرکشش، بافیض اور علمی شخصیت بہار ہی نہیں ملکی بلکہ عالمی سطح پر علم وفضل کے گوہر لٹا رہی تھی اور زمانہ ان سے فیضیاب ہو رہا تھا

حضرت مفتی صاحب قبلہ کی ذاتِ گرامی یقیناً قدرت کا حسین انعام ہے اور ایسا انعام ہے کہ خود انہوں نے ہزاروں کو انعام والا بنا دیا ہے۔ان کے مشہور زمانہ تلانذہ اس بات کی زندہ مثال ہیں کہ مفتی صاحب قبلہ نے محض کتاب نہیں پڑھائی ہے کردار سازی بھی کی ہے .جام عشق نبی سے سرشار بھی کیا ہے، دلوں میں محبت رضا کے چشمے بھی جگائے ہیں اور بندے کو قرب حق کی دولت سے مالا مال بھی کیا ہے ایسی شخصیت بھلا قدرت کا انعام نہیں تو اور کیا ہے

جامعہ قادریہ مقصود پور حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ ہے جس نے واقعتاً شمالی بہار میں عقائد وایمان کے تحفظ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی توسیع وتبلیغ میں لازوال کارنامہ انجام دیا اور آج اس درس گاہ کے فیض یافتہ حضرات ملک کے مختلف صوبوں کے علاوہ بیرون ملک مثلا

مورشش، کنیڈا، سعودی عرب۔۔۔۔۔۔۔۔وغیرہ میں دین وسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات انجام دے رہے ہیں جامعہ کی پرنور اور باوقار علمی چھاؤنی نے ان سب کو جنہوں نے وہاں چند لمحات گزارے ہیں بہت کچھ دیا ہے میرے لئے بھی یہ سعادت کی بات ہے کہ ۱۹۸۲ء میں مجھے اور میرے دوست مولانا نور الہدیٰ نور کو بھی اس عظیم درس گاہ سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا اور خوب ملا۔ وہاں کی تابندہ یادیں، علمی ماحول میں بیتے لمحات اور حضرت مفتی صاحب قبلہ کی شفقتیں میری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہیں، جامعہ کی چہار دیواری میں استاذ مکرم حضرت علامہ الحاج نسیم الدین صاحب قبلہ حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری حضرت مولانا فیاض عالم صاحب قاری شاہد رضا صاحب اور ماسٹر لعل محمد صاحب نے جس طرح ہم لوگوں کی اسلامی تربیت اور علمی نشوونما میں ایثار پسندانہ کردار کا مظاہرہ کیا ہے اسے کیسے بھلایا جاسکتا ہے، خاص کر ڈاکٹر نجم القادری صاحب مدظلہ نے ہم لوگوں پہ جو محنتیں کی ہیں وہ ہماری تعلیمی زندگی کا سب سے نمایاں اور سب سے مصروف ترین دور ہے۔ خدائے تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمتوں کی بارش برسائے

یہ مسرت کی بات ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی باکمال اور علمی شخصیت پر پہلی بار ایک کتاب ''شیر بہار'' شائع ہورہی ہے۔ مولانا کیف الحسن قادری قابل مبارک باد ہیں کہ یہ سعادت ان کے حصہ میں آئی، اور وہ مفتی صاحب قبلہ کے پہلے سوانح نگار کی حیثیت سے اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہوگئے مولانا کیف الحسن قادری جواں سال عالم دین، باصلاحیت مدرس اور زود گو شاعر ہیں۔ قرآن پاک کا منظوم ترجمہ زیر تکمیل ہے۔ یہ کتاب نثری اعتبار سے ان کی پہلی کاوش ہے، اگر تجربہ کا یہ سفر جاری رہا تو ان کی تحریروں میں پختگی اور متانت و سنجیدگی کی رمق ضرور مسکرائیگی۔

امجد رضا امجد
نائب قاضی ادارہ شرعیہ بہار
(بانی) القلم فاؤنڈیشن، سلطان گنج پٹنہ ٦

عرضِ مصنّف

زیر نظر کتاب ''شیر بہار'' میری باضابطہ پہلی تصنیف ہے اور استاذی الکریم شیر بہار حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی پہلی سوانح حیات بھی۔ حضرت کی حیات و خدمات کے تعلق سے جب میں نے کام کا آغاز کیا تو پھر حالات کی جمع وترتیب کے سارے مراحل خود بخود آسان ہوتے چلے گئے۔ اور آپ کی عبقری شخصیت کا نقش میرے دل ودماغ پر مرتسم ہوتا چلا گیا۔

شیر بہار تاریخ کی اس عظیم ہستی کا نام ہے جن کے کارناموں پر آج پوری ملت کو ناز ہے آپ کی زندگی کا ایک ایک گوشہ اور خدمات کا ایک ایک حصہ محفوظ کئے جانے کے قابل ہے۔ آپ استاذ العلما بھی ہیں رئیس المتکلمین بھی شریعت وطریقت کے حسین سنگم بھی ہیں اور اہلسنت کے عظیم قافلہ سالار بھی۔ علم وفضل زہد وتقوی، عشق ووفا خدمت خلق، تحریر وتقریر اور افتا وقضا جیسے تمام اصناف کمال میں آپ کو اہم مقام حاصل تھا۔ آپ نے ۴۴ ربرس پہلے ۱۹۶۸ء میں جس جامعہ قادریہ کی بنیاد ڈالی تھی وہ آج پورے ہندوستان میں گہوارہ علم وعرفان کی حیثیت سے پہچانا جارہا ہے۔ قدرت نے آپ کو بعد وصال بھی قبولیت عامہ کے اعزاز سے نوازا ہے۔ اور اب بھی آپ کا روحانی فیضان اپنی بہاریں دکھا رہا ہے۔

سرکار مفتی اعظم ہند کے خلفا میں آپ کی اہمیت مسلم ہے بہتیرے علمائے کرام آپ کو آپ کے پیرومرشد کا "پرتو" قرار دے رہے ہیں۔ خود بھی آپ کو ہمہ دم احساس رہا کہ آپ کی

ساری عظمتیں سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے دامن تربیت اور نگاہ ولایت کا صدقہ ہیں آپ نے سلسلۂ قادریہ میں بے شمار لوگوں کی بیعت لے کر فیضان غوث الوری کو ہر سو عام کرنے میں کلیدی رول ادا کیا ہے آپ کو شہنشاہ بغداد سے جو روحانی تعلق رہا ہے اس کے جلوے آپ کی پوری زندگی میں دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ مگر المیہ یہ ہے کہ مفتی اعظم کے کسی بھی سوانح نگار کی شیر بہار کے نام تک رسائی نہ ہوسکی اور مدت تک کسی کتاب میں ان کے خلیفہ کی حیثیت سے آپ کا تذکرہ نہ ہوسکا

میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے شیر بہار کے حوالہ سے کسی بھی طرح کی معلومات فراہم کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ خصوصا استاذ مکرم الحاج مولانا نسیم الدین صاحب رضوی محب گرامی مولانا محمد ارشد رضوی صاحب قاری شاہد رضا صاحب قاری محمد احمد رضوی صاحب مولانا عبدالستار رضوی صاحب

دعا ہے کہ رب قدیر شیر بہار کا کے روحانی فیوض و برکات کو عام سے عام تر فرمائے اور آپ کا قائم کردہ علمی گلشن جامعہ قادریہ مقصود پور ہمیشہ پھولتا پھلتا رہے

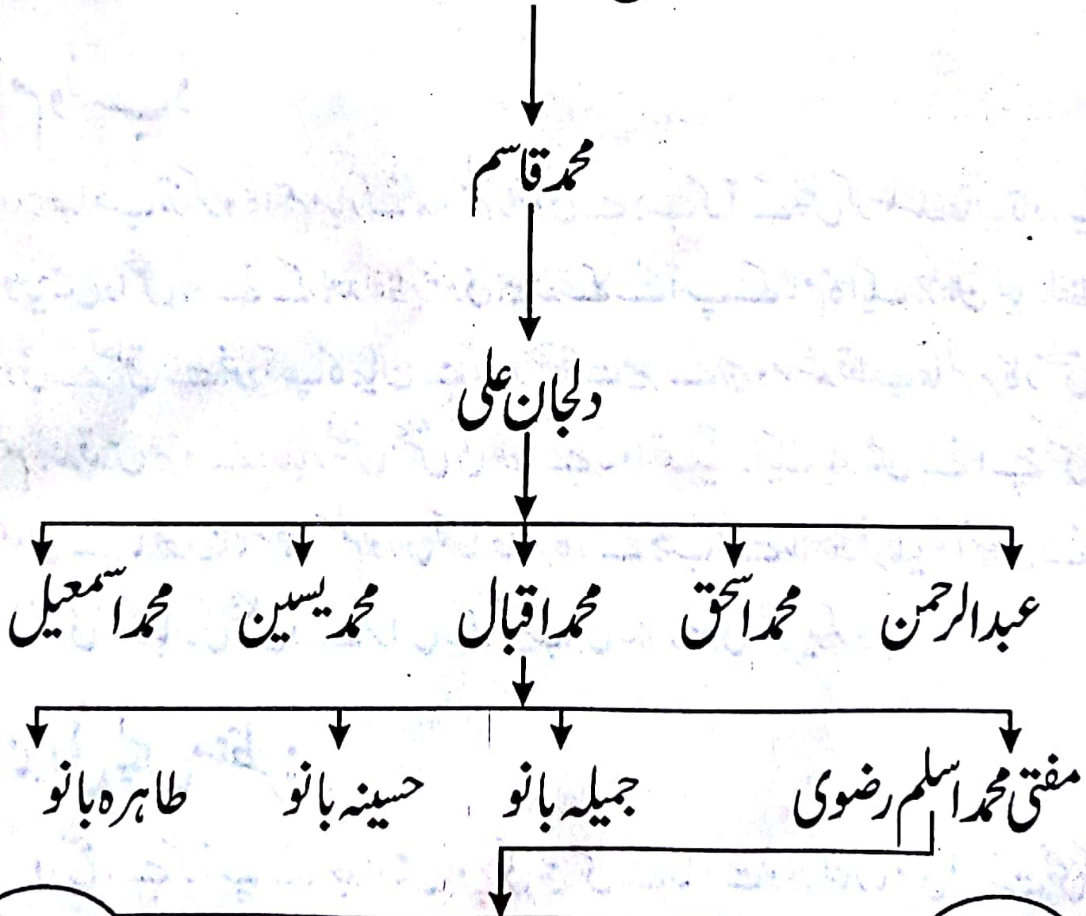
کیف الحسن قادری



باب دوم: ابتدائی حالات

شجرۂ نسب

شیر بہار شیخ صدیقی خاندان سے ہیں۔ نسب نامہ کی ایک جھلک ذیل میں ملاحظہ کریں:



(۱) صاحبزادی (متوفیہ)　(۲) صاحبزادی (متوفیہ)　(۳) قاری محمد احمد رضوی
(۴) مولانا محمد ارشد رضوی　(۵) مفتی محمد احسن رضوی　(۶) حافظ عرفان رضا
(۷) محمد مدنی (متوفی)

آپ کے القاب وخطابات حسب ذیل ہیں

۱۔	شیر بہار	۲۔	مفتی اعظم بہار
۳۔	مناظر اہلسنت	۴۔	سلطان الاساتذہ
۵۔	صمصام اہلسنت	۶۔	بقیۃ السلف
۷۔	عمدۃ الخلف	۸۔	پیر طریقت
۹۔	رہبر شریعت	۱۰۔	خلیفہ مفتی اعظم ہند
۱۱۔	خلیفہ قطب مدینہ		

نام ونسب:

صاحب تذکرہ کا اسم مبارک محمد اسلم رضوی ہے جب کہ آگے چل کر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہونے کے بعد لفظ رضوی ہمیشہ کے لئے آپ کے نام کا ایک جز بن گیا۔ لفظ رضوی کے تعلق سے خود آپ کا بیان ہے کہ درحقیقت میرے پیرو مرشد قطب عالم سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے دربار فیض بخش کی عطا ہے۔ واقعہ یہ کہ ایک بار میں نے اپنے کسی مضمون کے ساتھ اپنا نام محمد اسلم نوری لکھا تھا سرکار نے جب اسے ملاحظہ فرمایا تو انہوں نے لفظ ''نوری'' کو ہالہ کی شکل دے کر اس کے قریب ہی لفظ 'رضوی' تحریر کر دیا۔

خاندانی پس منظر:

واضح رہے کہ آپ کے اجداد میں اوپر کی پیڑھی کے حالات تو درکنار نام کی فہرست بھی اب نایاب ہے۔ اسی طرح شیخ محمد قاسم اور شیخ کرامت کے اگرچہ نام محفوظ ہیں مگر انکے بھی حالات کے تعلق سے سارے ذرائع خاموش ہیں۔ یہ بھی قریبا طے ہے کہ شیخ کرامت سے شیخ دلجان علی تک کوئی عالم فاضل ذات ابھر کر منظر عام پر نہ آسکی۔ البتہ شیخ دلجان علی نے اپنے فرزندگان کو تعلیمی میدان میں اتار کر خوشگوار فریضہ انجام دیا۔ اور تاریخ میں ہمیشہ کے

لئے اپنی جگہ بنالی۔ شیخ محمد اقبال کے علاوہ ان کے سب بچے تعلیم یافتہ ہوئے۔

شیخ دلجان متوسط طبقے کے زمیندار تھے۔ انہوں نے کچھ زمین ۱۹۳۴ء کے زلزلہ کے کے بعد موضع ددری تھانہ نانپور ضلع سیتامڑھی میں مناسب قیمت پر حاصل کرلی تھی۔ ان کے پاس موروثی زمین بھی کچھ کم نہ تھی وہ بہت نیک اور زبان کے پکے تھے۔ ایک بار جب انکے فرزند دوم مولانا اسحق علی تعلیمی سفر پر روانہ ہونے لگے تو اس وقت انہوں نے کسی پڑوسی گاؤں کے ایک برہمن سے مٹر اس شرط پر لیا کہ اس کی قیمت وہ اس وقت ادا کریں گے جب غلے کا نرخ گراں ہوگا یعنی دو چار مہینے بعد۔ بہر حال مٹر کی کوئی چیز تیار ہوئی اور بطور زادراہ انکے فرزند اسے لے کر غازی پور چشمہ رحمت کی طرف کوچ کر گئے ادھر دلجان صاحب مٹر کی قیمت بروقت ادا کرنا بھول گئے اور برہمن نے بھی مطالبہ نہ کیا۔ بہت عرصہ کے بعد جبکہ مولانا اسحق علی فارغ التحصیل ہوکر گجرات کی سرزمین پر تدریسی خدمات انجام دینے لگے برہمن آکر شیخ دلجان کے سامنے کھڑا ہوگیا اور مٹر کی قیمت پر سود در سود جوڑ کر ایک لمبی رقم کی مانگ کرتے ہوئے بولا کہ آپ اس کے بدلے میں اپنی فلاں زمین میرے نام قبالہ کردیں۔ انہوں نے حامی بھرلی۔ گھر واپسی پر جب مولانا اسحق کو قبالہ کی بات کا علم ہوا تو صاحبزادے نے برہمن کی زیادتی کے خلاف آواز اٹھانا چاہی مگر انہوں نے سختی سے منع کیا اور کہا کہ میں نے زبان دے دی ہے آخر کار برہمن کے نام زمین کی رجسٹری ہوکر رہی۔

ساقی مرے خلوص کی شدت تو دیکھنا
پھر آگیا ہوں گردش دوراں کو ٹال کے

شیر بہار کا ننہال بھی معزز گھرانے پر مشتمل ہے آپ کی والدہ محترمہ لطیف النسا اپنے وقت کے رئیس شیخ محمد نواب مرحوم (موضع ددری) کی دختر نیک اختر تھیں شیخ صاحب "نواب میاں" کے نام سے دور دور تک مشہور و مقبول تھے ہر طرف ان کا دبدبہ تھا۔ موصوف کی دو شادیاں ہوئیں پہلی زوجہ سے دو صاحبزادیاں نیز ایک فرزند شیخ محمد اسمعیل پیدا ہوئے جبکہ دوسری زوجہ سے فرزند شیخ محمد عیسی اور دختر لطیف النسا نے جنم لیا۔ لطیف النسا کی نسبت

شیخ محمد اقبال ابن شیخ دلجان کے ساتھ طے پائی اور پھر ۱۹۳۲ء/ ۱۳۵۲ھ میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ تقریب شادی کا اہتمام ہوا۔

بہت ہی دلنشیں آواز پا تھی
نہ جانے تم تھے یا بادصبا تھی

جائے پیدائش:

شیر بہار کا آبائی گاؤں مہوارہ ہے جو اترار پنچایت قدیم بلاک کٹرہ اور موجودہ بلاک اورائی ضلع مظفر پور بہار میں واقع ہے۔ یہ گاؤں اورائی بلاک سے 3 کیلومیٹر کے فاصلے پر سمت جنوب میں مغربی کنارے آباد ہے۔ مہوارہ کی آبادی بشمول اطراف واکناف ہمیشہ سے بربادی کی شکار رہی ہے۔ کیونکہ اس کا محل وقوع باگمتی ندی سے متصل ہے۔ عرصہ دراز سے سیلاب کی شدت قہر کا پوری دلیری کے ساتھ مقابلہ کرنے والا یہ تاریخی گاؤں اب پوری طرح سرکاری اسکیم کے تحت باندھے گئے ندی کے دوطرفی باندھ کے نشانے پر آچکا ہے۔ اس باندھ نے تمام ساحلی بستیوں کی طرح مہوارہ کو بھی باگمتی کے اضافی دائرہ حدود میں شامل کر دیا ہے۔

وہ زلفوں کو اپنی جھٹک کر یہ بولے
کہ مرتا ہے کوئی تو میری بلا سے

شیر بہار کی پیدائش آپ کے اسی آبائی گاؤں میں ہوئی تاریخ پیدائش کے تعلق سے خود آپ کا بیان ہے کہ:

”میری والدہ ماجدہ کے بقول میری پیدائش غالباً ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۴ء میں ہوئی۔ مرحومہ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ ۱۹۳۴ء کے مشہور زمانہ زلزلہ کے وقت اسلم کچھ ہی ماہ کا شیر خوار بچہ تھا اسی بنیاد پر بچپن میں بہت سے لوگ مجھ کو "زلزلیا" (زلزلہ کے سال پیدا ہونے والا) کہہ کر پکارتے تھے“

عہد طفولیت:

آپ کی پرورش بہت ہی خوش گوار ماحول میں ہوئی۔عہد طفلی کا بعض حصہ آپ نے اپنے نانہیال ددری میں بھی گزارا۔وہاں آپ کی آمد ورفت کا سلسلہ کئی نوعیت کا تھا مشاہدین کا ماننا ہے کہ ۱۹۳۴ء کے زلزلہ سے مہوارہ بہت زیادہ متاثر ہوا تھا۔اس نے بہت سی قابل کاشت زمینوں کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا اوران سے پیداوار کی امیدیں کچھ دنوں تک کے لئے یکسر مفقود ہو کر رہ گئی تھیں۔مگر آپ کے دادا مرحوم جلد ہی ان حالات پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے۔انہوں نے موضع ددری میں فی بگہہ 5 روپے کے حساب سے تقریباً 25 بگہہ زمین کی ملکیت حاصل کر لی جس سے اچھی خاصی پیداوار ہاتھ آنے لگی۔ساتھ ہی انہوں نے ایک عالیشان حویلی بھی وہاں تعمیر کرادی تا کہ حسب ضرورت وہاں رہائش بھی ممکن ہو اور وقتاً فوقتاً فصل کی حفاظت ونگرانی بھی ہوتی رہے۔چونکہ ان کا ایک بڑا کنبہ تھا اس لئے ہر موسم میں کنبہ کے کچھ لوگ باری باری سے ددری والی حویلی میں مقیم ہو کر فصل کی دیکھ ریکھ کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔

ایک سفر دو حادثے:

ایک بار اسی سلسلے میں ان کا قافلہ ددری سے مہوارہ لوٹ رہا تھا قافلہ کے افراد اناج کی بوریوں کے ساتھ ''بیل گاڑی'' میں سوار تھے شیر بہار کی عمر اس وقت تقریباً 9 برس تھی اور آپ قافلے میں شامل اپنے چچا مولانا اسحاق علی کے بازو میں گاڑی بان کے پیچھے آرام سے بیٹھے تھے۔اب گاڑی موضع گورا کی سرحد میں داخل ہو رہی تھی مگر جیسے ہی موڑ کے پاس سے گاڑی کا گزر ہوا تو وہ چشم زدن میں اس برے انداز میں پلٹا کھائی کہ آپکے عم محترم دور جا گرے اور آپ جہاں پر لڑھکے وہیں آپ کے پاس صرف ایک انچ کے فاصلے پر غلے کی بوری بھی آلڑھکی۔اس طرح اس حادثۂ ناگہانی میں آپ بال بال بچے۔

اسی سفر میں دوسرا حادثہ اس وقت پیش آیا جب آپ کی گاڑی اورائی پہنچ گئی اب گاڑی کا کام ختم ہو چکا تھا صرف وہاں سے 3 کیلومیٹر کا فاصلہ بذریعہ کشتی طے کرنا باقی بچا تھا

اور ائی بازار سے پچھم کی طرف چند قدم پر "ڈاک بنگلا" وہ جگہ ہے جہاں 2008ء تک کشتیاں لنگر انداز ہوتی رہی ہیں آپ کے گاؤں سے آئی ہوئی کشتی وہاں پہلے سے موجود تھی۔

اناج کشتی پر منتقل ہوا اور جب سب لوگ سوار ہو گئے تو آپ کے چچا حافظ محمد یسین مرحوم نے ایک لمبے اور ٹھوس بانس کی مدد سے کشتی چلانے کا کام شروع کیا مگر جیسے ہی کشتی پانی پر تیرنے کی پوزیشن میں آئی اور اپنی جگہ سے تھوڑا آگے بڑھی کہ فوراً غرقاب ہو گئی۔ جہاں یہ حادثہ پیش آیا وہاں پانی قد آدم سے زیادہ گہرا تھا۔ لوگ تیر کر ساحل کی طرف پلٹنے لگے سب کو اپنی جان بچانے کی فکر تھی۔ شیر بہار کو آپ کے چچا (حافظ یٰسین) اناج کی بوریوں کے اوپر لے کر کھڑے ہو گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد کسی دوسری کشتی والے نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ آناً فاناً اپنی کشتی کو تیز بھگاتا ہوا مدد کو پہنچا اور آپ کو لے کر آپ کے چچا اس امدادی کشتی کے ذریعہ ساحل سے ہمکنار ہوئے۔

بعد میں ڈوبی ہوئی کشتی نکالی گئی اناج کی بوریوں کے لئے ایک مضبوط و کشادہ کشتی کا بندوبست ہوا۔ اور اس طرح دو حادثوں کا شکار یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوا

چونکہ آگے چل کر شیر بہار سے دین کا عظیم کام لینا مقصود تھا اور آپ کا وجود مسعود ملک و قوم کے ایک بڑے حصہ و حلقہ کا نجات دہندہ بن کر اجاگر ہونے والا تھا لہذا قدرت نے آپ کے اندر ابتدا ہی میں تمام قسم کی آفات سے مقابلہ کی ہمت بھر دی تھی

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے



باب سوم: تعلیم و تربیت

آپ نے جیسے ہی ہوش سنبھالا تعلیم و تربیت کے لئے گاؤں کے مکتب میں آپ کی حاضری شروع ہوگئی مولوی نثارالدین اترراوی اس دور میں مہوارہ مکتب کے معلم تھے انہوں نے آپ کی خداداد ذہانت وفطانت کے سہارے بہت جلد قاعدہ بغدادی ختم کرادیا

آپ جب بھی ددری گئے تعلیم سے کبھی غافل نہ ہوئے۔ ددری سے ملحق مغرب کی طرف موضع بہورار میں ایک مکتب کچھ عرصہ سے قائم تھا جہاں آپ روزانہ اپنے ننھیال کے بچوں کے ساتھ ایک کیلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے اس کے معلمین سے پورے ذوق وشوق کے ساتھ درس لیتے رہے۔

ہم وہ عاشق ہیں کہ طفلی میں نہ نیند آتی تھی
دایہ جب تک نہ بیاں کرتی تھی افسانۂ عشق

غازی پور چشمۂ رحمت میں داخلہ:

آپ کو چھوٹی عمر میں ہی تعلیم سے عشق ہوگیا تھا آپ کے عم زاد مولوی عبدالسلام مرحوم کو آپ کا شوق فراواں دیکھ کر بہت خوشی حاصل تھی۔ وہ آپ کے بہنوئی بھی تھے اور چشمہ رحمت غازیپور میں منشی کا کام انجام دیا کرتے تھے

منشی صاحب آپ کو لے کر غازیپور آگئے اور آپ کو یہاں کے معلمین کے سپرد کردیا۔ اس طرح چشمہ رحمت سے سیراب ہونے کا آپ کو سنہرا موقع ہاتھ آیا۔ فارسی کی جملہ متداول

کتب بحسن وخوبی آپ نے غازیپور میں مکمل پڑھ ڈالیں

چشمہ رحمت کے اساتذہ آپ پر حد درجہ مہربان تھے۔انہوں نے تعلیمی اوقات کے علاوہ بھی آپ کو پڑھانے اور پروان چڑھانے میں پوری دلچسپی دکھائی شیر بہار کے ساتھ درجے کی کوئی پابندی نہ تھی بلکہ آپ اپنے مشفق اساتذہ سے ایک کے بعد ایک کتابیں پڑھتے اور آگے بڑھتے چلے جاتے تھے

میں نے طے کی ہے بہ انداز دگر راہ وفا

چاہے تو کہہ لے مثالی طرز کا بانی مجھے

جن ساقیان چشمہ رحمت نے آپ کو بادہ علم وآگہی سے سیراب کیا ان کے اسما یہ ہیں:

(۱) مولوی شعیب صاحب فرنگی محلی

(۲) مولوی سراج الدین صاحب

(۳) ماسٹر سعید الرحمن صاحب

(۴) مولانا محمد حنیف صاحب صدر المدرسین

غازی پور سے وابستہ آپ کی تعلیمی خصوصیات:

☆ منشی کا 3 سالہ کورس (۱۹۴۶ء تا ۱۹۴۸ء) مکمل کیا

☆ فارسی پڑھنے میں آپ تمام طلبہ کے درمیان یکتا تھے

☆ حساب کے کلاس میں آپ کو مانیٹر مقرر کیا گیا تھا

☆ بلیک بورڈ پر طلبہ کو نصاب سے متعلق مضامین وسوالات لکھ کر دینا آپ کے ذمہ تھا

☆ کلاس ٹیچر (ماسٹر سعید الرحمن) کو آپ پر مکمل اعتماد و ناز تھا

☆ منشی کے بعد منشی کامل کی جگہ آپ نے عربی ادب کا انتخاب کیا اور فن نحو وصرف کی بعض ابتدائی کتب مثلاً نحو میر، پنج گنج غازیپور میں پڑھنے کی سعادت پائی

☆ چشمہ رحمت سے ملحق ایک ضعیفہ کا مکان تھا جو آپ کو نواسہ کی طرح چاہتی تھیں آپ انہیں

کے مکان میں سوتے تھے وہ اپنے ہاتھوں آپ کے کپڑے دھویا کرتی تھیں

☆ غازیپور میں داخلہ کے وقت آپ فقط آٹھ نو برس کے تھے۔ سب سے پہلے آپ کو شعبہ ناظرہ میں رکھا گیا مگر ناظرہ کی تعلیم آپ نے براہ راست صدر مدرس مولوی قاری محمد حنیف صاحب سے حاصل کی اسی درمیان ششماہی امتحان کی گھڑی آ پہنچی جس میں ناظرہ قرآن کے تعلق سے آپ کو ساڑھے سولہ نمبر ملے جبکہ پاس ہونے کے لئے مجوزہ ۱۷ نمبر لازمی تھے۔

اس ننھی عمر میں آپ کو یہ خسارہ محض اس لئے اٹھانا پڑا کہ امتحان گاہ میں ممتحن کے آگے آیت کریمہ وننزل من القران ماھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین و لا یزید الظلمین الا خسارا پڑھتے وقت آپ سے خسارا کی خا کا اصل مخرج ادا نہ ہو سکا لہذا صدمے سے آپ نڈھال ہو گئے اور روتے ہوئے قاری صاحب کے پاس آئے اور انہیں بتایا کہ حافظ جی نے مجھ کو فیل کر دیا ہے شاید ددری میں پرنسپل موصوف کی کوئی رشتہ داری تھی اس لئے وہ آپ کو نواسہ کہا کرتے تھے آپ کا حال زار ان سے دیکھا نہ گیا فوراً وہ حافظ صاحب کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ آپ نے میرے ہی نواسے کو فیل کر دیا ہے جو تعلیمی فطرت لے کر پیدا ہوا ہے چشمہ رحمت میں اس جیسا ذہین طالب علم کسی درجے میں نظر نہیں آتا۔ اس لئے اس کو فیل کرنا حقیقت میں اس کی حوصلہ شکنی کے مترادف ہے۔ چنانچہ ممتحن نے آدھے نمبر کا اضافہ کر کے آپ کو پاس قرار دیدیا۔ یہ احوال سناتے ہوئے شیر بہار نے فرمایا:

"جہاں تک مجھے یاد آتا ہے اس ناظرہ امتحان کے علاوہ پورے تعلیمی دور میں کبھی فیل نہ ہوا بلکہ ہر امتحان میں مجھے امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل ہوتی رہی"

مفتاح القواعد کی انوکھی تعلیم:

آپ کا بیان ہے:

"چشمہ رحمت میں میرا کامیاب تعلیمی دور گزرا ہے جو میری ترقی میں

سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے حتی کہ اس درمیان آنے والے تعطیل کلاں
سے بھی میں نے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ پوری
مفتاح القواعد میں نے تعطیل کلاں ہی کے موقع سے مکمل پڑھ لی
تھی۔ واقعہ یہ کہ مولوی ممتاز احمد اتراروی کسان زادہ تھے انہیں کھیتی
باڑی سے بہت شغف تھا دارالعلوم مئو میں مدرس ہونے کے باوجود پیشہ
زراعت سے دستبردار نہ ہوئے۔ وہ جب بھی کسی موقع سے گھر آتے
اکثر کھیتوں میں ہی پائے جاتے۔
چنانچہ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ وہ روزانہ بذات خود اپنے کھیتوں میں
ہل چلایا کرتے تھے میں بھی بلاناغہ ڈھونڈتے ہوئے ان کے پاس پہنچ
جایا کرتا اور مفتاح القواعد زبانی یاد کر کے ہر روز ان کو سنا دیا کرتا۔
میرا یہ تعلیمی اشتغال دیکھ کر وہ بے پناہ مسرور ہوتے انہوں نے ہل
چلاتے ہوئے بھی ہمیشہ مجھ پر نگاہ التفات مرکوز رکھی۔ مفتاح القواعد ہی
میں انہوں نے فارسی قواعد کے ساتھ عربی قواعد کو میرے ذہن میں اس
پختگی اور عمدگی کے ساتھ اتار دیا کہ آگے چل کر شرح مأۃ عامل پڑھتے
ہوئے کسی قسم کی کبھی الجھن نہ ہوئی"

داخلہ دارالعلوم مئو میں:

درسیات میں کتب عربیہ کی باضابطہ تعلیم کا آغاز ہو چکا تھا اب آپ نے اپنے ہموطن مولوی ممتاز احمد اتراروی کی عنایت سے دارالعلوم مئو کا رخ کیا اس وقت آپ کی عمر فقط 14 سال تھی یہ 1948ء کا واقعہ ہے دارالعلوم مئو جانے کا باعث محض آپ کا ذوق علمی تھا آپ پر جیسے تعلیم کا جنون سوار تھا آپ ہر ممکن اپنے شوق کی تکمیل چاہتے تھے۔ عمر اتنی مختصر تھی کہ عقائد کی باریکیوں کی جانب التفات کو ناکافی تھی۔ بہرحال چند برس کی تعلیمی ریاضتوں نے وہ گل کھلائے کہ مئو سے آپ کی ترقی وہاں کے اساتذہ کے لئے باعث افتخار ثابت

ہوئی۔آپ کے بیان کے مطابق مئو میں شرح جامی تک آپ کا تعلیمی دور گزرا

دارالعلوم مئو: کچھ یادگار باتیں:

{۱}

مولانا محمد عمر اعظمی سنی صحیح العقیدہ عالم دین تھے دارالعلوم میں انہوں نے کسی طرح مدرس کا عہدہ حاصل کرلیا تھا ان کے پاس ہدایۃ النحو کی گھنٹی تھی آپ کی جماعت میں تقریباً دو درجن سے زائد بچے شامل تھے جن میں عبداللطیف نامی طالب علم کے ساتھ آپ کی بڑی بے تکلفی تھی۔آپ کا بیان ہے کہ:

''ایک بار مولانا عمر کے پاس ہدایۃ النحو کی عبارت خوانی کے دوران الی اخرہ کے کلمہ مخفف کی ادائیگی میں عبداللطیف سے غلطی ہوگئی مولانا کی زبان سے فوراً نکل گیا کہ'' دیوبندی وہابی چغد کہاں سے آگیا جس کو مخفف پڑھنا نہیں آتا۔''

اس نے مہتمم سے جاکر شکایت کردی ۔انہوں نے مولانا سے کہا کہ حضرت! آپ پر دن بدن ضعف کا غلبہ بڑھتا جارہا ہے لہذا گھر پر آرام فرمائیں۔وہ اتنے غیور تھے کہ اسی دم سامان لےکر رخصت ہوگئے۔''

{۲}

مئو میں شرح جامی کی تعلیم کے دوران کا واقعہ بھی بہت دلچسپ ہے آپ کے رفیق درس عبداللطیف اکثر بطور فخریہ شعر آپ کو سنایا کرتے تھے

چہ می دانی تو اے ناداں! شرح ملاّئے جامی را
کہ ہر نقطہ کند حیراں دوصد ملاّئے نامی را

ان کا اس شعر سے اشارہ اس طرف تھا کہ شرح جامی جیسی مایہ ناز کتاب اتر پردیش کے ایک عظیم مصنف کی شاہکار ہے بہار سے تعلق رکھنے والوں کو کیا خاک سمجھ میں آئیگی ایک روز

بے تکلفی میں آپ کی زبان پر بھی مندرجہ ذیل شعر جاری ہو گیا

چہ می دانی تو اے ناداں متن ملا بہاری را
کہ ہر نقطہ کند حیراں دو صد ملائے یوپی را

واضح رہے کہ متن سلم العلوم اور مسلم الثبوت، ملا محب اللہ بہاری کی یادگار ہے جس کی آپ کے بقول سینکڑوں شرحیں وجود میں آچکی ہیں

دارالعلوم رُڑکی ضلع سہارن پور میں داخلہ:

دارالعلوم مئو کی تاریخ میں شاید یہ پہلا واقعہ تھا جبکہ ایک ہونہار طالب علم کی عظمت کے اعتراف میں اساتذہ نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور کمال شفقت واعزاز کے ساتھ دارالعلوم رڑکی ضلع سہارن پور کے لئے اس کوگراں قدر تحفے کے روپ میں روانہ کیا۔ آپ اعلیٰ تعلیم کا شوق فراواں لئے رڑکی میں داخل ہوئے اور ایک باوقار متعلم بن کر جلد ہی جملہ اساتذہ وطلبہ کے دلوں میں گھر کر گئے

وہاں آپ کی تعلیمی قابلیت کا عالم یہ تھا کہ آپ دارالعلوم میں طلبہ کو مقامات حریری وغیرہ بہت سی کتابوں کا تکرار کراتے تھے۔ اسباق کی خاص خاص باتیں ذہن نشیں کر کے انہیں اپنے ساتھیوں کے بیچ دہرانا آپ کے معمولات میں شامل تھا

اب معلمین دارالعلوم نے پوری ہوشیاری سے آپ کے سادہ ذہن پر وہابیت کا رنگ چڑھانے کی جانب پیش قدمی شروع کر دی اور آپ کے اندر بدعقیدگی پر مبنی مسائل میں مہارت تامہ پیدا کرنے میں رات دن ایک کر دیا۔ حتی کہ دارالعلوم کے سالانہ امتحان کا وقت آپہنچا۔ بلند پایہ علمائے دیوبند دارالعلوم دیوبند سے ممتحن کے روپ میں ظاہر ہوئے جن میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے:

(۱) مولوی اعزاز علی شیخ الادب

(۲) مولوی فخر الحسن

ہوئی۔ آپ کے بیان کے مطابق مئو میں شرح جامی تک آپ کا تعلیمی دور گزرا

دار العلوم مئو: کچھ یادگار باتیں:

{۱}

مولانا محمد عمر اعظمی سنی صحیح العقیدہ عالم دین تھے دار العلوم میں انہوں نے کسی طرح مدرس کا عہدہ حاصل کرلیا تھا ان کے پاس ہدایۃ النحو کی گھنٹی تھی آپ کی جماعت میں تقریباً دو درجن سے زائد بچے شامل تھے جن میں عبد اللطیف نامی طالب علم کے ساتھ آپ کی بڑی بے تکلفی تھی۔ آپ کا بیان ہے کہ:

''ایک بار مولانا عمر کے پاس ہدایۃ النحو کی عبارت خوانی کے دوران الی اخرہ کے کلمہ مخفف کی ادائیگی میں عبد اللطیف سے غلطی ہوگئی مولانا کی زبان سے فوراً نکل گیا کہ'' دیو بندی وہابی چغد کہاں سے آ گیا جس کو مخفف پڑھنا نہیں آتا۔''
اس نے مہتمم سے جا کر شکایت کردی۔ انہوں نے مولانا سے کہا کہ حضرت! آپ پر دن بدن ضعف کا غلبہ بڑھتا جا رہا ہے لہذا گھر پر آرام فرمائیں۔ وہ اتنے غیور تھے کہ اسی دم سامان لے کر رخصت ہو گئے۔''

{۲}

مئو میں شرح جامی کی تعلیم کے دوران کا واقعہ بھی بہت دلچسپ ہے آپ کے رفیق درس عبد اللطیف اکثر بطور فخر یہ شعر آپ کو سنایا کرتے تھے

چہ می دانی تو اے ناداں! شرح ملائے جامی را
کہ ہر نقطہ کند حیراں دوصد ملائے نامی را

ان کا اس شعر سے اشارہ اس طرف تھا کہ شرح جامی جیسی مایہ ناز کتاب اتر پردیش کے ایک عظیم مصنف کی شاہکار ہے بہار سے تعلق رکھنے والوں کو کیا خاک سمجھ میں آئیگی ایک روز

بے تکلفی میں آپ کی زبان پر بھی مندرجہ ذیل شعر جاری ہو گیا

چہ می دانی تو اے ناداں متن ملا بہاری را

کہ ہر نقطہ کند حیراں دو صد ملائے یوپی را

واضح رہے کہ متن سلم العلوم اور مسلم الثبوت، ملا محب اللہ بہاری کی یادگار ہے جس کی آپ کے بقول سینکڑوں شرحیں وجود میں آچکی ہیں

دارالعلوم رُڑکی ضلع سہارن پور میں داخلہ:

دارالعلوم مئو کی تاریخ میں شاید یہ پہلا واقعہ تھا جبکہ ایک ہونہار طالب علم کی عظمت کے اعتراف میں اساتذہ نے کوئی کسر اٹھانہیں رکھی اور کمال شفقت واعزاز کے ساتھ دارالعلوم رڑکی ضلع سہارن پور کے لئے اس کو گراں قدر تحفے کے روپ میں روانہ کیا۔ آپ اعلیٰ تعلیم کا شوق فراواں لئے رڑکی میں داخل ہوئے اور ایک باوقار متعلم بن کر جلد ہی جملہ اساتذہ وطلبہ کے دلوں میں گھر کر گئے

وہاں آپ کی تعلیمی قابلیت کا عالم یہ تھا کہ آپ دارالعلوم میں طلبہ کو مقامات حریری وغیرہ بہت سی کتابوں کا تکرار کراتے تھے۔ اسباق کی خاص خاص باتیں ذہن نشیں کر کے انہیں اپنے ساتھیوں کے بیچ دہرانا آپ کے معمولات میں شامل تھا

اب معلمین دارالعلوم نے پوری ہوشیاری سے آپ کے سادہ ذہن پر وہابیت کا رنگ چڑھانے کی جانب پیش قدمی شروع کردی اور آپ کے اندر بدعقیدگی پر مبنی مسائل میں مہارت تامہ پیدا کرنے میں رات دن ایک کر دیا۔ حتیٰ کہ دارالعلوم کے سالانہ امتحان کا وقت آپہنچا۔ بلند پایہ علمائے دیوبند دارالعلوم دیوبند سے ممتحن کے روپ میں ظاہر ہوئے جن میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے:

(۱) مولوی اعزاز علی شیخ الادب

(۲) مولوی فخر الحسن

(۳) قاری عبد الرحمن

دیوان متنبی کا امتحان شیخ الادب صاحب نے لیا۔ مولوی فخر الحسن سے ہدایہ اولین اور قاری عبد الرحمن سے قرأت وتجوید میں آپ نے اچھے نمبرات حاصل کئے آپ نے اس خوش اسلوبی سے ہر سوال کا جواب دیا کہ دار العلوم رڑکی میں ہر طرف آپ کی تعلیمی لیاقت کا غلغلہ بلند ہونے لگا۔

مولوی اعزاز صاحب کو ۳۵ سال سے ادب کی کتابیں پڑھانے کا کمال حاصل تھا انہوں نے رڑکی کے پرنسپل مولوی شیخ محمد مئوی سے برجستہ کہا کہ محمد اسلم جیسا ذہین بچہ مجھے اس کے علاوہ آج تک نظر نہ آیا اس کو ہم دیوبند لے جائیں گے یہ عالم وفاضل ہو کر ہمارے بہت کام آئے گا۔

رڑکی والوں نے آپ کی اس عظیم الشان کامیابی و بلند اقبالی پر خوشی کا اظہار کیا اور دیوبند لے جانے کی یہ فخریہ پیشکش خود ان کے لئے بھی قابل فخر ثابت ہوئی۔ آپ نے بھی بعد رمضان دیوبند جانے کے عزم کو کشادہ دلی کے ساتھ حتمی شکل دے دی

دیوبند جانے کی سعی ناکام:

رڑکی سے تعطیل کلاں کا مرحلہ گزارنے کے لئے جب آپ گھر لوٹے تو آپ کے وجود پر دیوبند جانے کا خمار پوری طرح مسلط تھا حتی کہ رمضان المبارک ختم ہوا اور شوال المکرم کی ۷ ویں تاریخ نازل ہوگئی بس ۸ ویں کی صبح دیوبند کے لئے آپ کی روانگی ہونے والی تھی مگر دفعتاً اپنے عم مکرم کے ساتھ ان کی مرضی کے مطابق احمد آباد جانے پر رضامند ہو گئے

آپ کے اندر اچانک یہ انقلاب کس طرح آیا اس سوال کی تہہ میں عجیب وغریب کہانیاں چھپی ہوئی ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ نے رڑکی سے لوٹتے ہی اپنے گاؤں مہوارہ میں طوفان کھڑا کر دیا لوگوں نے آپ پر ہر رخ سے دیوبندیت کا غلبہ محسوس کیا عقائد متوارثہ کے خلاف آپ کی گفتگو سن کر سب عاجز آ گئے اکثر آپ کی زبان پر یہی رٹ رہتی

کہ "میلاد بدعت، قیام بدعت، سلام بدعت، فاتحہ بدعت، تعظیم رسول شرک، یارسول اللہ کا نعرہ شرک"

اس دوران آپ کے چچا مولانا اسحاق علی صاحب کی گجرات سے آمد ہوئی وہ عرصہ دراز سے اس صوبے میں اپنی دینی سرگرمیوں اور جرأت مندانہ روایتی اقدامات کی بنا پر شیر گجرات کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔

شیر گجرات صاحب کو اپنے بھتیجے کی یہ تازہ کہانی سن کر بہت قلق ہوا انہوں نے آپ کو ہر ممکن سمجھایا مگر آپ پر جیسے پندار علم کا جادو چل چکا تھا کہ اپنے موقف سے ذرا بھی ہٹنے کے لئے تیار نہ تھے چچا بھتیجے میں اس نوک جھونک کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہا"

بعض لوگ یہ بتاتے ہیں کہ چچا بھتیجے میں زبردست مناظرہ ہوا اور بھتیجے نے چچا کو زیر کرنے کے حربے استعمال کئے

یہ وہ افواہیں ہیں جو ہر چہار جانب گونج رہی ہیں ان افواہوں کی حقیقت جاننے کے لئے جب میں نے آپ کی چھوٹی ہمشیرہ محترمہ جمیلہ خاتون سے ملاقات کی تو وہ کہنے لگیں کہ ان افواہوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر انہوں نے اس تعلق سے جو واقعہ سنایا وہ انہیں کی زبانی ہدیہ قارئین ہے۔ کہتی ہیں کہ مجھے آج بھی وہ منظر اچھی طرح یاد ہے جب بھائی جان نے دیوبند جانے کی خفیہ پلاننگ کر لی تھی اور اولاً گھر کے کسی بھی فرد کو اس کا علم نہ ہو سکا تھا

اس زمانے میں مولوی مشتاق مہواری کی بھی تعلیم چل رہی تھی آپ دیوبند جانے کا ارادہ رکھتے تھے آپ نے ان کو بھی اپنے ساتھ دیوبند چلنے کا مشورہ دیا اور وہ فوراً تیار ہو گئے اور پھر دونوں نے وہاں جانے کی تاریخ بھی متعین کر لی

آپ کی بہن کہتی ہیں کہ میں آپ کے اکثر کام کر دیا کرتی تھی کپڑے کی دھلائی وغیرہ بھی میرے ذمہ تھی جب بھی کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو آپ مجھ سے بولتے۔ مگر دیوبند جانے سے دو روز قبل آپ بہت سویرے نیند سے بیدار ہوئے اور خود کپڑے دھونے میں مشغول ہو گئے آپ نے خود اپنے ہاتھ سے ان پر آئرن بھی کیا اور اٹیچی میں اپنی ضروری

چیزیں سجا سنوار کر رکھنے لگے۔ یہ دیکھ کر میں حیران تھی میں نے پوچھا کہ بھیا! یہ آج آپ کیسی تیاری کررہے ہیں؟ آپ نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ بس یونہی سامان وغیرہ ٹھیک کرنے کا خیال آگیا ہے۔ پھر آپ نے نہایت رازدارانہ انداز میں مجھ سے کہا کہ دیکھ جمیلہ! تو کسی کو نہ بتانا میں مشتاق کے ساتھ کل دیوبند جارہا ہوں۔ تیرے پاس جتنے پیسے ہیں تو مجھ کو دیدے

وہ کہتی ہیں کہ حسب ضرورت آپ کو پیسے تو دیدیئے مگر میں نے یہ سارا ماجرا اماں سے کہہ سنایا۔ یہ سن کر ماں بہت گھبرائیں اور جیسے ہی چچا جان (مولانا اسحاق صاحب) کو معلوم ہوا تو وہ فوراً آگ بگولہ ہوگئے۔ کہنے لگے کہ اگر واقعی اسلم نے دیوبند جانے کا پکا ارادہ ہی کرلیا ہے تو میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا

آپ کو مزید دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ میں نے گجرات میں ایک مناظرے کے دوران فلاں دیوبندی کو بخشا نہیں تھا اسلم کو بھی نہیں بخشوں گا

چچا جان اس وقت دالان میں تشریف فرما تھے اور بھائی جان کی غیر موجودگی میں آپ پر لوگوں کے سامنے برس رہے تھے۔ والدہ مرحومہ دوڑی ہوئی ان کے پاس گئیں وہ بہت پریشان تھیں۔ چچا جان کی بات سن کر ان پر گریہ طاری ہوگیا چچا جان ان سے تحکمانہ انداز میں مخاطب ہوئے کہ اسلم سے جا کر کہو کہ میرے ساتھ احمد آباد چلنے کے لئے تیار ہوجائے ورنہ حشر اچھا نہ ہوگا

والدہ نے فوراً نذر مان لی کہ اگر اسلم احمد آباد چلے جائیں گے اور دیوبند کو بھلا دیں گے تو دس روزے رکھوں گی۔

اس بیچ کسی نے والد صاحب کو خبر کردی وہ اس وقت کاشتکاری میں لگے ہوئے تھے کھیت کا کام چھوڑ کر فوراً تشریف لائے اور فرمایا کہ کہاں ہے اسلم؟ اس سے پہلے والدہ نے آپ کو سمجھا بجھا کر احمد آباد جانے کے لئے تیار کرلیا تھا۔ والد کی آواز سن کر آپ دفعتاً گھر میں چھپ گئے۔ والد کا موڈ دیکھ کر والدہ سہم کر رہ گئیں۔ والد صاحب غیظ سے بل کھاتے ہوئے گھر میں داخل ہوگئے۔ اور آپ کو ڈھونڈنے لگے وہ اس حرکت پر آپ کو سخت سزا دینا چاہتے تھے

آپ کی ہمشیرہ کہتی ہیں کہ مجھ پر بھی خوف مسلط ہوکر رہ گیا تھا میں بھی والدِ صاحب کے ساتھ ساتھ تھی اور بھائی جان کو سزا سے بچانا چاہتی تھی۔ میں اور والدہ مرحومہ نے ابا جان سے کہا کہ زیادہ غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ احمد آباد جانے کے لئے تیار ہے

بولے کہ کدھر ہے وہ؟ اس کو میرے سامنے لاؤ۔ اور جب والد کا لہجہ کچھ نرم ہوا تو گھر کے ایک کونے سے آپ برآمد ہوئے اور اپنی غلطی کی معذرت چاہی۔ والد بزرگوار نے نہایت خوشی کے ساتھ معاف کر دیا اور پھر آپ کو ساتھ لے کر اپنے برادر مکرم کے پاس وارد ہوئے۔

والد صاحب پر نظر پڑتے ہی چچا جان نے اپنی برہمی کا اظہار کرنا چاہا مگر والد صاحب نے عرض کی کہ بھائی جان! خفا ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں آج کی شب اپنے گھر آپ کا کھانا کرنا چاہتا ہوں لہذا دعوت قبول فرمائیے۔ شیر گجرات چچا نے کہا کہ اقبال بابو! سن لیجئے آج سے ہم کو آپ کے گھر سے کوئی مطلب نہیں ہے آپ کے گھر کا دانہ پانی میں اپنے اوپر حرام سمجھتا ہوں، اس لئے کہ آپ کا دلارا اب دیو بند کی آنکھ کا تارا بننے جا رہا ہے

والد صاحب بولے کہ بھائی جان! میں آپ کو بتادوں کہ اسلم دیو بند کی آنکھ کا تارا نہیں بلکہ تاریخ بریلی کا شہہ پارا بننا چاہتا ہے وہ آپ کے ساتھ جانے کے لئے بالکل تیار ہے اس کو بس آپ کے سہارے کی ضرورت ہے۔ اتنے میں آپ نے آگے بڑھ کر چچا کو سلام کیا اور اپنے پچھلے ارادے سے معذرت کے بعد ان کے ساتھ احمد آباد جانے کا خیال ظاہر کیا۔ چچا نے فوراً دعوت قبول فرمالی اور آپ کو بے اختیار سینے سے لگالیا۔

مدرسہ مصباح العلوم مبارکپور میں داخلہ:

راقم نے اس سلسلے میں شیر بہار سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ "واقعتاً میرے عم گرامی میرے عزم باطل کی وجہ سے سخت برہم ہوئے۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلم کافر و مرتد ہوگیا اس پر توبہ و تجدید ایمان لازم ہے۔ والد صاحب ان کی بات سن کر رونے لگے اور مجھ سے کہا کہ بڑے ابا کے حکم کو مان لو۔ میں نے ان دونوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیا"

پھر فرمایا:

"میرے عم محترم نے وقت کی نزاکت کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور ایمان و عقیدہ کی پختگی کے ساتھ میری تعلیم کے لئے عمدہ متبادل دارالعلوم تجویز فرمایا۔اس طرح میں دیوبند سہارنپور کے بجائے مصباح العلوم مبارکپور جانے کے لئے رضامند ہوگیا۔اور پھر وہ بارگاہ حافظ ملت میں مجھ کوڈال کر خود احمد آباد روانہ ہوگئے"

مبارکپور میں آپ کے بقول آپ کو مندرجہ اساتذہ کرام سے اکتساب علم کی سعادت حاصل ہوئی۔

(۱)	حافظ ملّت علیہ الرحمہ	مشکوۃ شریف
(۲)	علاّمہ عبدالمصطفی اعظمی علیہ الرحمہ	ملاحسن
(۳)	علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ	دیوان حماسہ

آپ نے بطور خاص فرمایا کہ اولاً ملاحسن کی گھنٹی ادیبی صاحب کے پاس ہوئی لیکن ایک ہفتہ کے بعد ہی ان کے پاس سے منتقل ہوکر اعظمی صاحب کے پاس ہوگئی اعظمی صاحب کا انداز تدریس بہت پر کشش تھا

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق''

دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد میں داخلہ:

بعد بقرعید جب اعظمی صاحب نے مبارکپور کو خیر باد کہہ کر احمد آباد میں منصب تدریس کو زینت بخشی تو ان کے ساتھ آپ بھی وہیں منتقل ہوکر ہمہ تن مشغول تعلیم ہوگئے

والد کا انتقال:

لیکن اس موقع سے آپ زیادہ نہ ٹک سکے کیونکہ ایک دن اچانک ایک ایسی غیبی آواز

محسوس ہوئی جس نے آپ کو فوراً گھر لوٹنے پر مجبور کر دیا

جس وقت والد گرامی کا انتقال ہوا اس وقت شیر بہار احمد آباد کی سرزمین پر مغرب کی نماز میں مشغول تھے جیسے ہی سجدے میں گئے کہ دفعتاً کسی نے آپ کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ دیا اور بولا کہ تمہارے والد کا انتقال ہوگیا ہے۔اتنا سننے کے بعد آپ کی کیفیت بدل گئی اور سجدہ بہت طویل ہوگیا۔اعظمی صاحب نے طلبہ سے کہا ذرا دیکھو تو سہی اسلم کو کیا ہوگیا ہے اب تک سجدے سے نہیں اٹھا؟

پھر اعظمی صاحب نے خود ہی سجدے سے آپ کو اٹھایا اور وجہ پوچھی، آپ نے روتے ہوئے کہا کہ میرے والد صاحب انتقال کر گئے لہذا میں گھر جانا چاہتا ہوں اور پھر سارا ماجرا کہہ سنایا

انہوں نے قدرے تأمل کے بعد اجازت مرحمت فرمادی۔آپ وہاں سے کھوئے کھوئے گھر تشریف لائے اور ماں سے لپٹ کر بے اختیار رونے لگے

آپ کی ہمشیرہ کہتی ہیں کہ انتقال کے چوتھے روز آپ کی آمد ہوئی جب کہ یہاں والد مرحوم کے ایصال ثوب کی تقریب کا سلسلہ جاری تھا

ابھی بنا بھی نہ ڈالی تھی آشیانے کی
فلک کو فکر ہوئی بجلیاں گرانے کی

والد کا انتقال عجیب سانحہ تھا جس نے آپ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔بعض ضروری امور کو انجام دینے والا آپ کے گھر میں اب آپ کے بعد کوئی نہ تھا۔یہ وہ نازک گھڑی تھی کہ آپ اپنی تعلیم کا خیال کر کے گھنٹوں تفکرات میں گم ہوکر رہ جاتے تھے

کچھ عرصہ بعد جب آپ کی زندگی قدرے معمول پر آئی تو یکے بعد دیگرے برہمپور مظفر پور اور دربھنگہ کے تعلیمی سفر پر روانہ ہوئے مگر وہاں کے ناموافق حالات کی بنیاد پر دونوں جگہیں آپ کو ناپسند ہوئیں

پھر آپ نے دوبارہ بعد رمضان احمد آباد کا رخ کیا اور ذی الحجہ تک وہاں آپ کا تعلیمی شغل رہا۔اس دوران اعظمی صاحب اور شیر گجرات کے مابین کچھ ان بن ہوگئی جس کا نتیجہ۔

ہوا کہ اعظمی صاحب نے کچھ دنوں کے لئے بعض کتابوں کی تدریس کا سلسلہ موقوف کردیا ۔شیر بہار کی "میبذی"انہیں کے پاس تھی جوکسی اور کے پاس چلی گئی۔آپ نے اعظمی صاحب سے بار بار کہا کہ حضرت! میبذی آپ پڑھائیں مگر وہ ہر بار کچھ نہ کچھ کہہ کر تسلی دیتے رہے۔ شیر بہار نے ایک ہفتہ انتظار کیا لیکن صورت حال میں کوئی تبدیلی نہ آسکی۔

بریلی شریف مظہر اسلام میں داخلہ:

ادھر کچھ دنوں پہلے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خدمت میں جو آپ نے داخلہ کی درخواست ارسال کی تھی وہ بریلی شریف میں موصول ہوچکی تھی اور وہاں سے منظوری نامہ آپ کے نام روانہ ہوچکا تھا۔ پھر جیسے ہی یہ منظوری نامہ آپ کو دستیاب ہوا فوراً بریلی شریف کے لئے پابہ رکاب ہوگئے اور موجود اساتذہ کرام کی دعاؤں کے ساتھ احمد آباد سے چل کر مظہر اسلام بریلی شریف میں داخل ہوئے

مجھے دربدر پھرایا تری جستجو نے آخر
ترا آشیاں جو پایا مجھے مل گیا ٹھکانہ

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی نگاہ کیمیا اثر نے پہلی ہی دفعہ میں پہچان لیا:

"یہ نوعمر لڑکا اپنے وقت کا عظیم محقق و مدقق ہوگا اس کے فیضان نظر سے ہزاروں گم گشتگان راہ، جادہ حق سے ہمکنار ہوں گے"

انہوں نے حکم دیا کہ " تمہاری رہائش کا انتظام فی الحال مفتی افضل حسین صاحب کے ساتھ مرکزی دارالافتا میں رہیگا۔'' پھر کچھ عرصہ بعد صوفی مسجد میں آپ کی جاگیر لگوادی گئی اور آپ اس مسجد کے امام وخطیب مقرر ہوگئے۔ مشاہرہ کے بارے میں آپ بتاتے ہیں کہ ۳روپے سے شروع ہوکر ۱۵روپے ماہانہ مجھے وصول ہوتا رہا

شیر بہار کا معمول تھا کہ مسجد و مدرسہ کے ضروری اوقات کے علاوہ آپ کے اکثر لمحات سرکار مفتی اعظم کی خدمت میں بسر ہوتے

آپ خود فرماتے ہیں:

" قطب عالم سیدنا الشاہ مصطفی رضا خاں رضی اللہ عنہ فتاوی نویسی جیسے اہم کاموں میں دیر رات تک مشغول رہا کرتے تھے۔ میں اس وقت تک ان کی بارگاہ میں حاضر رہا کرتا تھا جب تک ان کو نیند نہ آجاتی۔ اس دوران مجھ کو " قدوری " کا خصوصی درس بھی دیا کرتے تھے۔ ایک بجے شب میں قدوری اس انداز سے پڑھانا شروع کیا کہ جیسے ہی پہلی دفعہ میں نے عبارت پڑھی۔ اور الحمد للہ میری زبان سے نکلا تو فرمایا کہ ٹھہرو پہلے الف لام کو سمجھو پھر حکم ہوا کہ تفسیر کبیر لاؤ تفسیر خازن لاؤ اور دیگر کتب تفاسیر۔ تمام تفاسیر کی روشنی میں الف لام کے رموز ونکات مجھ پر واشگاف فرماتے چلے گئے حتی کہ اسی کی بحث میں ایک ہفتہ لگ گیا اور یہ سلسلہ آگے بھی جاری رہا"

میں نے علم ظاہری سے نہیں علم باطنی سے قائل کیا ہے:

شاہ عبد الحق صاحب چشتی علیہ الرحمہ (بانی خانقاہ گلشن چشت اجمیر شریف) کے بقول سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے:

" میرے پاس عزیزی محمد اسلم سلمہ، طلب علم کا نیک جذبہ لے کر آئے اور میں نے ان کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھا۔ حساس مسائل پر میں ان سے کھل کر کلام کیا کرتا تھا دوران کلام بہت سے گوشوں پر ان سے نت نئے سوالات وشبہات کا میں فوراً مدلل وتشفی بخش جواب دیا کرتا تھا۔ ایک بار علم غیب کے موضوع پر 16 دنوں تک بحث ومباحثہ چلتا رہا لیکن علم ظاہری سے انہیں سیری نہ ہوئی حقیقت یہ ہے کہ میں نے عزیزی موصوف کو علم باطنی سے قائل کیا ہے"

واضح رہے کہ اس تاریخی گوشے کا انکشاف مولانا وصی احمد مصباحی (بسنت مرزاپور) کے ذریعے ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ بمقام سکیت (راجستھان) شاہ صاحب ایک

بار اپنے مرید خاص جناب محمد شوکت صاحب چشتی کے مکان پر قیام فرما ہوئے جہاں میری ملاقات شاہ صاحب سے ہوئی۔ شاہ صاحب نے شیر بہار کے ساتھ اپنی گہری محبت وانسیت کا بیان کیا۔ بحث ومباحثہ والے واقعہ کی تفصیل بتاتے ہوئے شاہ صاحب نے مزید آگہی بخشی کہ سرکار مفتی اعظم ہند یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ:

"علم غیب کی بابت عزیزی محمد اسلم سلمہ سے گفتگو کے دوران میں نے ان سے بغرض حوالہ الماری کی سینکڑوں کتابیں نکلوائیں ان 16 دنوں میں ایسی ہمہ ہمی اور مصروفیت رہی کہ کسی فرض نماز کی تکبیر اولی نہ مل سکی"

سارے اسرار کھل گئے:

ایک بار سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے کسی امر کی تحقیق میں شیر بہار نے رجوع کیا حتی کہ یہ مسئلہ گفت وشنید بہت طول پکڑ گیا یعنی پورے 24 گھنٹے گزر گئے آج عصر سے شروع ہوا تو کل کی نماز عصر کا وقت آ گیا۔

آخر میں شیر بہار کی تسلی ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ قطب عالم سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا اگالدان سامنے رکھا تھا جو ان کے دست مبارک کے غسالہ وغیرہ سے لبریز تھا شیر بہار کے دل میں اچانک کچھ خیال پیدا ہوا آپ نے اسی دم اگالدان اٹھایا اور پورا پی گئے۔ پھر تو باطن کے سارے اسرار کھل گئے اور اس کے بعد پھر کبھی بحث ومباحثہ کی نوبت نہ آئی بلکہ بڑے سے بڑا مسئلہ خواہ کتنا ہی پیچیدہ ہو سرکار علیہ الرحمہ کے محض ایک اشارے سے سمجھ میں آجاتا ۔یہ بات ذہن نشیں رہے کہ جناب غلام مصطفی جو گیاوی ابن مولانا محمد حسنین صاحب مظہری مرحوم نے راقم کو بتایا کہ شیر بہار کے کسی رفیق درس کے ذریعہ انہیں یہ واقعہ معلوم ہوا ہے۔

ایک مجذوب سے اکتساب فیض:

محلہ سوداگراں چوک پر طلبہ اکثر صبح وشام سیر وتفریح کے لئے جایا کرتے تھے ایک بار شیر بہار حسب معمول دس پندرہ ساتھیوں کے ہمراہ اسی مقصد سے نکلے تھے کہ اثنائے راہ

میں کوئی جذام زدہ آدمی سامنے بیٹھا نظر آ گیا۔اس کے جسم میں کیڑے پڑے تھے۔طلبہ نے یہ بھی دیکھا اس کے قریب ایک بچی بیٹھی ہے جو پیتل یا تانبے کے کٹورے میں شخص مذکور کے بدن سے کیڑے نکال نکال کرڈالتی جارہی ہے

جوں ہی آپ کے ساتھیوں نے یہ منظر ملاحظہ کیا وہ بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھ گئے مگر آپ فوراً ٹھہر گئے آپ کی نگاہیں پوری طرح اس پر مرکوز ہو کر رہ گئیں دفعتاً آپ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ کوئی مجذوب معلوم ہوتے ہیں لہذا آپ ان سے قریب ہوئے سلام ومصافحہ کیا اور اپنا دامن ان کے سامنے پھیلاتے ہوئے عرض کی کہ حضور! میں آپ کی نگاہ کرم کا متمنی ہوں۔

مجذوب نے کہا کہ "اسلم! خدا تمہیں ہمیشہ سلامت رکھے میرے پاس تو تمہارے دینے کو کچھ بھی نہیں ہے ہاں اگر کیڑے لینا پسند کرو گے تو دیدونگا"

ان کی اس بات سے اب آپ کو پورا یقین ہو گیا کہ واقعی یہ خدا رسیدہ مرد کامل ہیں جن پر جذب کی کیفیت طاری ہے۔آپ نے فوراً کہا کہ حضور! ٹھیک ہے میں لینے کے لئے تیار ہوں مجھے ضرور عنایت فرمائیں۔انہوں نے پوچھا کہ بتاؤ تم کیوں لینا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ علم وعمل میں ترقی میرا مقصود ہے

مجذوب نے آپ کے دامن میں ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اتنا قدم چلنے کے بعد تم اسے کھا لینا تمہیں تمہارا مقصود مل جائے گا۔آپ نے دامن سنبھالے ساتھیوں کی جانب قدم آگے بڑھانا شروع کیا ادھر آپ کے ساتھیوں کو خیال آیا کہ اسلم اب تک نہیں آئے؟ لگتا ہے کہ وہ اب تک اسی کا تماشہ دیکھ رہے ہیں سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا طلبہ کی نظر آپ کے دامن پر پڑی یہ دیکھ کر انہیں اندازہ ہوا کہ جس شخص کو ہم نے دیکھا تھا وہ تو کوئی مجذوب تھا اس نے ضرور اسلم کو کچھ دیا ہے چلو چل کر دیکھتے ہیں ہملوگ بھی اس میں شامل ہو جائیں گے۔مگر جب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ان کے قریب پہنچنے سے پہلے پہلے شیر بہار نوش کر چکے تھے۔نوش کرتے وقت طلبہ نے البتہ اتنا ضرور دیکھا کہ وہ کیڑے نہیں تھے بلکہ وہ کوئی ایسی عمدہ قسم کی غذا تھی جس کو انہوں نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا

طلبہ بے تابانہ مجذوب کی طرف دوڑے کہ شاید ہم لوگ بھی نوازے جائیں مگر چشم زدن میں اپنی جگہ سے غائب ہو چکے تھے اور اس بچی کا بھی کوئی پتہ نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ شیر بہار کے علم وکمال میں وہیں سے چار چاند لگے۔

ڈالی تھی تم نے ایک محبت بھری نظر
کتنے چراغ دل میں تمنا کے جل گئے

واضح رہے کہ اس کے راوی جناب غلام مصطفی جوگیاوی ہیں ان کا دعوی ہے کہ یہ واقعہ انہیں براہ راست شیر بہار کے کسی رفیق درس کی زبانی معلوم ہوا ہے

دستار قرأت:

دار العلوم منظر اسلام کے طلبہ بھی آپ سے بے حد مانوس تھے وہ اکثر ملاقات کے لئے مظہر اسلام میں آیا کرتے اسی طرح منظر اسلام میں آپ کا بھی آنا جانا لگا رہتا۔

ایک بار آپ عین اس موقع سے تشریف لے گئے جب کہ مفتی سید اجمل حسین صاحب سنبھلی علیہ الرحمہ بحیثیت ممتحن درجہ قرأت کے ان طلبہ کا امتحان لے رہے تھے جن کی دستار بندی ہونے والی تھی امتحان گاہ میں ذرا فاصلے پر مفسر اعظم ہند اور مفتی عزیز الرحمن فیضپوری رونق افروز تھے۔

شیر بہار ان حضرات سے ملاقات کر کے ایک طرف مؤدب کھڑے ہو گئے۔ فیضپوری صاحب نے آپ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ممتحن صاحب سے فرمایا کہ ان کا نام بھی امتحان دہندگان میں شامل کر لیں مفسر اعظم کا بھی یہی حکم ہوا کہ ہاں ضرور کر لیں

چنانچہ سید صاحب نے آپ کو قریب بلایا اور آپ کا امتحان لیا تو تمام طلبہ پر آپ کا نمبر غالب آ گیا سید صاحب بہت خوش ہوئے۔ مفسر اعظم اور مفتی عزیز الرحمن صاحب نے فرمایا:

"واقعی یہ اس لائق ہیں کہ انہیں منظر اسلام سے خصوصی طور پر دستار قرأت سے نوازا جائے"

فوراً ہی جیلانی میاں نے اپنے خادم کو حکم دیا:

"میرے گھر میرا ایک خاص عمامہ کہیں محفوظ رکھا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہی عزیزی اسلم سلمہ کی دستار کی جگہ کام آئے لہذا اسے میرے سامنے حاضر کرو"

جب وہ حاضر کیا گیا تو پتہ چلا کہ اس کا ایک ہلکا حصہ دیمک خوردہ ہو چکا ہے۔ لہذا لوگوں نے کہا کہ فارغ ہونے والے قرا کے مماثل ہی ان کے لئے دستار کا انتظام ہونا چاہئے۔ پھر سب کے ساتھ آپ کو بھی سند و دستار قرأت کا اعزاز حاصل ہوا

شیر بہار نے راقم کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"سرکار مفسر اعظم علیہ الرحمہ کے گھر سے آیا ہوا عمامہ مجھے بہت اچھا لگا اگرچہ اس کا ایک ہلکا حصہ دیمک کی خوراک بن چکا تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے اسے واپس بھجوا دیا۔ مگر میں نے برجستہ کہا کہ یہ جیلانی میاں کا خصوصی عطیہ ہے اگر یہ میرے حصے میں آتا ہے تو میرے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہوگی۔ آخر میں منتظمین کی رائے سے جملہ فارغین کی طرح مجھے بھی نئی دستار عطا ہوئی۔ دستار کے دوسرے روز دار العلوم منظر اسلام کے استاذ شعبہ قرأت قاری سردار احمد بریلوی مرحوم میری مسجد میں آئے۔ میں ان سے بڑی عقیدت سے ملا انہوں نے مجھ سے کہا آپ مجھے استاذ مانتے ہیں کہ نہیں؟ میں بولا حضرت! آپ کو تا رمق استاذ مانتا ہوں۔ پھر میں نے ان کے لئے مٹھائی منگوائی اور پچاس روپے ان کی خدمت میں نذر کئے۔ انہوں نے بہت دعائیں دیں اور خوشی خوشی میرے پاس سے رخصت ہوئے"

دورہ حدیث کا امتحان:

دار العلوم مظہر اسلام میں درجہ فضیلت کے طلبہ نے بڑی محنت و جانفشانی سے کام لیا تھا شیر بہار کی تیاری بھی اپنی جگہ مکمل ہو چکی تھی اور آپ بڑی بیتابی کے ساتھ امتحان کی آمد کے منتظر تھے۔ بہر حال یہ مرحلہ آ ہی گیا

آج طلبہ کو صحیح البخاری کا امتحان دینا تھا امتحان گاہ میں بحیثیت ممتحن مفتی خلیل احمد صاحب محدث امروہوی علیہ الرحمہ پورے عالمانہ کروفر کے ساتھ جلوہ افروز تھے جیسے ہی گھنٹی بجی دورہ حدیث کے طلبہ تیزی کے ساتھ محدث امروہوی کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور سب نے اپنی تعلیمی لیاقت وصلاحیت کے خوبصورت نمونے پیش کئے۔اس موقع سے شیر بہار نے اپنی بیدار مغزی اور حاضر جوابی سے محدث صاحب کے دل میں ایک خاص جگہ بنالی

شیر بہار کا بیان ہے کہ:

''صحیح البخاری کی طرح ہر کتاب میں مجھے امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل ہوئی۔ایک خاص بات یہ ہوئی کہ شیر بیشہ سنت علیہ الرحمہ کے داماد مولوی شمس اللہ خاں صاحب مرحوم کا ٹوٹل نمبر 420 آیا۔میری ان سے بڑی بے تکلفی تھی میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ شاید اب اس میں کمی بیشی نہیں کی جاسکتی۔آخر وہی ہوا انہوں نے ہر ممکن چاہا کہ 20 کی جگہ 19 یا 21 ہو جائے مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔''

کس طرح کھلیں ہم پہ جہاں کے اسرار
اک راز کی دیوار ہے آگے پیچھے

دستار فضیلت:

یہ عجیب اتفاق تھا کہ شیر بہار نے شیخ المعقولات صوفی نظام الدین الہ آبادی علیہ الرحمہ کے توسط سے جو چند ماہ پیشتر ''فاضل دینیات'' کا فارم پر کیا تھا اس کے امتحان کی تاریخ مظہر اسلام کے جلسہ دستار بندی سے ٹکرا رہی تھی

دستار بندی کی رسم حسب روایات دوسری شب میں طے تھی اور اگلے روز سے الہ آباد میں امتحان شروع ہونے والا تھا حالت یہ تھی کہ اگر امتحان میں شریک ہوتے ہیں تو دستار چھوٹتی ہے اور اگر دستار لیتے ہیں تو امتحان جاتا ہے

لہٰذا نہایت کشمکش کے عالم میں آپ نے سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے روبرو اپنی

پریشانی کا اظہار کیا۔ قطب عالم نے فوراً ساجد میاں کو آواز دی اور ان سے فرمایا کہ

"محمد اسلم رضوی کی دستار بندی کا نظم پہلی ہی رات میں کر دیا جائے تا کہ الہ آباد میں منعقد ہونے والے امتحان میں بروقت پہنچ جائیں"

چنانچہ خود آپ کا بیان ہے:

"میری دستار بندی نہایت تزک و احتشام کے ساتھ مظہر اسلام کے اجلاس اول میں ہوئی اور اس کے بعد میں نے علی الصباح الہ آباد کے لئے رخت سفر باندھ لیا"

یہ فقیر قادری کی خوش نصیبی ہے کہ ان حروف کو رقم کرتے ہوئے آج آپ کے اس رفیق درس سے رابطہ ہوا جس نے مظہر اسلام میں آپ کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزارا یعنی امام المنطق والفلسفہ خواجہ مظفر حسین صاحب رضوی پورنوی

آپ کے بارے میں خواجہ صاحب نے جن گراں قدر تأثرات کا اظہار فرمایا ان کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) حضرت مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ اپنے عہد کی سب سے باکمال شخصیت کا نام ہے۔

(۲) میں نے بریلی شریف میں آپ کے اندر بے شمار خوبیوں کا مشاہدہ کیا

(۳) منظر اسلام ہو چاہے مظہر اسلام دونوں دار العلوم کے طلبہ میں آپ کی ممتاز حیثیت تھی۔

(۴) سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نوازشات کی ہمیشہ آپ پر برسات ہوا کرتی تھی

(۵) علمائے کرام وطلبہ عظام نیز مقامی لوگوں کے نزدیک آپ انتہائی مقبول ومحبوب تھے۔ سب آپ کو احترام وقدر کی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے

(۶) شہر میں جب بھی کوئی پروگرام ہوتا اور علمائے کرام مدعو ہوتے تو اس میں آپ کی بھی لازمی طور پر دعوت ہوا کرتی

(۷) آپ کی تحریر (رائٹنگ) بھی بہت خوبصورت ہوا کرتی تھی

(۸) دوران تعلیم آپ منتہی درجات کے طلبہ کو تکرار کراتے تھے

(۹) اساتذہ کسی اہم معاملہ میں جب طلبہ سے اظہار خیال کرنا چاہتے تو اس موقع سے سب بچوں کی پیشوائی ونمائندگی آپ ہی کیا کرتے تھے

(۱۰) ایسی اہمیت کی حامل شخصیت آج تک میری نگاہوں سے نہیں گزری

(۱۱) سب ساتھیوں میں آپ کو فوقیت و بلندی حاصل تھی وہ اس طرح کہ دار العلوم مظہر اسلام کے تمام رجسٹروں میں سب سے پہلا نام آپ کا نظر آتا تھا۔ آپ کی دستار بندی بھی اول نمبر پر ہوئی"

بعد فراغت وامتحان جب آپ اپنے گاؤں واپس آئے تو ہر طرف خوشیوں کی برسات ہونے لگی ۔آپ کی والدہ مرحومہ نے ایک عظیم الشان محفل عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرایا۔مولانا نعیم الدین نعمتؔ علیہ الرحمہ،مولانا زبیر احمد اترار وی مرحوم اور دیگر علمائے کرام کی تقریریں ہوئیں۔مہمانوں کی ضیافت میں ۳؍بکرے ذبح ہوئے آپ کی ہمشیرہ کا بیان ہے کہ " گاؤں میں یہ اپنی نوعیت کا واحد پروگرام تھا"



باب چہارم: درس وتدریس

شیر بہار کا عہد درس وتدریس 58 سال کے طویل عرصے کو محیط ہے جسے 6 مراحل میں بہ آسانی سمیٹا جاسکتا ہے اور یہ مراحل مندرجہ ذیل مدارس اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں

(1) دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف
(2) مدرسہ مسکینیہ دھوراجی گجرات
(3) دارالعلوم نعیمیہ چھپرہ
(4) جامعہ عربیہ سلطانپور
(5) جامعہ فاروقیہ وارانسی
(6) جامعہ قادریہ مقصود پور مظفر پور

مرحلہ اول:

شیر بہار نے 1955ء مطابق 1375ھ میں دارالعلوم مظہر اسلام میں درس وتدریس کے پہلے مرحلے کا آغاز فرمایا۔اور یہ آغاز ہر رخ سے کامیاب ومبارک ثابت ہوا۔

میرے لیے کمال ہوگیا!

آپ فرماتے ہیں:

"بعد فراغت مجھے سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ نے دارالعلوم مظہر

اسلام کا مدرس مقرر کردیا اور ماہانہ 55 روپے میری تنخواہ تجویز ہوئی حالانکہ اس زمانے میں بھی 300 روپے تک مدرسین کی تنخواہیں تھیں۔ البتہ میرے ساتھ مفتی شریف الحق صاحب امجدی 50 روپے پر بحال ہوئے۔ میں نے تنخواہ کی کوئی پروانہ کی بلکہ خوشی اس بات کی تھی کہ میرا تقرر سیّدی قطب عالم نے فرمایا تھا اور یہی میرے لئے کمال ہوگیا"

اس زمانے میں آپ اور امجدی صاحب کے علاوہ دارالعلوم کو مندرجہ ذیل اساتذہ کی خدمات حاصل تھیں:

☆ مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ
☆ مفتی افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ
☆ مولانا عبدالمبین امروہوی علیہ الرحمہ
☆ محدث ثناء اللہ مئوی علیہ الرحمہ
☆ مولانا معین الدین خاں اعظمی علیہ الرحمہ
☆ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی

خواجہ صاحب کی بحالی بھی آپ ہی کے ساتھ ہوئی تھی۔

محدث امروہوی اور تفسیر جلالین:

آپ نے 3 سال تک لگاتار مظہر اسلام میں طلبہ کو بادہ علم وعرفاں سے شادکام کیا طلبہ بھی آپ سے بے حد مانوس تھے جیسا کہ خود آپ کا بیان اس پر شاہد ہے۔ فرماتے ہیں کہ

"مولانا عبدالمبین صاحب کے پاس طلبہ کی جلالین شریف کی گھنٹی تھی وہ حج کو روانہ ہونے لگے طلبہ سے فرمایا کہ ان کے دوران حج جلالین شریف کس سے پڑھنا چاہو گے؟ سب نے بیک زبان میرا نام لیا۔ جمعرات کا دن تھا اور سنیچر سے تفسیر جلالین بھی میری گھنٹیوں میں شامل ہونے والی تھی

۔کسی مدرس کو خیال آیا کہ مولانا اسلم سے بہتر بھی پڑھانے والے مدرسین یہاں موجود ہیں اوران میں سے کئی ایک کی جلالین شریف والی گھنٹی خالی بھی ہے تو پھراس میں موصوف ہی کی تخصیص کوئی معنی نہیں رکھتی۔معلوم نہیں یہ کس ڈھنگ سے پڑھائیں گے؟امروہوی صاحب نے فرمایا کہ قبل از وقت کسی کے تعلق سے تنقید درست نہیں ہے ۔ابھی وقت ہے۔مجھے دوروز بعدروانہ ہونا ہے۔سنیچر کے دن جب مولانا اسلم جلالین شریف پڑھائیں گےتو اندازہ ہوجائے گا کہ ان کے بس کی بات ہے کہ نہیں۔بہرحال سنیچر کا دن طلوع ہوا"

آپ مزید فرماتے ہیں :

"مدرسین کی درس گاہیں ذرا ذرا سے فاصلے پر ایک ساتھ لگائی جاتی تھیں۔میں نے تفسیر جلالین پڑھانے کی ابتدا کی اور طلبہ کو اس انداز سے سمجھانا شروع کیا کہ سارے مدرسین عش عش کرنے لگے۔اور پھر امروہوی صاحب نے اپنے فیصلے کو حتمی شکل دے دی"

بریلی شریف کے یادگار واقعات

لفظ کشائی بھی ہورہی ہے اور دل کشائی بھی:

بریلی شریف میں ایک موقع سے مظہر اسلام کے شیخ الادب مولانا غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ سے کچھ بچوں نے گذارش کی کہ وہ اُنہیں دیوان متنبی، دیوان حماسہ اور مقامات پڑھا دیں۔انہوں نے کہا کہ مولانا اسلم سے جا کر پڑھ لو! اُن کا ''ادب'' بہت اچھا ہے۔چنانچہ آپ کا خود بیان ہے:

'' طلباء میری جانب رجوع ہوئے ، میں نے کہا ، جب حضرت

(شیخ الادب) کا حکم ہے تو لاؤ کوشش کر کے دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد جو میں نے پڑھانا شروع کیا تو طلباء نے برجستہ کہا کہ اب ہم لوگوں نے ادب شروع کیا ہے کہ لب کشائی بھی ہورہی ہے اور دل کشائی بھی!''

اساتذۂ کرام سے کبھی بے تعلق نہ رہے:

شیر بہار اپنے زمانۂ تدریس میں جہاں کہیں بھی رہے، اپنے اساتذۂ کرام سے کبھی رابطہ و تعلق نہ توڑا، بلکہ حسب ضرورت اُن سے علمی استفادہ فرماتے رہے۔ چنانچہ آپ کا خود بیان ہے:

''ایک دفعہ دارُ العلوم مظہر اسلام میں دیوان متنبی کے دورانِ تدریس کسی شعر کا مفہوم باقاعدہ واضح نہ ہوسکا تو بعد نمازِ مغرب حضرت شیخ الادب کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے شرح صدر کے ساتھ میری عقدہ کشائی فرمائی۔''

مہارت علمی کی دھوم:

مفتی امان الرب رضوی کے بقول، خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی اکثر کہا کرتے ہیں:

''حضرت مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ منطق میں بھی اس قدر ماہر تھے کہ ہم لوگوں کو ان کے سامنے بولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔''

شارح بخاری نے چونک کر پوچھا:

بریلی شریف کے زمانۂ تدریس میں شیر بہار و شارح بخاری آپس میں بہت بے تکلف تھے۔ ایک بار محلے میں چند روزہ پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ شب اول شارح بخاری کی تقریر ہوئی۔ صبح کو ایک وہابی شخص نے دارُ العلوم کے قریب سے گزرتے ہوئے اعتراف کیا:

''مولانا شریف الحق صاحب کو میری طرف سے مبارکباد ہو۔ رات

انہوں نے بڑی اچھی تقریر فرمائی۔''

اس شخص کے چلے جانے کے بعد شارح بخاری آپ کی طرف مخاطب ہوئے اور بولے:

''جس تقریر کی خوبی کا وہابی بھی قائل ہو یقیناً وہ کامیاب تقریر کہی جاسکتی ہے۔''

شیر بہار نے برجستہ فرمایا مولانا میری نظر میں آپ کی تقریر فیل ہوگئی، شارح بخاری نے چونک کر پوچھا، وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا:

''چونکہ آنجناب نے عقیدے پر کوئی گفتگو نہ کی اور بدعقیدوں کے رد میں ایک کلمہ بھی آپ کی زبان پر نہ آیا لہٰذا وہ تقریر اُس وہابی کو بہت پسند آئی، جس تقریر سے بدعقیدے خوش ہوں بھلا وہ کوئی تقریر ہوئی! آج کی شب اول تا آخر عقیدے پر بولیے اور بدعقیدوں کی زبردست انداز میں خبر لیجئے، پھر دیکھئے اُس کا کیا ردِ عمل ہوتا ہے۔''

چنانچہ انہوں نے دوسری شب کے اجلاس میں مذکورہ موضوع پر بھرپور خطاب کیا۔ اگلی صبح جب شخص مذکور اُس طرف سے گزرا تو اس کے چہرے کا جغرافیہ عجیب سا نظر آرہا تھا۔ اس نے مردہ سی آواز میں کہا، مجھے آج رات مولانا کی تقریر قطعی پسند نہ آئی۔ شیر بہار نے فرمایا یہ تقریر آپ کی کامیاب کہی جاسکتی ہے۔

بریلی شریف میں براہ راست آپ کے فیضان درس وتدریس سے سرفراز ہونے والوں کی ضخیم فہرست سے چند مشاہیر کے اسما حسب ذیل ہیں

بریلی شریف میں شیر بہار کے مشاہیر تلامذہ:

☆ مولانا صلاح الدین صاحب بچھارپوری مرحوم ☆ مولانا عزیز اللہ صاحب مظہری مرحوم کمرہٹی ☆ مولانا حبیب الرحمن صاحب مرحوم اودے پور ☆ مفتی محمد شعیب صاحب

رضوی باڑاوی ☆ مفتی رحمت علی صاحب پورنوی ☆ مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم بلواوی ☆ مولانا انصار احمد صاحب بلواوی ☆ مولانا اسلام الحق صاحب مہواروی ☆ مولانا فضل حق صاحب مرحوم بھنگواں ☆ مولانا غلام فرید صاحب تیغی بھنگواں ☆ مولانا فرحت زبیری گیاوی۔

مرحلہ دوم:

درس وتدریس کا دوسرا مرحلہ گجرات کے عظیم وقدیم ادارہ مدرسہ مسکینیہ دھوراجی سے وابستہ ہے جہاں آپ نے افتا کے ساتھ بچوں کی تعلیم وتربیت میں انقلاب انگیز رول ادا کیا۔ دھوراجی میں بھی آپ نے تلامذہ کی ایک عظیم الشان طویل ٹیم پیدا کی ہے جن میں سے بعض یہ ہیں:

دھوراجی میں حضرت کے مشہور تلامذہ:

☆ مفتی محمد عثمان صاحب مرحوم دھوراجی ☆ مولانا سید گل محمد صاحب مرحوم دھوراجی ☆ مولانا عبدالسلام صاحب پور بندر۔

دھوراجی سے وابستہ اہم واقعات

ایک یادگار خط:

اس زمانے کا تحریر کردہ ایک یادگار خط فقیر قادری کو دستیاب ہوا جس کی نقل ہدیہ قارئین ہے۔ واضح ہو کہ یہ خط آپ نے اپنے عم محترم مولانا اسحق علی صاحب کے نام ارسال کیا ہے جو اس وقت جامع مسجد بورسد کے خطیب اعظم بھی تھے۔ خط یہ ہے:

العم الاعظم والاکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

بدست اعمیٰ گرامی نامہ ملا۔ حالات سے واقفیت ہوئی۔ چار طلبہ بریلی سے آئے۔ اسلام الحق نہیں آیا اب مدرسہ کے خزانچی کا انتقال ہوگیا۔ اس سبب سے نہیں بلایا جاسکتا۔ عزیزی فضل حق کی کتابیں ہورہی ہیں سلام سے یاد کرتا ہے۔ اپنی خیریت سے جلد آگاہ کریں۔ برادرم محمد ہارون صاحب ودیگر برادران اہلسنت سے سلام کہہ دیں

فقط والسلام

محمد اسلم رضوی غفر لہ
مدرسہ مسکینیہ دھوراجی گجرات
۷۔ صفر المظفر ۷۸ سنہ ۱۳ھ ۲۵۔ اگست ۱۹۵۸ سنہ ء

ایک پیسہ نہیں لیا:

دھوراجی میں وہاں کے میمن حضرات کئی کئی ہزار کی رقمیں لے کر آپ کی بارگاہ میں آتے اور گزارش کرتے، حضور! مدرسہ کے نادار طلباء کے ذریعے اِن پیسوں کا حیلہ شرعی فرمادیں۔ تاکہ حسب ضرورت اِنہیں دین کے کاموں میں خرچ کرسکیں۔

قاری شاہد رضا صاحب کے بقول وہ لوگ ہمیشہ آپ پر زور ڈالتے کہ اس میں سے جتنا چاہیں ہماری طرف سے قبول کرلیں۔ لیکن حضرت نے کبھی ایک پیسہ نہیں لیا۔ البتہ جن طلباء کے ہاتھوں یہ کام انجام پاتا انہیں پچاس پچاس روپیہ دلوادیا کرتے تھے۔

لائبریری کی منتقلی:

دھوراجی جامع مسجد کا کتب خانہ بہت سی نادر و نایاب کتابوں کا مخزن تھا۔ مگر مطالعہ کنندگان کے لیے اُس سے استفادہ کی سہولتیں فراہم نہ تھیں اور وہ ہمیشہ بند ہی رہا کرتا تھا۔ اُس زمانہ میں پنجابی نژاد مولانا غلام جیلانی صاحب جامع مسجد کے امام تھے، شیر بہار نے اُن کے ذریعے اراکین مسجد سے مل کر کتب خانہ کی افادیت واہمیت پر گفتگو فرمائی اور انہیں مشورہ

دیا کہ لائبریری کو مدرسہ مسکینیہ میں منتقل کر دیں۔ چنانچہ آپ کے مشورہ پر فوراً عمل درآمد ہوا۔ اور وہاں کی ساری کتابیں الماریوں کے ساتھ مدرسہ پہنچا دی گئیں۔ آپ کا بیان ہے:

''الماریوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مطبوعہ تصنیفات کا لائق ذکر ذخیرہ موجود تھا۔ انہیں میں ''سلطنت مصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ'' کا قدیم نسخہ بھی شامل تھا، جو نایاب تصور کیا جاتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی علیہ الرحمہ کی ایک کتاب ''سلطنت مصطفیٰ فی مملکت کبریا'' کے نام سے شائع ہوئی۔ اُسی دوران بریلی شریف میں بعض ناشرین کو اعلیٰ حضرت کے مذکورہ رسالہ کی تلاش ہوئی۔ میں اس وقت تک دھوراجی کو خیر آباد کہہ چکا تھا اور مظہر اسلام میں میری دوبارہ تقرری ہو چکی تھی۔ میں نے بریلی شریف میں تلاش کنندگان کو بتایا کہ یہ رسالہ مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کی لائبریری میں دستیاب ہے۔ مگر جب وہاں جا کر دیکھا گیا تو رسالہ موجود نہ تھا۔ منتظمین آخر تک یہ بتانے سے قاصر رہے کہ رسالہ کب اور کس طرح غائب ہو گیا۔''

فتاویٰ قاضی خاں کا دو آنہ میں ہدیہ:

دھوراجی میں شیر بہار کا معمول تھا کہ روزانہ بعد نماز فجر ''بہار پورہ'' میں واقع درگاہ حضرت شاہ محکوم الدین علیہ الرحمہ پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک روز واپسی میں ایک بنیے کے قریب سے آپ کا گزر ہوا، جس کے پاس فتاویٰ کی عظیم کتاب ''فتاویٰ قاضی خاں'' رکھی ہوئی تھی۔ مقصد صاف ظاہر تھا کہ کتاب کے اوراق سے پیکٹ کا کام لیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا، کہاں سے لائے ہو؟ بنیا بولا، کتیانہ والے رائٹ میں مسلمان اپنے پیچھے بہت سی کتابیں بھی چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ یہ کتاب وہیں سے حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا، اس کو بیچو گے؟ بولا! لے لیجئے۔ پھر وہ ایک آنے میں دینے پر بخوشی راضی ہو گیا۔ آپ نے کتاب لیتے ہوئے اُس کو دو آنے دیے۔ وہ بہت خوش ہوا، چونکہ وہ غیر مسلم تھا وہ کیا جانتا تھا کہ کتاب کس قدر اہم ہے آپ کا بیان ہے:

’’بنیے کو اس لئے خوشی ہو رہی تھی کہ اس کی مطلوبہ منھ مانگی قیمت کا اسے ڈبل حصہ مل گیا تھا اور ادھر میں اس لئے مسرور تھا کہ کتاب بے حرمتی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی تھی حالاں کہ اس زمانہ میں بھی اس کا اصل ہدیہ پندرہ روپیہ سے کم نہ تھا‘‘

لذیذ پایہ:

دھوراجی میں آپ کا ناشتہ بھی بہت خوب ہوا کرتا تھا چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:

’’حضرت شاہ محکوم الدین علیہ الرحمہ کے مزار اقدس پر فاتحہ پڑھ کر جب لوٹتا تھا تو سیدھے آس محمد خلیل کے ہوٹل پہنچ جاتا تھا وہ مجھے دیکھتے ہی بہت بڑے نلے کو ضرب لگا کر اس سے مغز نکالتے اور اس کی پلیٹ میرے آگے کی میز پر سجا دیتے۔ اُن کا تیار کردہ ’’پایہ‘‘ بہت لذیذ ہوا کرتا تھا اور میں انتہائی رغبت سے ناشتے میں یہی نوش کیا کرتا تھا۔‘‘

ناگانی شاہ مسجد میں حضور ﷺ کا موئے مبارک:

دھوراجی کی ناگانی شاہ مسجد میں حضور سید عالم ﷺ کا موئے مبارک جو صدیوں سے محفوظ چلا آرہا تھا، آپ کے بقول وہ اب آپ کی تحویل میں آچکا تھا اور آپ جب تک دھوراجی میں قیام پذیر رہے۔ موئے مبارک کی عام زیارت کا اہتمام آپ ہی کے ذریعے ہوتا رہا۔

مرحلہ سوم:

نعیمیہ میں بحالی کا دلچسپ واقعہ:

درس وتدریس کے مرحلہ سوم میں شیر بہار دار العلوم نعیمیہ چھپرہ سے منسلک نظر آتے ہیں

۔اس سے پہلے کچھ عرصہ کے لئے دوبارہ بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا تھا یعنی بار دگر دار العلوم مظہر اسلام کے مسند تدریس پر جلوہ افروز ہو چکے تھے کہ اسی درمیان کسی موقع سے گھر آنے کا معاملہ پیش آ گیا حسن اتفاق سے مولانا نعیم الدین صاحب اپنے گاؤں آئے ہوئے تھے۔ان دنوں چھپرہ میں ان کے ادارہ کا تعلیمی معیار کچھ کمزور ہو چلا تھا۔واضح ہو کہ مولانا موصوف کا آبائی گاؤں ''اترار'' ہے جو مہوارہ سے متصل ہے لہذا پڑوسی ہونے کے ناطے شیر بہار کو ان سے کافی انسیت تھی۔وہ بھی آپ کو نہایت شفقت ومحبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ کو ان کی آمد کا علم ہوا تو شرف ملاقات کو فوراً اترار حاضر ہو گئے۔دوران ملاقات مولانا موصوف نے فرمایا کہ عزیزم! میرے مدرسہ میں فوری کسی تجربہ کار معلم کی سخت ضرورت ہے ۔مولانا شبنم کمالی صاحب مرحوم ان دنوں وہاں تدریسی خدمات پر مامور تھے۔دیگر مدرسین بھی اپنی جگہ کام پر لگے ہوئے تھے۔مگر حالات کی نزاکت کچھ اور مطالبہ کر رہی تھی اس لئے مولانا نعیم الدین صاحب نے وہاں کے حالات سے آپ کو روشناس کراتے ہوئے تمنا ظاہر کی کہ آپ نعیمیہ تشریف لے چل کر نظام ادارہ کی درستگی میں میرا ہاتھ بٹائیں۔

آپ نے ادب کے ساتھ اپنی معذرت پیش کی کہ حضرت! میں تو مظہر اسلام بریلی شریف کا مدرس ہوں لہذا آپ کسی اور کا انتخاب کر لیں تو بہتر ہوگا۔وہ بولے عزیزم! کم از کم ایک بار چھپرہ ضرور چلیں۔بارہویں شریف کا پروگرام ہونے والا ہے۔میری التجا ہے کہ آپ اس کی دعوت قبول کر کے اہل چھپرہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔شیر بہار نے ان کی یہ بات منظور کر لی۔

بارہویں شریف کے عظیم الشان اجلاس میں آپ کا خطاب نایاب ہوا متواتر 3 گھنٹے تک اپنا جوہر خطابت دکھاتے رہے آپ کا ایک ایک جملہ عشق رسول میں ڈوبا ہوا تھا جو سامعین کے دلوں میں پیوست ہوتا چلا گیا وقفہ وقفہ سے مجلس میں نعرہائے تکبیر ورسالت کی صدائیں گونجتی رہیں حتیٰ کہ نماز فجر کا وقت ہو گیا۔اذان کے بعد مسجد میں کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی ازدہام کثیر سے مسجد کا گوشہ گوشہ پر ہو چکا تھا مولانا موصوف کے حکم سے شیر بہار مصلائے امامت پر فائز ہوئے نماز ختم ہوئی صلوٰۃ وسلام کے بعد آپ نے حاضرین سے کہا کہ یہ تاریخ نہایت مبارک ہے لہذا اس

موقع پر جلوس محمدی ﷺ کا اہتمام ہونا چاہئے آپ کے اس ارشاد گرامی سے لوگ اس قدر متاثر ہوئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف جلوس کی تیاریاں ہونے لگیں ہر گلی کوچے کو سجایا گیا اور پھر جب مولانا نعیم الدین صاحب کی سرپرستی اور شیر بہار کی قیادت میں عشاق رسول کا جلوس نکلا تو شہر کی پوری فضا رحمت ونور کے سانچے میں ڈھل گئی جلوس کا نظارہ دیکھنے کے لئے پورا شہر ٹوٹ پڑا ننھّے ننھّے بچّوں اور خواتین نے کھڑکیوں اور چھتوں سے یہ خوشنما منظر ملاحظہ کیا۔ چھپرہ کی تاریخ میں اس جلوس نے مذہبی اعتبار سے جو اپنا نقش چھوڑا ہے اس کی برکات آج بھی محسوس کی جارہی ہیں۔

الغرض ہر طرف شیر بہار نے عشق ووفا کی دھوم مچادی۔ مولانا نعیم الدین صاحب کا دل باغ باغ ہوگیا۔ اس موقع سے اس کے بعد بھی مختلف مقامات پر شیر بہار کی متعدّد تقریریں ہوئیں آپ کا بیان ہے:

"میں اب تک خود کو مسافر ہی سمجھ رہا تھا اور قصر نمازیں پڑھنے کا سلسلہ جاری تھا مولانا صاحب نے کہا عزیزم! قصر چھوڑ یئے ہمارا یہ شہر یہ ادارہ آپ کی اقامت وعنایت کا پیاسا ہے وہ کچھ اس انداز سے ملتجی ہوئے کہ میں انکار نہ کرسکا"

واپس آکر آپ نے گھر سے ضروری ساز وسامان لیا اور پھر بریلی شریف کے بجائے چھپرہ کے لئے روانہ ہوگئے دار العلوم نعیمیہ میں تقریباً ایک سال کا وقفہ گزرا۔ آپ کے دم قدم سے جہاں مدرسے کا معیار تعلیم بہت بلند ہوا وہیں اس خطّہ کی دینی مذہبی تاریخ میں ایک نئے انقلاب کی آمد ہوئی۔

نعیمیہ سے متعلق یادگار واقعات

جامع مسجد میں نمازیوں کو درس:

شیر بہار نے چھپرہ کی سرزمین پر دار العلوم نعیمیہ میں دار الافتا کے فرائض بھی بحسن وخوبی

نجام دیئے۔آپ کا معمول تھا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بعد نماز عصر نعیمیہ کی جامع مسجد میں نمازیوں کو بھی درس دیا کرتے تھے۔

طلباء کے لیے گوشت کا خصوصی انتظام:

ایک بار دارُالعلوم نعیمیہ کے طلباء نے گزارش کی حضرت! دال سبزی کھاتے کھاتے طبیعت اُکتا چکی ہے، کبھی تو اس کی جگہ گوشت کا انتظام ہوجاتا۔شیر بہار نے فرمایا ٹھیک ہے گھبراؤ نہیں انتظام ہوجائے گا۔اتفاقاً اُسی روز قصابّ محلہ میں آپ وعظ کے لیے تشریف لیے گئے، کسی خوش نصیب قریشی نے محفل میلاد شریف کا اہتمام کیا تھا۔صاحب خانہ سے فرمایا:

''جناب! آپ کیسے قریشی ہیں کہ روزانہ گوشت کھاتے ہیں اور آپ کے ادارے میں بے چارے طلباء کو کئی کئی دنوں ایک بوٹی تک نصیب نہیں ہوتی۔لہٰذا اِن کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔''

صاحب خانہ عرض گزار ہوئے:

''حضور! میں اپنی اور اپنی برادری کے لوگوں کی طرف سے حسب ضرورت طلباء کو گوشت بھجوا دیا کرونگا۔ اور انشاء اللہ کل سے اُن کی ساری شکایت دور ہوجائے گی۔''

چنانچہ یہ سلسلہ قائم ہوگیا۔ کچھ دنوں بعد قریشی موصوف حاضر ہوئے اور بولے اب سارا گوشت خود اپنی ہی طرف سے بھجوادیا کرونگا، برادری والوں سے تھوڑا تھوڑا وصول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

شیر بہار کا بیان ہے:

''طلبا روزانہ گوشت کھا کر اس قدر سیر ہوگئے کہ پھر اُنہیں دال سبزی کی خواہش ہونے لگی۔''

نعیمیہ میں آپ کے درس کا شہرہ:

شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی کہتے ہیں:

''شیر بہار حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ سے میری شناسائی اُس زمانے میں ہوئی جب وہ نعیمیہ میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ میں دارُ العلوم علیمیہ دامودر پور میں زیر تعلیم تھا، اُسی بیچ دامودر پور میں جلسہ ہوا، اُس جلسہ میں برائے امتحان وبرائے تقریر شیر بہار چھپرہ سے بلائے گئے، اُس موقع سے عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے موضوع پر ان کی عالمانہ محققانہ تقریر ہوئی تھی۔ وہیں مجھے علم ہوا کہ یہ حضرت مفتی محمد اسلم رضوی صاحب ہیں۔ اُس وقت میں کافیہ پڑھ رہا تھا۔ یہ تو یاد نہیں کہ ہماری جماعت بھی برائے امتحان حضرت کی بارگاہ میں پیش ہوئی مگر اتنا ضرور یاد ہے کہ انہوں نے مجھ سے کچھ پوچھا اور میرے جواب پر انہوں نے مجھ کو بہت سراہا اُس وقت یہ بھی پتہ چلا کہ دامودر پور سے بعض طلباء حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی قابلیت کی بنیاد پر اُن سے درسی استفادہ کے لیے چھپرہ جاتے تھے۔ مثلاً مولانا جید القادری وغیرہ۔''

نعیمیہ کے دوران تدریس آپ سے جن بچوں کو شرف تلمذ حاصل ہوا وہ بھی بعد فراغت بہت مشہور ہوئے مثلاً

نعیمیہ میں آپ کے مشاہیر تلامذہ:

☆ مولانا عالمگیر خاں صاحب چھپروی ☆ مولانا سہیل احمد پیغمبر پوری ☆ مولانا جمال احمد، مڑکن سیوان ☆ مولانا کمال احمد، مڑکن سیوان ☆ مولانا محمد سلیمان، سرکا ہی مظفر پور ☆ مولانا محمد مستقیم ویشالوی ☆ مولانا ضمیر حسن بھنکو اں۔

مرحلہ چہارم:

درس وتدریس کے چوتھے مرحلہ کے دوران شیر بہار کا فیضان علمی جامعہ عربیہ سلطانپور

میں موجزن نظر آتا ہے۔ آپ کا بیان ہے کہ میں خطیبِ مشرق مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی علیہ الرحمہ کی محبتوں کی بنیاد پر وہاں پہنچا تھا۔

خواجہ علم وفن کا اعتراف:

حقیقت یہ ہے کہ مولانا معین الدین خاں صاحب اعظمی، خواجہ مظفر حسین صاحب پورنوی اور پھر آپ جیسی عظیم شخصیت کے ورودِ مسعود سے جامعہ عربیہ کے شعبہ درسِ نظامی میں چار چاند لگ گئے تھے جیسا کہ خود خواجہ صاحب کا اعتراف ہے کہ:

"مجھ کو بریلی شریف ہی کی طرح سلطانپور میں بھی حضرت مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ کے ساتھ تدریسی خدمات کا زریں موقع ملا ہے۔ لطف یہ کہ حضرت کے ساتھ میرے تعلقات یہاں بھی عقیدتمندانہ ہی رہے اگرچہ مجھ کو آپ کے ہم سبق ساتھی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مگر میں آپ کو سلطانپور میں بھی اپنا مہربان سرپرست تصور کرتا رہا۔ اور آج بھی یہ تصور اپنی جگہ پوری آن بان کے ساتھ موجود ہے"

سلطان پور سے وابستہ واقعات

جامعہ عربیہ کا معیار تعلیم:

آپ کے دور میں جامعہ عربیہ کا معیار تعلیم کافی بلند تھا۔ طلباء سے آپ کی محبت کا انداز دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ نے ایسا ماحول بنا دیا تھا کہ نصاب کی اکثر بنیادی اور اُصولی کتابیں طلباء کو زبانی یاد ہو جایا کرتی تھیں۔ اور چلتے پھرتے بھی وہ اُن کے ورد میں مشغول رہا کرتے تھے۔ مولانا فضل رسول رضوی الہ آباد کے بقول سلطان پور میں شیر بہار کے دورِ تدریس میں آپ کے لیے کھانا لانے کا شرف اُن کو ہی حاصل تھا۔ وہ اتنی دور سے پیدل

کھانا لایا کرتے تھے کہ آتے جاتے پوری نحو میر زبانی پڑھ لیا کرتے تھے۔

علمی غلغلہ:

مولانا محمد اقبال گھورکھپوری (سابق شیخ المعقولات علیمیہ جمدا شاہی) نے ایک بحث کے دوران اپنی درسگاہ میں فرمایا:

''میں نے اپنی پوری عمر میں اگر علمی لوہا مانا ہے تو فقط ایک شخصیت کا، جس کے فضل و کمال کو کوئی چیلنج نہیں کرسکتا۔''

درسگاہ میں موجود جماعت ثالثہ کے طالبعلم مولوی نور محمد باتھوی نے پوچھا:

''حضرت وہ کون سی شخصیت ہے جس کے آپ دل وجان سے مداح ہیں؟''

واضح رہے کہ شیخ المعقولات صاحب کے دبدبہ علم کا ہر خاص و عالم قائل ہے۔ اپنی جلالت علم کی بنیاد پر وہ کبھی کسی سے مرعوب نہ ہوئے۔ مولوی نور محمد کے استفسار پر مولانا موصوف کی زبان پر بے ساختہ شیر بہار کا اسم شریف جاری ہو گیا۔ کہنے لگے:

''حضرت مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ مظفر پور کے رہنے والے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ وہ سلطان پور میں جامعہ عربیہ کے صدر مدرس کے عہدے پر فائز تھے۔ میں بھی اُن دِنوں میں سلطان پور ہی میں کسی ادارے کا مدرس تھا۔ ایک بار علمائے کرام کی ایک خصوصی نشست میں ''مسلم الثبوت'' کی کوئی عبارت زیر بحث آگئی۔ طے یہ پایا کہ اِس عبارت پر مروجہ تمام علوم کے حوالے سے کلام ہو، مثلاً جب نحو کی روشنی میں گفتگو کی جائے تو وہ گفتگو عبارت مذکورہ پر پوری طرح صادق آتی ہو۔ علیٰ ہذا القیاس۔۔۔۔ لیکن یہ معرکہ کسی سے سر نہ ہوا اور مفتی صاحب قبلہ نے نہایت کامیابی کے ساتھ میدان جیت لیا۔ اُس وقت اُن کا ایسا علمی رُعب ظاہر ہوا جس سے پوری مجلس مسحور ہو کر رہ گئی۔''

جواب میں بارہ ورقی رسالہ:

سلطان پور کے زمانہ تدریس میں ایک موقع سے ”علم الصیغہ“ میں مذکور ”قلب مکانی“ کی معرکہ آرا بحث میں آپ کو قدرے تردد ہوگیا، جس کے ازالہ کے لیے آپ نے براہِ راست اپنے استاذ محترم مولانا غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ کو خط لکھا، مگر جواب میں آپ کے اندازے کے برخلاف ہفتہ عشرہ کی تاخیر ہوگئی۔ اس کے بعد شیخ الادب صاحب جو جواب بذریعہ رجسٹری آپ کو موصول ہوا وہ بارہ صفحات کو حاوی ایک رسالہ کی شکل میں تھا۔ اُس میں اِس قدر واضح طور پر قلب مکانی کی بحث کو اُجاگر کیا گیا تھا کہ بعد مطالعہ آپ کے قلب ودماغ میں تابندی عود کر آئی، آپ فرماتے ہیں:

> ”حضرت اعظمی علیہ الرحمہ نے مجھ کو یہ بھی لکھا، عزیزم اسلم جس چیز کی وجہ سے تمہیں شبہ پیدا ہو رہا تھا تمہارا خط پا کر جب میں نے غور کیا تو مجھ کو بھی شبہ ہوگیا، جس کی تحقیق میں یہ ہفتہ عشرہ لگ گیا۔ اتفاق سے علم الصیغہ کا کوئی قدیم نسخہ دستیاب ہوگیا، جس کے حاشیے میں اُس شبہے کا جواب ملا، اس طرح میرا شبہ دور ہوا اور امید کہ تمہارا شبہ بھی دُور ہوجائے گا۔“

مزید فرماتے ہیں:

> ”جس کی نشاندہی حضرت شیخ الادب نے فرمائی تھی، واقعی میرے شبہے کی وجہ وہی چیز تھی۔ پھر اُن کا رسالہ پڑھنے کے بعد وہ شبہ ہمیشہ کے لیے دور ہوگیا۔“

یہ بارہ ورقی تحریر کیا ہوئی خود شیر بہار کی زبانی سنیے، فرماتے ہیں:

> ”میں نے اُسے محفوظ رکھا ہوا تھا، مگر ایک صاحب نے میری غیر موجودگی میں میرے سارے اسباب کو آگ لگادی، جس میں یہ بارہ ورقی رسالہ بھی جل کر خاکستر ہوگیا۔ یہ واقعہ جامعہ کے قیام کے زمانے کا

ہے۔اُس وقت مقصود پور جامع مسجد سے متصل میری قیامگاہ تھی۔ جلنے والے دستاویزات میں مندرجہ ذیل اشیاء بھی شامل تھیں:

۱۔ میرے نام اکابر ومعاصر علمائے کرام کے خطوط

۲۔ مدارس وسرکاری بورڈ کے امتحانات کی اسناد

۳۔ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا عطا کردہ خلافت نامہ

۵۔ دستار بندی کے موقع پر ملی سند فضیلت وافتاء

۶۔ نادر ونایاب ذخیرۂ کتب کا ایک حصہ

سلطانپور میں شیرِ بہار کے تلامذہ کی فہرست

بقول مفتی صاحب قبلہ سلطانپور میں جن طلبہ کو آپ سے بھر پور استفادہ کا موقع ملا اور آگے چل کر جنہیں مقتدر علما کا مقام حاصل ہوا ان میں یہ شخصیات شامل ہیں:

(۱) مولانا سید محمد ہاشمی میاں کچھوچھوی (۲) مولانا سید کلیم اشرف جائسی (۳) مفتی ظہیر الدین قادری ممبئی (۴) مولانا سید محمد تنویر کچھوچھوی (۵) مولانا فضل رسول رضوی الہٰ آباد (۶) مولانا عبد اللطیف دیناجپوری (۷) مولانا مجیب الرحمن نانپوری (۸) مولانا قاری شفقت حسین پرتاب گڑھی ۹) مولانا مبین احمد بھنگواں (۱۰) مولانا ایوب القادری سلطان پوری (۱۱) مولانا عظمت اللہ سلطان پوری (۱۲) مولانا انعام الحق سلطانپوری (۱۳) مولانا فیاض عالم رودولوی (۱۴) مولانا محمد یوسف مالاواڑی (۱۵) مولانا صفی اللہ ستھن شریف (۱۶) مولانا انیس القادری ہوڑہ (۱۷) مولانا محمود شاہ سلطان پوری (۱۸) مولانا محمد قاسم باڑاوی (۱۹) مولانا عبد الرشید برہان پوری (۲۰) مولانا قاری رضی حبیبی، پرتاب گڑھی (۲۱) مولانا سمیع اللہ پرتاب گڑھی (۲۲) مولانا حافظ مہدی حسن ویشالوی (۲۳) مولانا صمید الحق، دربھنگوی (۲۴) مولانا قمر الدین دربھنگوی

مرحلہ پنجم وششم:

ان دونوں مراحل کو ذرا تفصیل سے پیش کیا گیا ہے جو جامعہ قادریہ مقصود پور کے عنوان کے تحت ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ البتہ وہاں جامعہ فاروقیہ میں آپ کے تلامذہ کی فہرست نہیں پیش کی جاسکی ہے جو یہاں نذر قارئین ہے

بنارس فاروقیہ میں شیر بہار کے تلامذہ:

☆ مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی مرحوم ☆ مولانا سلیم اختر بلالی دربھنگہ ☆ مولانا سید اقبال احمد حسنی برکاتی ☆ مولانا سید خورشید حسن ہاشمی ☆ مولانا لیاقت حسین، مہراجگنج ☆ مولانا محب الحق، مہراجگنج

☆☆☆

باب پنجم: جامعہ قادریہ، مقصود پور

مقصود پور تاریخ کے نازک موڑ پر:

مقصود پور اپنی تاریخ کے نازک موڑ سے گزر رہا تھا ہر طرف سیاہی ہی سیاہی تھی لوگ اخلاق وکردار کے جوہر سے محروم تھے دولت تھی مگر اس کے صحیح مصرف کا علم نہ تھا مسلمان تھے لیکن ان کی عظمتوں کے ٹمٹماتے چراغ ان کی بے مقصد زندگی کا پتہ دے رہے تھے پوری آبادی تعلیمی پسماندگی کی شکار تھی قدم قدم پر گمراہیت کے اندیشے جنم لے رہے تھے جگہ جگہ بدعقیدگی کا خطرہ منڈلا رہا تھا ہر کوٹھی بنگلہ چوک چوراہے پر کچھ گندم نما جَو فروش ٹولیاں متحرک دکھائی دے رہی تھیں روز نئے نئے شگوفے کھلائے جا رہے تھے بہت سے نا عاقبت اندیش حکیم، آزاد خیال دانشوران اور بے ضمیر سرکاری ملازمین نام نہاد مبلّغ کے روپ میں اپنا الّو سیدھا کرنے کا سنہرا خواب دیکھ رہے تھے اور اپنی چکنی چپڑی باتوں سے سادہ لوح عوامِ مسلمین کو پوری طرح پھانسنے کی سازش میں مصروف تھے۔

اتّفاقیہ آمد کا اثر:

کہتے ہیں کہ ایک بار موتی بابو مرحوم کے بنگلہ پر چند افراد کے بیچ اپنی دھاک جماتے ہوئے ایک سپاہی جی بول رہے تھے "بہار میں کوئی حدیث جاننے والا نہیں ہے"

اتّفاق سے ادھر حضرت مفتی صاحب کا گزر ہو گیا آپ نے برجستہ فرمایا کہ " لیکن

سپاہی جی کی حدیث دانی کا کیا کہنا آپ کے اس خوب صورت طنز پر مجمع میں سناٹا چھا گیا اور سپاہی جی کی حالت ایسی ہوگئی جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو حضرت اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید گویا ہوئے دوستو! کون نہیں جانتا کہ کوئی ڈاکٹر ہی کسی ڈاکٹر کے نسخہ کی تردید کرسکتا ہے ماسٹر ہی ماسٹر کی حقیقت سے آگاہ ہوسکتا ہے مگر یہ کتنی افسوس ناک بات ہے کہ جس کو حدیث کی ''حا'' سے واقفیت نہیں وہ ریاست بھر کے علمائے حدیث پر اپنی فوقیت کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے"

شیر بہار کے اس معقول ریمارک نے وہ اثر دکھایا کہ پھر ہمیشہ کے لئے سپاہی جی کی ہمّتِ لب کشائی جواب دے گئی اس واقعہ کے بعد ہر طرف آپ کی عظمتوں کے چرچے ہونے لگے آپ کی حسّاس فکر نے اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا کسی کو اس وقت اندازہ نہ ہوسکا۔

کیسا خوش کن تھا۔۔۔۔!

1387ھ / 1967ء میں ربیع الاوّل کی چند روزہ تعطیل کے موقع پر آپ اپنے گاؤں تشریف لائے اس دوران سرکانہی شریف مدرسہ انوار العلوم میں مسندِ تدریس پر فائز محدث ثناء اللہ قادری کی مہوارہ آمد ہوئی موصوف سے آپ کو شرفِ تلمذ حاصل تھا بالآخر انہوں نے کچھ دنوں شرفِ میزبانی سے نواز کر سرکانہی واپسی کے بجائے مئو واپسی کا ارادہ فرمالیا آپ نے اپنے استاذِ محترم کو بصد اعزاز رخصت کیا آپ اور آپ کے قریبی شناسا حافظ عبد المجید (بھنکواں) ان کو ''اورائی بس اسٹینڈ'' لے کر آئے ادھر ان کی روانگی کے بعد آپ کی پروازِ فکر کو نئی سمت ملی آپ نے اچانک اپنے اندر ایک نئی حرکت محسوس کی

ایک ایسا راز دیا ہے مجھے چھپانے کو
جسے وہ چاہیں تو خود بھی چھپا نہیں سکتے

آپ نے شدّت سے محسوس کیا کہ بشمول اورائی بلاک تمام قرب وجوار تعلیمی روشنی سے محروم ہے آپ نے دل ہی دل میں کچھ فیصلہ کیا اور حافظ عبد المجید کو ہمراہ وہمراز کر کے اورائی کے معتبر اشخاص خصوصاً عبد الستار راعین سے ملاقات فرمائی اور ان کے ساتھ دیر تک علاقائی

حالات پر کھل کر تبادلۂ خیال فرمایا ان کو علمِ دین کی اہمیت بتائی

آپ نے واضح کیا کہ میں اس دیار میں علمِ دین کی روشنی بکھیرنا چاہتا ہوں یعنی ایک مثالی ادارہ قائم کر کے علاقہ کے داغِ جہالت کو دور کرنا میرا مقصود و منشا ہے سلطان پور سے کہیں زیادہ اس دیار کو میری خدمات کی ضرورت ہے

کچھ اس سے رہو روحِ گلستاں بن کر
تمہارے بعد تمہاری مہک چمن میں رہے

عبد الستار صاحب نے اپنے تمام ہمنواؤں کے ساتھ آپ کی باتیں توجّہ سے سنیں اور یقین دلایا کہ خود کو تنہا محسوس نہ کریں بلکہ آج سے ہم سب کو اپنی تحریک کا حصّہ سمجھیں اور چونکہ اورائی کی غالب آبادی غیر مسلموں پر مشتمل ہے اس لئے اس کے علاوہ مقصود پور سے سہسولی تک آپ جس زمین کو چاہیں اپنی مذہبی سرگرمی کے لئے منتخب کر کے اپنے مبارک کام کا آغاز فرمائیں۔

شیر بہار لوگوں کے اس حوصلہ افزا جواب سے بہت خوش ہوئے اسی عالمِ شوق میں آپ نے سہسولی کا رخ کیا اور معروف لیڈر مکھیا احمد حسین عرف بچّہ بابو کے روبرو مختصر تعارف کے بعد اپنا مدعا ظاہر کیا انہوں نے بھی آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کا وعدہ کیا اور ہر لحاظ سے آپ کی ہمّت بندھائی ؎

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

خدمتِ دین کے نشہ میں سرشار جب مفتی صاحب قبلہ نے مقصود پور کی سرزمین پر قدم رکھا تو اہلِ مقصود پور نے پرتپاک استقبال کیا آپ کے جذبات واحساسات کی قدر میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی لوگوں نے بیک زبان کہا ہم تو آپ کی صورت دیکھنے کو ترستے تھے آپ کی آمد پر ہم جس قدر شکر بجالائیں کم ہے ضرورت ہے کہ آپ ہماری قیادت ورہنمائی فرما کر ہمارے ایمان وعقائد کو ہمیشہ کے لئے تحفظ بخش دیں۔

چار کٹھہ زمین ادارہ کے نام:

اس وقت جناب عبد السبحان صاحب کے دل کی کیفیت قابلِ دید تھی انہوں نے اپنے اور اپنے متعلقین کی جانب سے مدرسہ کے نام پر 4 کٹھہ زمین کی پیشکش کر کے سب کو حیرت میں ڈال دیا حاضرین کی اس جماعت کو مختصر خطاب کرتے ہوئے حضرت نے ان سب کا شکریہ ادا کیا عبد السبحان صاحب اور ان کے متعلقین کو بے شمار دعائیں دیں اور نہایت خوش اسلوبی سے بعض ضروری لائحۂ عمل سے آگاہ کر کے اہلِ مقصود پور کے اندر خدمتِ دین کی سچّی تڑپ پیدا کر دی اور پھر ہمیشہ کے لئے اس سرزمین کو اپنی دینی علمی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کا مصمّم عزم کر لیا۔

صبح تک کون اجالوں کے لئے ترسے گا
ہم اگائیں گے اسی رات کے بن میں سورج

مقصود پور سے متّصل شمالی موضع مہشتھان کے لوگوں تک اپنے مجوّزہ ادارہ کے قیام کا پیغام پہنچانا ضروری خیال فرمایا اور بفضلِ مولیٰ وہ لوگ بھی آپ کے معیار پر کھرے ثابت ہوئے ٹھیکیدار علیم اللہ صاحب آپ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے کہ حضرت کا جذبہ بڑا نیک ہے آپ نے وقت کی ضرورت پر لبّیک کہا ہے ایک ایسا کارِ خیر سرانجام دینے کی طرف پیش قدمی کی ہے جس میں آپ کا ہاتھ بٹانا پوری قوم اپنے لئے سعادت تصوّر کرے گی

زمیں سلام کرے۔۔۔۔!

الغرض دیار بھر کے عوام وخواص نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اسلام وسنّیت کی راہ میں آپ کی بے لوث جدّ وجہد اور کامیابی کے چمکتے آثار دیکھ کر تائید غیبی مسکرا اُٹھی دوسرے روز زمین کی رجسٹری کی بات بھی پختہ کر لی گئی اور ایک سادہ کاغذ پر مضمون لکھ کر محفوظ کر لیا گیا اگرچہ اگلے سال 10 مئی 1968ء میں جامعہ کے نام اس کا قبالہ تیّار ہوا

مالکانِ زمین جناب عبدالسبحان، عبدالجبار، محمد عباس اور محمد خلیل صاحبان نے یہ زمین وقف کر کے آپ کیلئے خدمتِ دین اور اشاعتِ سنّیت کا راستہ ہموار کر دیا اور ایک ایسا قابلِ تقلید کارنامہ انجام دیا کہ ان کے نام مقصود پور کی دینی تاریخ میں ہمیشہ صاحبانِ شوکت و اقتدار کو دعوتِ فکر و عمل دیتے رہیں گے

زمیں سلام کرے آسماں سلام کرے
کر ایسا کام کہ دونوں جہاں سلام کرے

اجلاسِ عام:

مجوزہ مدرسہ کے قیام کا شہرہ جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل گیا اور قریہ قریہ حضرت کی گونج سنائی دینے لگی آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا لہٰذا آپ نے بہت جلد ایک عام اجلاس طلب کیا ''اردو مڈل اسکول اورائی'' میں لوگوں کا سیلاب امڈ پڑا تھا آخر میٹنگ کی کاروائی شروع ہوئی حاضرین نے آپ کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی پیشوائی پر فخر کا اظہار کیا اور علاقہ کے لئے آپ کی ذات کو فالِ نیک قرار دیا اس اجلاس میں آپ نے مدرسہ کا نام 'جامعہ قادریہ' تجویز فرمایا جو سب کو پسند آیا۔

نشستِ مذکور میں قیامِ ادارہ کے تعلق سے دیگر تمام باتیں متفقہ فیصلہ سے طے کی گئیں اور اہتمام و انصرام کے فرائض آپ کو تفویض ہوئے۔ اجلاس کے دوسرے روز مہیشتھان جا کر آپ نے 70 بانس کٹوائے لوگوں نے اپنے کاندھوں پر لاد کر انہیں مقصود پور پہنچایا منصوبہ کے مطابق فوری طور پر مدرسہ کو ایک جھونپڑی کی شکل میں کھڑا کرنا تھا

تری خدمات پر سر دھنتی جائیں گی نئی نسلیں
بچا کر وقت رکھے گا یہ دستاویزِ تاریخی

سلطانپور خیر باد، مقصود پور آباد:

آپ کی یہ چندروزہ تعطیل ملّت کی آرزوؤں کی تکمیل کا پیش خیمہ ثابت ہوئی یہ عرصہ گزار کر اگرچہ

سلطانپور لوٹ گئے مگر جلد ہی آپ نے جامعہ عربیہ کے اراکین کو اپنا استعفیٰ سونپ دیا بالآخر سب نے اشکبار آنکھوں اور افسردہ دلی کے ساتھ آپ کو الوداع کہا اور آپ ہمیشہ کے لئے مقصود پور آ گئے۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش وفرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حدِ پرواز سے

قیامِ ادارہ سے پہلے عارضی درس گاہ:

سلطانپور سے جیسے ہی آپ کی واپسی ہوئی ہر طرف آپ پر اعتماد واعتقاد کے مظاہرے ہونے لگے حضرت نے عوام وخواص کی رضا مندی سے قیامِ جامعہ کا ایک ٹھوس ہمہ گیر منصوبہ ترتیب دیا اور اسے ذہن کے قرطاس سے سطحِ زمین پر اتارنے کے لئے آپ کو پہلے ہی موزوں جگہ دستیاب ہو چکی تھی

جامعہ کے باضابطہ قیام سے پہلے آپ نے یکے بعد دیگرے 2 دالانوں میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ قائم فرمایا جو تقریباً 1 برس جاری رہا اس درمیان کئی معلّمین کو آپ نے بحال کیا آپ کا یہ ایک سالہ دور عظیم جدو جہد اور ایثار کا نمونہ پیش کرتا ہے

آپ کا قیام وطعام شمس الضحیٰ ولد حاجی طفیل کے دالان میں ہوتا خورد ونوش کی مراعات آپ کو 30 روپے ماہانہ پر حاصل تھی یہ الگ بات ہے کہ آپ اکثر ادارہ کے لئے تگ ودو میں مصروف رہتے اور مہینہ میں بمشکل دو چار روز ہی اپنے دورہ سے فرصت نصیب ہوتی لیکن آپ جہاں کہیں بھی رہتے جمعہ کو ضرور مقصود پور کی جامع مسجد میں لوگوں کو اپنی پُروقار خطابت وامامت سے فیضیاب کرتے ایک اچھا خاصا فنڈ بھی جمع ہو گیا تھا جس سے آپ کو تعلیمی امور کی ادائیگی میں یک گونہ اطمینان حاصل تھا وقت پر مدرسین کی تنخواہیں دیتے کبھی کبھی ان کے شانہ بشانہ بچّوں کی تعلیم کا فرض نبھا کر مدرسین کی حوصلہ افزائی بھی کرتے

جلسۂ سنگِ بنیاد:

آخر کار وہ وقت بہار جانفزا کی صورت آنمودار ہوا سنگِ بنیاد کے پروگرام کو کامیاب

بنانے کے لئے آپ نے اپنی سرگرمیاں تیز سے تیز تر کردیں اکابر شخصیات سے آپ نے براہِ راست ملاقات کر کے انہیں دعوت پیش فرمائی پوسٹر کی چھپائی کا انتظام بلتھی کے دورہ سے پورا ہوا منظوری ملے بغیر کسی کے نام پر بھیڑ اکٹھا کرنے کے آپ ہرگز قائل نہ تھے چنانچہ حضرت قتیل داناپوری کا نام اس وقت درج کرایا جب پوسٹر پریس کے حوالے ہونے والا تھا طباعت کے لئے جب آپ نے پٹنہ کا سفر کیا تو پہلے داناپور پہنچ کر قتیل صاحب کے روبرو ہوئے انہوں نے بخوشی دعوت قبول کرلی اور اپنی شرکت کا یقین دلایا اب قتیل صاحب کے نام کا خانہ پُر کر کے آپ داناپور سے پٹنہ واپس ہوئے اور وہاں سے نہایت خوبصورت و جاذب نظر اشتہار بڑے سائز میں چھپوایا پوسٹر منظرِ عام پر آیا اور ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

واضح رہے کہ اس اجلاس سے کچھ دنوں پہلے ہی جامعہ کی خشتِ اوّل حضور مفتیٔ اعظمِ ہند علیہ الرحمہ کے مقدس ہاتھوں رکھی جاچکی تھی بنیاد رکھنے میں امینِ شریعت اور مجاہدِ دوراں جیسی ہستیاں بھی شامل تھیں مفتیٔ اعظم نے کہا تھا کہ "عزیزی اسلم سلّمہ کو میں نے یہاں بٹھایا" قطبِ عالم کی زبان سے نکلنے والا یہ وہ تاریخی کلمہ تھا جس کی برکات ہمیشہ محسوس کی جاتی رہی ہیں۔

شیر بہار کا بیان ہے کہ یہ اکابرین سنگھاچوڑی (سیتامڑھی) کے جلسہ میں مدعو تھے محفل کے اختتام پر میں انہیں مقصود پور لے کر آیا اور پھر بنیاد کی رسم بغیر کسی تیاری کے 28 محرم الحرام 1388ھ مطابق 28 اپریل 1968ء کو انتہائی سادگی کے ساتھ انجام پا گئی تھی اب اسی کا جشن منایا جارہا تھا اور اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے علاقہ بھر کے لوگ بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔

شیدائی خاکی شاہ محمد رفیق سمروی نے آپ کے حسبِ ارشاد اپنے ٹینٹ ہاؤس سے بشمول شامیانہ جلسہ کی سجاوٹ کے لئے تمام ضروری اشیاء دینے کا وعدہ کیا لیکن اجلاس کے عین دو روز قبل کسی باعث اپنے فرزند حسن میاں سے اختلاف ہوگیا حسن میاں نے قسم کھالی کہ اگر سنگِ بنیاد کے جلسہ میں شامیانہ گیا تو شامیانہ کا وہ آخری دن ہوگا وہ اسی دم اسے نذرِ آتش کردیں گے حضرت کو معلوم ہوا تو بجائے متفکر ہونے کے مزید متحرک ہوگئے نہایت اولوالعزمی کے

ساتھ مشکل سے مشکل حالات سے مقابلہ کا ڈھنگ کوئی آپ سے سیکھے آپ نے فوراً مظفر پور کا رخ کیا اور رحمت اللہ نامی ٹینٹ ہاؤس والے سے ملاقات کی وہ آپ سے بہت متأثر ہوئے اور وقت سے پہلے شامیانہ لے کر حاضر ہو گئے۔

جب شامیانے لگائے گئے اور جس انداز سے جلسہ کی سجاوٹ کی گئی دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں حیران تھیں اُدھر علمائے ربّانیین کا قافلہ اتر چکا تھا مقصود پور کی عظمت وسعادت کے ستارے اوج پر تھے حضور مفتیٔ اعظم ہند کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہر آدمی بیتاب وبیقرار تھا جب حضرت رونقِ اسٹیج ہوئے تو لوگ ان کا حسنِ خداداد دیکھ کر جھومنے لگے حضرت نے مدرسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگیں نیز اپنے شاگرد وخلیفہ (شیر بہار) اور آپ کے رفقا کی کوششوں کو خوب سراہا اس موقع سے بہت سے لوگ شہزادۂ اعلیٰحضرت کے دستِ مبارک پر بیعت سے بھی مشرّف ہوئے۔

یہ سہ روزہ تاریخی اجلاس لوگوں کی قوّتِ فکروعمل کو ابھارتا ہوا اختتام پزیر ہوا مفتیٔ اعظمِ ہند اس کے بعد بھی کئی دنوں تک یہاں تشریف فرمارہے اور اپنے فیوض وبرکات سے عوام وخواص کو نوازتے رہے۔

ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس دہر میں تھک جاؤ گے
ایسا مُرشد نہ زمانہ میں کہیں پاؤ گے

اوّلین عمارت:

جلسۂ سنگِ بنیاد کے بعد بھی کچھ ماہ تک دالان میں تعلیمی سلسلہ جاری رہا اس درمیان حضرت نے عمارت کے قیام پر پوری توجّہ مرکوز رکھی جھونپڑی کے بجائے پختہ عمارت کا نیا خاکہ بھی آپ نے تیار کرلیا تھا چنانچہ بالو، گٹّی، چھڑ وغیرہ کے لئے جس سے بھی تعاون کی اپیل کی وہ فوراً تیار ہو گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وقف کردہ اراضی کے مشرقی حصہ پر سمتِ جنوب میں مغربی رخ کے دو کمرے اور ایک ہال کی دیواریں کھڑی کرنے میں آپ کو خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوگئی اس کے بعد صرف چھت کی ڈھلائی کا مرحلہ باقی رہ گیا۔

کہتے ہیں کہ سیٹھ قربان علی سہسولوی کا بڑا چرچا تھا لیکن مدرسہ کی تعمیر میں تعاون سے اب تک اس لئے دست کش رہے تھے کہ ان کو جامعہ قادریہ نام پر اعتراض تھا اور وہ بھی محض اس بنا پر کہ ان کے گاؤں میں کوئی قادری نام کے آدمی تھے جن سے سیٹھ صاحب کو ذاتی رنجش تھی کسی نے موصوف کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی کہ ادارہ کا نام قادری مذکور کے نام پر رکھا گیا ہے۔

شدہ شدہ یہ واقعہ ڈاکٹر کمال الدین مقصود پوری کو معلوم ہوا ڈاکٹر صاحب نے ان پر انکشاف کیا کہ جامعہ قادریہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے اس کے بعد ان کی ساری غلط فہمی کا ازالہ ہو گیا دوڑے ہوئے شیر بہار کی خدمت میں آئے اور جذباتی انداز میں اپنی پوری سرگزشت سنا ڈالی پھر انتہائی معذرت کے بعد ایک ہزار کی رقم آپ کو پیش کر دی۔

حضرت نے ان کی بھرپور دلجوئی فرمائی اور دیر تک اپنے مبارک کلمات سے نوازتے رہے 1000 کی رقم جامعہ کے لئے واقعی ایک بڑی رقم تھی جس کے ذریعہ چھت کی ڈھلائی کا مرحلہ آسان ہی نہیں بلکہ آپ کے بقول بحسن وخوبی طے پا گیا

وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے جس دن کے لئے

طلبہ کے قیام کی ابتدا:

اُدھر شمالی حصہ پر جنوبی رخ کا پھوس والا کمرہ بھی تیار ہو چکا تھا جس کی ہیئت دالان سے ملتی تھی گویا اب جامعہ طلبہ و مدرسین کی رہائش کے قابل ہو چکا تھا حضرت نے شعبان 1388ھ/ اکتوبر 1968ء میں اراکین کی میٹنگ بلا کر تیار شدہ عمارت میں باضابطہ تعلیم کے آغاز کا ارادہ ظاہر کیا اور اس کے ساتھ بعدِ رمضان اس میں رہائش کا متفقہ فیصلہ طے پا چکا

یہاں یہ بات ذہن نشیں رہے کہ تاسیس کے فوراً بعد ہی 25 بیرونی طلبہ کا داخلہ عمل میں آچکا تھا اور تاریخِ مذکور تک تقریباً 6 ماہ پر مشتمل ان کی تعلیم وتربیت کا اطمینان بخش تجربہ کیا جا

چکا تھا۔ شوال 1388ھ جنوری 1969ء میں جب تعطیلِ کلاں کے بعد مدرسہ کھلا تو قافلہ در قافلہ مقامی و بیرونی طلبہ داخل ہونے لگے یہاں تک کہ ان کی تعداد 300 سے متجاوز ہوگئی اس موقع سے مزید مدرسین بھی بحال ہوئے

پہلا جلسۂ دستارِ مبارک:

جامعہ قادریہ نے قلیل عرصہ میں تعلیمی انقلاب برپا کردیا اور اس وقت حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ جشنِ عید میلاد النّبی ﷺ کے موقع پر 17 ربیع الاول 1389ھ 3 جون 1969ء کو متعدد حُفّاظ سند و دستارِ فراغت سے نوازے گئے اس تاریخ ساز اجلاس میں بھی سرکار مفتیٔ اعظم اور دیگر اکابرین کی شرکت ہوئی

سالانہ روداد کا اجرا:

شیرِ بہار نے سال بھر کی تعمیری تنظیمی اور تعلیمی تفصیلات پر مبنی رودادِ جامعہ کا اجرا کیا جو مسلسل آج بھی شائع ہو رہی ہے

بے لوث قربانیاں:

شیر بہار نے جامعہ کو پروان چڑھانے میں جو قربانیاں دی ہیں یہ یقیناً ناقابلِ فراموش ہیں نیز طلبہ کے سامانِ خورد و نوش اور دیگر ضروریات کی تکمیل کے لئے آپ نے جو علاقائی دورے کئے ہیں اور سفر کی صعوبتیں برداشت کی ہیں ان کی روداد بھی بڑی حیرت انگیز ہے اب تو آمد و رفت کی ساری سہولتیں دستیاب ہیں یہ اس زمانے کا ذکر ہے جبکہ آپ کے پاس سائیکل کے علاوہ اور کوئی سواری نہ تھی۔ قاری شاہد رضا صاحب کا بیان ہے کہ حضرت جب جامعہ کے کام سے نکلتے تھے تو پھر آپ کی سواری کا کمال قابلِ دید ہوا کرتا تھا علاقہ کے دور دراز خطّوں میں بھی ہمیشہ آپ کی سائیکل رواں دواں دیکھی گئی ہے۔

اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ سرِ شام کسی گاؤں میں پہنچے وہاں کام پورا ہوگیا تو پھر فوراً کسی

دوسرے گاؤں کے لئے سائیکل دوڑادی دن تو دن ہے راتوں میں بھی گاؤں گاؤں کی اس وصولی کا سلسلہ متواتر جاری رہتا تھا۔

حافظ عمران القادری نے ایک عینی شاہد محمد عبید (تھروہٹ) کے حوالے سے بتایا کہ غالباً 1972ء کا واقعہ ہے ایک بار شیر بہار تن تنہا 'مہوا گاچھی' کی طرف سے ایک ایسے ہی پروگرام سے واپس لوٹ رہے تھے لیکن جب ''اسلامپور'' سے آگے بڑھنے لگے اور 'موراہا' پل کے قریب سے آپ کی سائیکل گزرنے لگی تو اس درمیان 3 گستاخانِ رسول نے آپ کو بڑی تیزی کے ساتھ اپنے پاس سے گزرتے ہوئے دیکھا یہ تینوں بھی سائیکل سوار تھے بس کیا تھا ان تینوں نے فوراً ارادہ کرلیا کہ یہی مفتی اسلم ہیں جو جامعہ قادریہ قائم کرکے اسے اہلسنت کا قلعہ بنانا چاہتے ہیں اور دیوبندیوں کے خلاف اپنی تقریروں میں آگ اگلتے پھرتے ہیں لہٰذا آج ہم لوگ انہیں ایسا سبق پڑھائیں گے کہ ان کو زندگی بھر یاد رہے گا

تینوں گستاخان اپنی دانست میں آپ کو بھاری گزند پہنچانا اور سائیکل سے گراکر لوگوں کے درمیان آپ کا مذاق اڑانا چاہتے تھے لہٰذا بہت پھرتی کے ساتھ آپ کا تعاقب شروع کردیا۔

اب فاصلہ بہت کم رہ گیا تھا اِس بری نیّت کے ساتھ ان میں سے ایک نے اپنی سائیکل کی رفتار خوب تیز کردی مگر فوراً اس کی سائیکل بھرسٹ کرگئی اور وہ منھ کے بل زمین پر گر گیا دوسرا بڑھا اس کا بھی یہی حشر ہوا تیسرے کو بھی زبردست چوٹیں آئیں۔

محمد عبید اُن تینوں کے ہمسفر تھے شاید پہلے سے ان کی ان تینوں کے ساتھ کوئی رشتہ داری تھی وہ اس دوران ذرا پیچھے رہ گئے تھے مگر تینوں کا یہ عبرت ناک منظر ان کی نگاہوں کے سامنے تھا جب وہ قریب پہنچے تو موصوف نے برجستہ کہا کہ ایک عالم کے ساتھ نازیبا حرکت کی یہی سزا ہے۔

واضح ہو کہ تینوں گستاخان، موضع بیشی کے رہنے والے تھے۔ شیر بہار نے اس واقعہ پر اپنا کوئی ردِّ عمل ظاہر نہ کیا بلکہ پیچھے مڑ کے دیکھے بغیر آپ نے اپنی رفتار جاری رکھی اور خیر و سلامتی کے ساتھ جامعہ پہنچ گئے۔

ایک بار حضرت کو ایک ایسا ہی سفر درپیش تھا اور بیشتر مقامات پر سائیکل ہی کے ذریعے وصولی کی کاروائی جاری تھی آپ نے پنچ محلہ پہنچ کر طلبہ کو بھی طلب کرلیا تھا یہ افراد بس کے ذریعہ وہاں تک پہنچے تھے قاری صاحب کا بیان ہے کہ ہم لوگ سرسنڈ میں حضرت کے ساتھ تھے۔

آپ نے فرمایا کہ ابھی چاند پٹی چلنا ہے کل صبح وہاں سے واپس ہوں گے بہر حال آپ کا قافلہ چاند پٹی کے لئے بعد نمازِ مغرب روانہ ہوا آپ نے سائیکل وہیں چھوڑ دی تھی اور سب کو لے کر پیدل چل رہے تھے۔ چاند پٹی جیسے ہی پہنچے تو ایک دالان میں آکر آپ کا قافلہ رُک گیا حجرہ میں گاؤں کے امام صاحب موجود تھے حضرت نے حکم دیا حجرے سے مولٰینا صاحب کو ذرا قریب بلا کر لاؤ۔ رات اندھیری اور دالان میں گُھپ اندھیرا تھا مگر اندر لالٹین روشن تھی۔

قاری صاحب نے حجرے کے پاس جاکر سلام کیا اور بتایا کہ مقصود پور سے مفتی صاحب آئے ہیں ذرا باہر تشریف لائیں مگر وہ باہر نکلنے پر راضی نہ ہوئے حضرت نے ۱۰ رمنٹ ان کا انتظار کیا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔

اب حضرت کو جلال آ گیا فرمایا شاہد! جاؤ ان سے لالٹین لے کر آؤ اور واپس مولٰینا ابراہیم کے یہاں سرسنڈ لوٹ چلو لالٹین صبح بھجوادی جائے گی۔

بہر حال اب امام صاحب حجرہ سے لالٹین لے کر نمودار ہوئے اس کے بعد جیسے ہی ان پر حضرت کی نگاہ پڑی جلال اور تیز ہوگیا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر سلام ومصافحہ کیا اور قدموں پر جھک کر معذرت کے طلبگار ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کیا یہی درس لیا ہے کہ کوئی پریشان حال آئے آپ کو آواز لگائے مگر آپ کے آرام میں خلل پیدا نہ ہو۔

شیر بہار خالصاً لوجہ اللہ دین کی راہ میں سرگرداں تھے امام صاحب سے اس لئے آپ کو ٹھیس پہنچی تھی کہ ان کا رویہ دین کی ناقدری کے مترادف تھا لہٰذا ان پر آپ کا جلال بجا تھا۔ وہ رونے لگے آپ نے ان کو معاف تو کردیا مگر اِس کے بعد وہاں رکنا گوارا نہ کیا اور سرسنڈ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ادھر جب آپ کی روانگی کے بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ مفتی صاحب قبلہ کی تشریف آوری ہوئی تھی اور سخت ناراضگی کے عالم میں آپ کی واپسی بھی ہو چکی ہے تو انہیں بہت افسوس ہوا اور زیارت کے لئے سب بے چین ہو گئے۔ گاؤں کے چیدہ چیدہ حضرات پر مشتمل ایک کارواں فوراً حضرت کو واپس لانے کے لئے نکل پڑا۔

شیر بہار اپنے قافلہ کے ساتھ سرسنڈ پہنچنے ہی والے تھے کہ دفعتاً چاند پٹی کا مذکورہ کارواں آپ کے قریب آ پہنچا ان میں ایک ماسٹر صاحب نے بطور نمائندہ آپ سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ حضور! معاف فرما دیں اور واپس چاند پٹی تشریف لے چلیں اگر آپ نہیں جائیں گے تو چاند پٹی ہلاک و برباد ہو کر رہ جائے گا۔

حضرت کو ان پر رحم آ گیا اور پھر مولٰینا موصوف کو دل سے معاف کرتے ہوئے چاند پٹی تشریف لائے اور لوگوں کو اپنے الطافِ شاہانہ سے مالا مال کیا۔

روداد کے ایک قدیم شمارہ میں فصلِ ربیع و خریف کی مخصوص وصولی کا خاکہ پیش کیا گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ دھان کی وصولی پورنیہ کے بعض علاقوں سے بھی عمل میں آئی ہے اندازہ یہی ہے بلکہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اُن دور دراز مقامات کے دورہ پر مذکورہ مقصد کے لئے شیر بہار خود تشریف لے گئے

پورنیہ دورہ: ایک دلچسپ واقعہ:

بشمول انصار علی و ہاشم علی پورنیہ کے کئی طلبہ یہاں زیرِ تعلیم تھے انہوں نے سوچا کہ ان کے علاقے میں امسال فصل بہتر رہی ہے اس لئے وہ حضرت کو پورنیہ لے چلیں گے حضرت کو جامعہ کا مفاد عزیز تھا آپ فوراً تیار ہو گئے۔

ٹرین سے اترنے کے بعد بیل گاڑی کے سہارے آپ کا قافلہ گاؤں پہنچا انصار علی کے والد آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کی خدمت میں شربت بھجوایا۔ آپ نے کہا ابھی رہنے دو پہلے یہ بتاؤ کہ دھان کتنا دے رہے ہو؟ بالآخر ۵ / من دینے پر اس کے والدین راضی ہو گئے مگر دیہاتی لوگ تھے ۵ / من کا ایک ساتھ ہاتھ سے نکل جانے کا مسئلہ ان کے

لئے خلجان کا باعث تھا۔

حضرت نے انفاق فی سبیل اللہ کی کچھ اس انداز میں فضیلت بیان فرمائی کہ فوراً ان کا دل موم ہوگیا آپ نے رسید کاٹ کر ان کے حوالے کر دی

دوسری صبح طلبہ نے پوری بستی میں گھمایا۔ کچھ لوگوں نے دل ہی دل میں غلّہ نہ دینے کا تہیہ کرلیا تھا۔ اُنہیں میں وہ شخص بھی تھا جس کی گاڑی میں سوار ہوکر آپ کا قافلہ اسٹیشن سے گاؤں آیا تھا مگر آج وہ بہت ہکلاتا ہوا بول رہا تھا حضور! میرے بیل کی خیر نہیں ہے وہ آخری سانسیں لے رہا ہے خدا کے لئے کچھ ترکیب فرمادیں۔ لیکن ترکیب کی مہلت ہی کہاں تھی بیل آناً فاناً دم توڑ گیا

حضرت نے اس گاڑی بان سے کہا تمہارے دل میں شاید دغا تھی توبہ کرو نیت درست رکھو۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے مال گھٹتا نہیں ہے بلکہ ترقی پاتا ہے۔ وہ قدموں میں گر گیا بولا حضور! بیل کی موت سے بڑھ کر افسوسناک بات یہ ہے کہ میری بیٹی عرصہ سے سسرال جانے سے گریزاں ہے۔

حضرت کو اس پر ترس آگیا پھر آپ کی تحریر کردہ تعویذ گلے میں پڑتے ہی لڑکی بول پڑی میں ابھی جانے کو تیار ہوں۔ اب تو گھر میں خوشی کا ماحول پیدا ہوگیا اور شاداں وفرحاں اسے سسرال رخصت کر دیا۔

اس کے بعد وہ آپ کو اپنے گھر کے اندر لے گیا تجوری کھولی اور پانچ من دھان کی قیمت یعنی تقریباً 250 روپے آپ کو پیش کئے۔ حضرت کا بیان ہے کہ:

> ''میں روپے سے بھری اس کی تجوری دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میں نے برجستہ کہا بے وقوف! اتنا کچھ ہوتے ہوئے بھی تم نے اپنی نیت خراب کرلی تھی جس کے نتیجے میں تمہیں بیل سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔''

پورنیہ کے اس سفر میں آپ کو خاطر خواہ کامیابی ملی غلّہ کثیر مقدار میں تحصیل ہوکر جمع ہوگیا آپ نے اس کو وہیں فروخت کر دیا آپ نے خود بتایا تھا کہ غلّہ کی قیمت کی شکل میں جو رقم

میرے ہاتھ آئی وہ تقریباً 5000 کی تھی۔

اسٹیشن واپسی کی عجیب کہانی:

آپ کا کام مکمل ہو چکا تھا اور واپسی کے لئے تیار بھی ہو چکے تھے کہ اچانک ایک مسئلہ پیدا ہو گیا۔ بات یہ ہوئی کہ انصار علی کو اس گاؤں کے سکریٹری اپنا داماد بنانا چاہتے تھے مگر اس کے گھر والے اس پر مطلقاً راضی نہ تھے لٰہذا وہ اپنی خواہش کی تکمیل میں آپ کی سفارش کے طلبگار ہوئے آپ نے ان سے کہا کہ یہ ان لوگوں کا ذاتی معاملہ ہے اس لئے وہ خود ہی باہمی گفت وشنید سے طے کرلیں تو بہتر ہے

حضرت کی اِس صاف گوئی سے شاید انہیں ناراضگی ہوئی وہ اپنے گھر میں آپ کے اوپر بہت برہم ہوئے۔ انہوں نے دھمکی دے دی کہ جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو جاتا وہ حضرت کو جانے نہیں دیں گے

بیل گاڑی کا مالک بھی بڑا دلیر شخص تھا آپ نے اس کی بروقت مشکل کشائی کی تھی جس کی وجہ سے وہ آپ کا سچا ارادتمند ہو گیا تھا اس نے خم ٹھونک کر چیلنج دے دیا کہ وہ حضرت کو ضرور پہنچائے گا

اس نے مزید دو بیل گاڑی کا بندوبست کیا۔ مظفر پور کے لئے ٹرین علی الصباح کھلتی تھی مسافر یہ ٹرین پکڑنے کے لئے رات کے آخری پہر روانہ ہو جاتے تھے۔ ڈر تھا کہ کہیں سکریٹری مذکور آپ کی راہ میں حائل ہونے کی کوشش کر بیٹھے لٰہذا تین بیل گاڑیاں تیار کی جا چکی تھیں۔ گاڑی بان نے آپ کو بیچ کی گاڑی میں بٹھایا تمام طلبہ بھی آپ کے ساتھ اطمینان سے بیٹھ گئے آگے پیچھے دو گاڑیاں تھیں جن میں بہت سے ہتھیار لدے ہوئے تھے ۔گاڑیاں ٹھیک ایک بجے رات کو کھولی گئیں جو پوری تیز رفتاری کے ساتھ اسٹیشن کی طرف بھاگتی جا رہی تھیں

اثنائے راہ میں ایک تالاب کے قریب سے گزرتے ہوئے جب کچھ آگے بڑھے تو وہ خوشی میں جھومتا ہوا بولا حضور! اب ہم پار ہو چلے۔ اسٹیشن پہنچ کر حضرت نے اس سے کہا کہ

اب بولو مٹھائی کون کھلائے گا تم نے واقعی کمال کر دکھایا ہم کھلائیں کہ تم کھلاؤ گے؟ اس نے کہا حضور! ابھی لایا۔ یہ کہا اور سچ مچ مٹھائی لاکر آپ کی بارگاہ میں پیش کر دی جس کو آپ نے سب لوگوں کے ساتھ مل کر تناول کیا۔

دورِ ابتلا

جامعہ قادریہ کی زندگی میں ایک ایسا بھی موڑ آیا ہے جس کو 'کڑی آزمائش' ہی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر اس کی بنیاد خلوص وللّٰہیت پر قائم نہ ہوتی اور اس کے قیام میں بے لوث قربانی کا عنصر شامل نہ ہوتا یا حضرت مفتی صاحب کی جگہ کوئی دوسرا بانی و مہتمم ہوتا تو شاید علم وحکمت کا یہ شگفتہ چمن کب کا نذرِ خزاں ہو کر قصۂ پارینہ بن چکا ہوتا۔ نیز یہ آبادی پہلے کی طرح غیر معروف اور یہ علاقہ ایک باوقار قائد، غمخوار محسن اور خدمتِ خلق کا جذبۂ فراواں رکھنے والی عظیم شخصیت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو کے رہ جاتا

قدم قدم پہ تجھے خونِ دل بہانا ہے
رہِ حیات میں آسانیاں تلاش نہ کر

یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ جامعہ کے روز افزوں حسنِ ترقی کو غیروں کی نہیں بلکہ اپنوں کی نظر لگ گئی۔ کہتے ہیں کہ مولینا بدیع الزماں مقصود پوری جامعہ کے نائب مہتمم تھے انہوں نے حضرت مفتی صاحب کے شانہ بشانہ ذمہ داریاں سنبھال رکھی تھیں وہ ان دنوں موضع بروراج ہائی اسکول میں ہیڈ ماسٹر بھی تھے۔

اچانک جامعہ میں طوفانِ بلا خیز کی طرح سورش کا نزول ہوا لوگ یہ تماشہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت سے بعض لوگوں کو نہ جانے کیا تکلیف پہنچی کہ انہوں نے جامعہ کی بیخ کنی کا منصوبہ بنالیا اور نائب صدر بھی بعض صاحبوں کی باتوں میں آکر غلط فہمی کا شکار ہو کر رہ گئے

حاجی نورالہدیٰ مقصود پوری نے اس انقلابی جماعت کے ایک صاحب کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ وہ خواہ مخواہ بلا وجہ کی سیاست میں پڑتے ہیں وہ مولینا آدمی ہیں انہیں خود معلوم ہے کہ دینی ادارہ کے خلاف محاذ آرائی کس قدر لائقِ مذمت بات ہے بتائیں کہ ان کا منشا کیا

ہے اگر وہ مدرسہ ہذا میں اپنا کچھ حصہ چاہتے ہیں تو کھل کر بولیں تا کہ انہیں کوئی مناسب عہدہ دے دیا جائے

انہوں نے جواب دیا کہ انہیں کچھ نہیں چاہئے وہ تو خود فلاں شہر میں مدرسہ چلا رہے ہیں اوران کی نیک تمنائیں جامعہ قادریہ کے ساتھ ہیں

1974ء سے نائب مہتمم کے عہدہ پر فائز الحاج مولٰینا محمد نسیم الدین رضوی بتاتے ہیں کہ "حضرت مفتی صاحب قبلہ بعض لوگوں سے دل برداشتہ ہوکر اپنے گھر تشریف لے جاچکے تھے وہ حضرت کے گھر مہوارہ پہنچے اور کہا کہ جامعہ آپ کا قائم فرمودہ ہے اوراس کے اجڑنے کا غم جس قدر آپ کو ہوگا کسی اور کو کیا ہوسکتا ہے اس لئے آپ واپس تشریف لے چلیں اس دوران حضرت کے چچا مولٰینا اسحٰق علی بھی آ گئے اور انہوں نے مقصود پور میں واپسی کے لئے آپ کو منع کیا مگر یہ برابران دونوں حضرات سے اصرار کرتے رہے

آخر کار حضرت نے کہا کہ آپ کی تقرری بنارس میں ہوچکی ہے یہ رجب کا آخری عشرہ ہے بعدِ رمضان آپ کی بنارس کے لئے روانگی یقینی ہے پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ آپ کو مقصود پور لوٹنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے یہ ادارہ کسی کی جاگیر نہیں بلکہ آپ کے علمی خوابوں کی حسین تعبیر ہے اولاً تمام اراکین کی میٹنگ بلائی جائے اور حالات کا از سرِ نو جائزہ لیا جائے

صدرِ جامعہ احمد حسین رضوی عرف بچّہ بابو نے جملہ ارکان وممبران اور علاقہ کے دانشوروں کو مدعو کیا سب کو اعتراف تھا کہ جامعہ حضرت کی انتھک کوششوں اور بے لوث قربانیوں کی بدولت پروان چڑھنے والا گہوارۂ علم وادب ہے۔ اس میٹنگ میں حضرت اور حاجی صاحب بھی موجود تھے دورانِ اجلاس یہ بات خاص طور سے سامنے آئی کہ چونکہ حضرت مہتمم صاحب نے حالات کے پیشِ نظر خاموشی اختیار کر لی ہے اس لئے اب اس کے بعد خصوصاً رمضان المبارک کے موقع سے پیش آنے والے تمام امور کی ذمہ داری اور جواب دہی نائب مہتمم مولٰینا بدیع الزماں صاحب کے سر ہے

یہ فیصلہ سننے کے بعد نائب مہتمم نے فرمایا کہ وہ تو ایک اسکول کے ٹیچر ہیں ان کے لئے

یہ سارا کام انجام دینا مشکل ہے۔ اراکین وعمائدین کو ان کے اس جواب سے سخت حیرت ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ جب اہتمام کا ایک ادنیٰ ذیلی شعبہ سنبھالنا ان کے بس کی بات نہیں ہے تو پھر خود ہی فرمائیں کہ انہیں کیا کرنا ہے؟

اس غیر متوقع استفسار پر نائب مہتمم صاحب کو بہت غصہ آیا اور آناً فاناً انہوں نے اپنا استعفیٰ لکھ کر کمیٹی والوں کو سونپ دیا۔ جملہ اہلِ کمیٹی نے مولانا صاحب کے استعفیٰ نامہ کو بہ اتفاقِ رائے منظور کرلیا اور حضرت مفتی صاحب سے اپنے عہدہ پر بحال رہنے کی پُر زور گزارش کی

لوگوں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اس دیار کو کل بھی حضرت کی ضرورت تھی اور آج بھی اس سے کہیں زیادہ ضرورت ہے یہ آبادی حضرت ہی کی زینت بخشیدہ ہے آپ کا یہاں سے کہیں اور چلا جانا درحقیقت اس علاقہ کی بدبختی پر محمول کیا جائے گا اور اہلسنت کا مستقبل یہاں تاریک سے تاریک تر ہوتا چلا جائے گا

دلوں میں گرمیٔ الفت نہ آنکھ میں آنسو
سوائے کبر وریا کچھ نہیں زمانے میں

شیر بہار کے ناقابلِ فراموش احسانات کی تحسین کے بعد اس میٹنگ میں کئی تجاویز پر غور وخوض کیا گیا جن میں سے بعض کو فوراً منظوری دے دی گئی

پاس شدہ تجاویز:

{۱} حضرت مفتی صاحب جامعہ کے بانی ومہتمم ہیں آپ کو اختیار حاصل ہے کہ اپنے ڈھنگ سے جس طرح چاہیں ادارہ کو فروغ بخشیں

{۲} مولانا بدیع الزماں صاحب کے استعفیٰ کے بعد نائب مہتمم کا عہدہ الحاج مولانا محمد نسیم الدین رضوی کو تفویض کیا جاتا ہے

{۳} نائب مہتمم مدرس کا فرض بھی انجام دیں گے

{۴} نائب مہتمم صاحب کی تنخواہ بحیثیت مدرس 200 روپے ہوگی

{۵} مولیٰنا فیضان علی فیضپوری کو جامعہ میں بطور مدرس بحال کیا جاتا ہے جن کی تنخواہ 150 روپے ہوگی

{۶} نائب مہتمم بموقع رمضان شریف وصولی کے لئے بمبئی کا حلقہ سنبھالیں گے

{۷} حضرت مفتی صاحب بموقع رمضان المبارک کلکتہ اور دیگر مختلف مقامات کا دورہ فرمائیں گے

{۸} مولیٰنا فیضان علی کو رمضان میں دہلی کا سفر درپیش ہوگا

{۹} حافظ تاج الدین صاحب علاقائی وصولی کے لئے مخصوص ہوں گے

{۱۰} پہلے سے موجود مولیٰنا صلاح الدین رضوی بچھار پوری ،مولیٰنا زاہد حسین باڑاوی ،قاری محمد حنیف بلہیاں اور منشی شبیر احمد کمالی پوکھریروی کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ یہ حضرات اطلاعِ ثانی کے بعد ہی دوبارہ آنے کی زحمت کریں

{۱۱} حضرت مفتی صاحب عارضی طور پر چند ماہ کے لئے بنارس تشریف لے جائیں گے اور اس درمیان بھی جامعہ کا کنٹرول آپ ہی کے ہاتھوں میں ہوگا

جامعہ قادریہ اچانک رونما ہونے والی شورش کے مقابلہ میں بڑی حد تک کامیاب ہو چکا تھا۔ رمضان میں رقوم کی فراہمی کا معاملہ بھی ٹھیک ٹھاک رہا حضرت اپنے نائب کو ضروری ہدایات دے کر بنارس روانہ ہو گئے

اِدھر جامعہ میں 10 شوال المکرم 1395ھ مطابق 1975ء کو حسبِ سابق نیا تعلیمی سال شروع ہوا اس درمیان قدیم وجدید طلبہ کی بھیڑ اکٹھا ہو گئی۔ بنارس سے واپسی پر آپ کا شاندار استقبال ہوا اس موقع سے ایک عظیم الشان تقریب بھی منعقد ہوئی جس میں درجنوں علماء ومشائخ مدعو تھے

تعمیری خاکہ

جامعہ کی سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ مسلسل 45 برس زندگی کی آخری رمق تک

اس کا بانی اسے اپنے خونِ جگر سے سینچتا سنوارتا رہا 50 ڈیسمل رقبہ پر محیط نگاہوں کو خیرہ کرنے والی یہ چوطرفہ دومنزلہ عمارت اور 92 فٹ بلند چار منزلہ "بابِ مفتیٔ اعظمِ ہند" اسی کی کاوشوں کا تحفہ ہے۔ اسلام وسنیت کا یہ حسین تاج محل کس طرح تعمیر ہوا اس کی ایک جھلک ذیل میں ملاحظہ کریں:

یہ بتایا جا چکا ہے کہ ابتدا میں جامعہ کے پاس کل 18 ڈیسمل موقوفہ زمین تھی جس کے دو مختلف حصوں پر پہلی عمارت ایک بنگلہ نُما جھونپڑی کے ساتھ دو پختہ کمروں اور ایک ہال کی شکل میں کھڑی کی گئی پھر کچھ عرصہ بعد ہی جانبِ جنوب میں 3 کمروں کا اضافہ ہو گیا مگر اس کے باوجود تعمیری ضرورت اپنی جگہ برقرار رہی جس کی تصدیق رودادِ جامعہ شمارہ ۱۹۷۱ء کی اس عبارت سے ہوتی ہے جو اپیل پر مبنی ہے۔ چنانچہ اس اپیل کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا اور حضرت کی کاوش نے وہ کرشمہ دکھایا کہ چند برسوں میں توسیعِ عمارت کا کام مکمل ہو کر جامعہ کے پاس علاوہ ہال کے ۹۔ کمرے ہو گئے۔ تعمیر کا یہ تیسرا مرحلہ تھا جو بحسن وخوبی طے ہوا

دفتر و گودام اور روم نمبر ۶ و ۹ کے علاوہ ہر حجرہ مستقل دارالاقامہ کی حیثیت رکھتا تھا اور اس میں 30/30 بچے بھرے رہتے تھے جبکہ تعلیمی اوقات میں سب کمروں سے درسگاہ کا کام لیا جاتا تھا۔ مغربی جانب بالکل سامنے دور تک میدان نُما خالی زمین تھی جو گاؤں کے ہی بعض افراد کی زیرِ ملکیت تھی اس زمین پر موسمِ سرما میں تعلیمی اوقات کے دوران مدرسین وطلبہ جا بجا پھیل جاتے تھے وہیں ساری درسگاہیں لگائی جاتی تھیں اور اس طرح تعلیم و تعلم کا خوشگوار ماحول دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا

رفتہ رفتہ بیرونی طلبہ کی تعداد 200 سے تجاوز کر گئی شیر بہار پھر ایک نئے عزم کے ساتھ میدانِ عمل میں کود پڑے۔ آپ کے تعاون لینے کا انداز بھی بڑا نرالا رہا ہے جو بھی صاحبِ خیر آپ کی بارگاہ میں آتا محض آپ کے ہلکے اشارہ پر تعمیری یا کسی بھی مد میں عطیہ دینے کے لئے دل وجاں سے تیار ہو جاتا اس طرح کچھ میٹیریل بیٹھے بیٹھے فراہم ہو گئے اس کے بعد آپ کا خصوصی ملک گیر دورہ شروع ہوا یہ تعمیر کے مرحلۂ چہارم کا پروگرام تھا بفضلہٖ تعالیٰ آپ

جہاں بھی گئے کامیاب و بامراد رہے اور آخر کار جانب شمال میں جھونپڑی کی جگہ دو منزلہ عمارت کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ چھت کی ڈھلائی میں طلبہ نے بھی خوب محنت سے کام لیا اس دو منزلہ عمارت کے اوپر ایک چھوٹا گنبد بھی تعمیر ہوا

جامعہ سے ملحق اراضی کا حصول:

حضرت نے حدودِ جامعہ کی توسیع کے لئے جامعہ سے ملحق اراضی خصوصاً جانب مغرب اور جانبِ شمال ومشرق خالی زمینوں کی حصولیابی کا منصوبہ ترتیب دیا اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشش شروع کردی۔ حضرت کی یہ کوشش رائیگاں نہ گئی بلکہ قدرت نے اس میں ایسا اثر پیدا کردیا جس کے نتیجہ میں بہت جلد جانب مشرق اور پھر کچھ ہی دنوں بعد مغرب کی جانب کُل 20 ڈیسمل زمین حاصل ہوگئی

مذکورہ پچھم جانب 14 ڈیسمل زمین کی خریداری اپنے پیچھے ایک عجیب تاریخ رکھتی ہے اس تعلق سے ایک واقعہ آج بھی زبان زدِ خاص وعام ہے

واقعہ یہ ہے کہ حضرت ان دنوں راجستھان کے دورہ پر نکلے تھے اور آپ کی کوششِ پیہم سے خطیر رقم بھی اکٹھا ہوچکی تھی مگر آپ کے سامنے جو ٹارگیٹ تھا اس کے مطابق مزید 20000 روپے کی فراہمی کا مسئلہ ابھی باقی تھا اور حل کی فی الحال کوئی صورت سمجھ میں نہیں آرہی تھی زیادہ تاخیر کی صورت میں زمین ہاتھ سے نکل جانے کا اندشہ تھا اس لئے شیر بہار اجمیر مقدس کی سرزمین پر دربارِ خواجہ میں بار بار التجائیں پیش کررہے تھے

آخر کار مولٰینا محمد داؤد دولی پوری امام دھان منڈی مسجد کی قیام گاہ پر جیسے ہی تشریف لے گئے وہاں ایک اجنبی شخص پہلے سے موجود تھے جن سے آپ کو کوئی تعارف نہ تھا ملاقات کے دوران انہوں نے جب بہت اصرار کیا تو آپ نے اُن کو اپنی حقیقت حال بتادی، انہوں نے آپ کو بہت تسلی دی اور بولے حضور میرے نام میرے کسی عزیز کی طرف سے رقم آنے والی ہے، اگر آگئی تو انشاء اللہ یہ عطیہ میری طرف سے آپ کی بارگاہ میں پیش ہوگا اور آخر کار وہی ہوا ، رقم آئی اور انہوں نے آپ کے ساتھ بارگاہِ خواجہ میں حاضری کے دوران

20000 بیس ہزار روپے کا چیک کاٹ کر آپ کی نذر کردیا۔ آپ فوراً اُس مردِ خدا کے شکریہ کے ساتھ حضرت خواجہ کی عطا پر حمد الٰہی بجالائے۔ راقم کے استفسار پر حضرت نے فرمایا کہ اس مرد خدا کا نام غوث محمد حیدر آبادی تھا۔

نئی اراضی نئی عمارت:

اگست 1993ء میں شمالی عمارت سے پیچھے والی زمین بھی حاصل ہوگئی اور مذکورہ عمارت سے ملحق جانبِ مغرب میں تعمیری کام شروع ہوا اس طرح جامعہ کی تعمیر مرحلۂ پنجم میں داخل ہوگئی 2005ء میں کام پورا ہوا اور یہ عمارت پچھلے طرز پر تعمیر ہو کر اس طرح ضم ہوگئی کہ جانبِ شمال میں دونوں ایک ہی عمارت معلوم ہوتی ہیں

رضا ہال و رضا مسجد:

یہ عمارت جامعہ کا مغربی حصہ ہے اس کی پہلی منزل رضا ہال اور منزلِ ثانی رضا مسجد سے موسوم ہے تعمیر کے مرحلۂ ششم میں 2006ء میں یہ عمارت مکمل ہوئی

باب مفتی اعظم ہند:

تعمیر کا مرحلۂ ہفتم باب مفتی اعظم ہند کی شکل میں انجام پذیر ہوا اس کی بنیاد 2003ء میں ڈالی گئی تھی اور تکمیل 2007ء میں ہوئی۔ باب مفتی اعظم ہند کی اونچائی 92 فٹ ہے اور یہ بشمول گنبد و مینار 4 منازل پر مشتمل ہے

تجدیدِ عمارت:

ابتدائی 3 مراحل میں تعمیر شدہ جنوبی و مشرقی عمارت کافی حد تک مخدوش ہوچکی تھی لہٰذا حضرت نے اپنے مشیر و نائب سے مشورہ کر کے تجدیدی مہم کا آغاز کردیا 2007ء میں مخدوش عمارت کی شہادت کا وقت آیا اور اسے نئی حیات بخشنے کے لئے آپ نے سب کی موجودگی میں

جدید تعمیر کی نیو ڈال دی۔ شہید عمارت میں وہ حصہ بھی شامل تھا جس کی بنیاد 1968ء میں حضرت نے سرکار مفتی اعظم ہند اور دیگر علماء ومشائخ کے ہاتھوں ڈلوائی تھی جدید بنیاد کے وقت سارے قدیم تصورات گھومنے لگے اپنے مرشد سے وابستہ ساری یادیں یکلخت تازہ ہونے لگیں اور رقت انگیز جذبات پر قابو پانا آپ کے لئے مشکل ہو گیا بظاہر آج مفتی اعظم ہند تو نہیں تھے مگر سراپا فیضان میں ڈوبا ہوا جامعہ کا ذرہ ذرہ ان کے دست مبارک کی کرامت اور ہر رخ سے ان کے خصوصی پروردہ شیر بہار کی عظمت کا اعلان کر رہا تھا۔ بہر کیف 2011ء میں یہ دو منزلہ عمارت تیار ہوئی۔

تعلیمی خاکہ

جامعہ کے شعبۂ تعلیم کی معنویت ہمیشہ قائم رہی ہے اور اس کی عظمتوں کو جگہ جگہ سے خراج تحسین پیش کیا جاتا رہا ہے۔ حضرت نے اس کے ذریعہ ہزاروں طالبانِ علومِ نبویہ کو فیضیاب کیا ہے درجۂ حفظ وقرأت اور فضیلت میں یہاں جن جن طلبہ کو داخلہ کا شرف میسر آیا ان میں اکثر یہاں کی تعلیم کے بعد ایسے قابل ہوئے کہ انہیں بھارت کے نامور اداروں میں ایڈمیشن لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کا وسیلہ ہاتھ آگیا اور وہ جہاں کہیں سے بھی فارغ ہوئے لیکن حضرت کے قدموں میں ان کے بیتے لمحات ہمیشہ کے لئے یادگار بن کر رہ گئے

یہاں کے معیارِ تعلیم کی بلندی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ شیر بہار براہِ راست اپنے مخصوص انداز میں طلبہ کو درس دیتے رہے ہیں۔ خدمتِ خلق اور بیعت وارشاد کی گہما گہمی میں ڈوبی اپنی زندگی کے آخری برسوں میں بھی طلبہ کی تہذیب اخلاق پر زور دیا ہے۔

مقصود پور میں شیر بہار سے فیض یافتہ مشاہیر تلامذہ:

☆ مولانا عبداللطیف بارسوئی ☆ مولانا عبدالعزیز رضوی، نیپال ☆ مولانا امتیاز احمد رضوی، سیوان ☆ مولانا اشرف القادری نیپال ☆ مولانا قاری عین الحق، کٹیہار ☆ مولانا قاری صدیق عالم بنارس ☆ مولانا قمر عالم قادری، جمد اشاہی ☆ مولانا حفیظ اللہ، مظفر پور

☆ مولانا مغفور عالم رفاقتی، بلتھی ☆ مولانا مفتی امان الرب رضوی، گونڈہ ☆ مولانا وجہ القمر، اُڑیسہ ☆ مولانا مبارک حسین رضوی، گنٹور ☆ مولانا غلام مرتضیٰ رضوی، نانڈیڑ ☆ مولانا محمد عزرائیل، فتح پور ☆ مولانا فیضان علی رضوی، فیض پور ☆ مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری، رودولی ☆ مولانا انصار احمد دیناجپور ☆ مفتی ظہیر الدین قادری، ممبئی ☆ مولانا نور الہدیٰ، کٹیہار ☆ مولانا ابراہیم رضا، ویشالی ☆ مولانا صغیر احمد رضوی، مونا ☆ مولانا عبد المقتدر خاں، جالے ☆ مولانا معین الحق، رہسی ☆ مولانا جلال الدین، نانپور ☆ مولانا نور محمد، بلوا ☆ مولانا محمد اسلم ڈمری ☆ مولانا محمد اسلم، مرغیا چک ☆ مولانا مشرف حسین، گریڈیہہ ☆ مفتی حسن رضا نوری، پٹنہ ☆ مفتی ذکاء اللہ، پرتاپ گڑھ ☆ مولانا معراج احمد بغدادی، جمدا شاہی ☆ مولانا معین اشرف، جھالا واڑ ☆ مولانا قمر الزماں رضوی، رائے پور ☆ مولانا امجد رضا امجد، پٹنہ ☆ مولانا اظہر القادری، پوکھریرا ☆ مولانا محمد ارشد رضوی (جانشین شیر بہار) ☆ مولانا محمد ارشد رضا (کیف الحسن قادری) ☆ مولانا پروفیسر احتشام الدین، علی گڑھ ☆ مولانا بلال انور رضوی، کلیر ☆ مولانا غلام ربانی، الہ آباد

جامعہ قادریہ: چند یادگار تأثرات

{حصّہ اول}

(۱)

میں نے جامعہ قادریہ مقصود پور ضلع مظفر پور کا (بسلسلۂ شرکت جلسہ عالیشان مدرسہ) معائنہ کیا۔ یہ ادارہ ابھی ایک سال کا بچہ ہے جو حضرت قبلہ مولینا مفتی محمد اسلم رضوی صاحب مفتیٔ وقت کی نگاہِ کرم سے پل رہا ہے۔ مفتی اسلم صاحب کو میں عرصہ سے جانتا ہوں آپ کا نام نامی خود ایک

قابلِ اعتماد ضمانت ہے اور انشاء اللہ یہ مدرسہ کسی وقت میں یونیورسٹی ہوگا۔
مدرسے عموماً مالی کمزوری کی وجہ سے ناکام رہ جاتے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ علامہ اسلم صاحب کی لائق نگرانی میں انشاء اللہ بہت جلد پروان چڑھ کے رہیگا عمارتِ مدرسہ ہنوز ناتمام مگر زیرِ تعمیر ہے اسلئے قوم کو اس کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اس کے مدرسین لائق اور طلبہ بحمدہٖ بہت اچھے اور سعید معلوم ہوتے ہیں

دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو کامیاب فرمائے اور لڑکے یہاں سے علمِ نافع لے کر نکلیں وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و اٰلہ و صحبہ اجمعین برحمتك یا ارحم الرّٰحمین

قتیل غفرلہ داناپوری
جاروب کش آستانہ چشتیہ نظامیہ داناپور ضلع پٹنہ
۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

(۲)

بتاریخ ۱۷ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ کو جامعہ قادریہ مقصود پور کے جلسہ عید میلاد النبی ﷺ میں بغرضِ شرکت حاضر ہوا سالِ گزشتہ بھی اس کی بنیاد رکھتے وقت حاضر تھا اس وقت مسرت کی کوئی حد نہ رہی جبکہ ایک سال کی قلیل مدت میں مدرسہ کی اپنی ذاتی عمارت نظر آرہی ہے اور تقریباً ۳۰۰ طلبہ و طالبات کی تعلیم کا معقول انتظام نیز معیارِ تعلیم یہ سب عزیزم حضرت مولینا مفتی محمد اسلم صاحب کی انتہائی کاوشوں کا بابرکت نتیجہ ہے

مزید براں یہ کہ منتظمہ میں قدرت نے ایسے افراد مہیا کر دیئے ہیں

جنہیں علمِ دین کی اشاعت کی لگن ہمہ دم مصروفِ عمل رکھے ہوئی ہے ۔محترم بچہ بابو کی صدارت اور علم دوست اراکین ومعاونین کی موجودگی ادارہ کے عروج کے لئے ضمانت ہے

ضرورت ہے کہ اہلسنت جلد اس مدرسہ کی طرف متوجہ ہوں اور اراکینِ مدرسہ کی ہمت بندھائیں مالی مشکلات کو حل کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

میں صمیمِ قلب سے پھر دعا گو ہوں کہ کہ مولیٰ تعالیٰ اس مدرسہ کو پروان چڑھائے اور جملہ معاونین وہمدردانِ ادارہ کو دارین کی فلاح وبہبود عطا فرمائے (امین)

فقیر رفاقت حسین غفرلہ
نزیل مقصود پور
۱۷ / ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

(۳)

آج مورخہ ۱۷ / ربیع الاول ۱۳۸۹ھ بمطابق ۳ / جون ۱۹۶۹ء کو میں بھی جامعہ قادریہ مقصود پور میں منعقدہ جلسہ عید میلاد النبی ﷺ میں شریک ہوا میرے اکابر علما نے اس ادارہ کے سلسلے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ لفظ بہ لفظ درست ہے میں اس دانشگاہ کے مستقبل کے متعلق بس یہ کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ مولانا مفتی محمد اسلم رضوی صاحب اور ان کے رفقا کی ذات ہی جامعہ قادریہ کے مستقبل کے تابناک ہونے کی ضمانت ہے اتنی قلیل مدت میں اس مدرسہ کا ترقی کرجانا صرف ان حضرات کے خلوص کا نتیجہ ہے۔

میں مفتی اسلم صاحب نیز ان کے تمام اراکینِ ادارہ کو یقین دلاتا ہوں کہ

جامعہ قادریہ کے سلسلے میں میری جب بھی کسی خدمت کی ضرورت پڑی انشاءاللہ میں ہمہ وقت حاضر ہوں گا

آخر میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اس ادارہ کے بانی ومہتمم کے حوصلوں کو بلند فرمائے نیز تمام اہلسنت سے گزارش کرتا ہوں کہ دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح اس کی مدد کریں تاکہ آج کا یہ بچہ مجوزہ جامعہ کے بجائے کل کا واقعی جامعہ بن جائے

سید مظفر حسین کچھوچھوی
مقیم حال مقصود پور
۱۷/ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

(۴)

بحمدك يا من شرح صدور سكان القرية المسماة بمقصودپور من اعمال مظفر پور لاشاعة علوم الدين فوقع بقلوبهم لاقامة المدرسة المسماة بجامعة قادرية فجمع فيها من جوانبها الطلاب لتحصيل علوم الشريعة المحمدية فجزاهم الله جزاء حسنا آمين فآمين ثم آمين

فقیر عرصہ کے بعد جامعہ قادریہ میں بغرض امتحانات طلبہ ۱۷/شعبان ۱۳۹۰ھ بروز دوشنبہ کو حاضر ہوا مقصود پور و اطراف مقصود پور اور دیگر اضلاع کی کثرتِ طلبہ سے بڑی مسرت ہوئی اور بعد امتحانات طلبہ بیحد خوشی اور مسرت ہوئی کہ مدرسہ کے مدرسین اور مولینا محمد اسلم سلمہ کی کوششوں کا بہترین ثمرہ پایا لڑکے قریب قریب سبھی اچھے اور بہت اچھے امتحان میں نکلے اور بہت محنتی ثابت ہوئے الحمدللہ

مولیٰ تعالیٰ اس کے تمام کارکنان کو اس سے دوبالا سعی کی توفیق عطا فرما کر ثوابِ دارین سے نواز ے آمین فآمین

فقیر احسان علی فیض پوری مظفر پوری

۱۹/شعبان ۱۳۹۰ھ

(۵)

میں نے آج بتاریخ ۸/جولائی ۱۹۷۱ء بروز چہار شنبہ بوقت ۸/بجے صبح جامعہ قادریہ مقصود پور ضلع مظفر پور کا معائنہ کیا الحمد للہ علیٰ احسانہ تمام بچوں کو انتہائی ہونہار اور ذہین پایا نیز اساتذہ حضرات نہایت مستعد اور جفاکش نظر آئے خصوصاً حضرت مولٰینا مفتی محمد اسلم رضوی صاحب کی کاوشیں حد درجہ جاری وساری ہیں، آپ اس ادارہ کے مہتمم ہیں اور بانی بھی۔ ماشاء اللہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے جامعہ کو فروغ دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا

میں تمام مسلمانوں خصوصاً اہلِ خیر حضرات سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ دامے درمے سخنے قدمے مدرسے کی اعانت کریں اور ثوابِ دارین سے مالا مال ہوں

بقلمِ خود۔ خادم الفقرا محمد حسن قادری رضوی حشمتی بریلوی عفی عنہ

۸/جولائی ۱۹۷۱ء بروز چہار شنبہ

(۶)

آج ۱۸/ذی القعدہ ۱۳۹۱ھ کو میں نے جامعہ قادریہ مقصود پور کا معائنہ کیا مقصود پور میں پہلے بھی آ چکا ہوں غالباً ۳/سال پہلے۔ اس وقت یہ جامعہ اپنے ابتدائی دور میں تھا اور جامعہ کی عمارت زیرِ تعمیر تھی۔ اب آیا

ہوں تو یہ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا کہ جامعہ نے اس قلیل مدت میں ترقی کے اہم مدارج طے کر لئے ہیں اور وہ مقام پیدا کر لیا ہے جو اس دیار کے دوسرے کسی مدرسہ کو حاصل نہیں
مولیٰ تعالیٰ اور زیادہ ترقیاں عطا فرمائے۔ جامعہ کی یہ ترقی اہلِ مقصود پور کے بیش بہا تعاون کی مرہونِ منت ہیں جامعہ کی خوش نصیبی ہے کہ اسے مولٰینا مفتی محمد اسلم رضوی زید مجدہ جیسا مجاہد نصیب ہو گیا
میں نے حسابات کے رجسٹروں کو بھی دیکھا آمد وخرچ کا نہایت معقول اندراج ہے، تعلیمی نظام بھی اچھا ہے لڑکوں کی تربیت پر کافی توجہ دی جاتی ہے۔ بعض لڑکوں کا میں نے بعض کتب میں امتحان لیا تمام لڑکے ماشاء اللہ ہونہار اور ذی صلاحیت ہیں
آخر میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس جامعہ کو دن دونی رات چوگنی ترقیاں عطا فرمائے اور اس دیار میں اسے اسلام وسنیت کا اہم قلعہ بنادے۔
امین یارب العلمین

محمد ریحان رضا خاں رحمانی غفرلہ
مہتمم دار العلوم منظر اسلام سوداگراں بریلی شریف
۱۸ر ذی القعدہ ۱۳۹۱ھ

(۷)

میں مورخہ ۷ر شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ بغرض امتحانات طلبہ جامعہ قادریہ مقصود پور حاضر ہوا بکرمہ تعالیٰ مدرسہ کے طلبہ کو بہت ہونہار اور تہذیب و تمدن سے بھرپور پایا۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ سب حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ مدظلہ کی سعیٔ بلیغ اور کارکنانِ مدرسہ کی توجۂ خاص کا ثمرہ ہے اگر اہلِ خیر حضرات اسی طرح توجہ فرماتے رہے تو

مدرسہ کی دن دونی رات چوگنی ترقی میں چار چاند لگ جائیں

محمد عباس اشرفی غفرلہ رودولوی
خطیب مسجد کھٹیما ضلع نینی تال
۸ / شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ یکشنبہ

(۸)

عزیز مکرم جناب محترم مولٰینا مولوی محمد اسلم **سلمہ ربہ و کرم** نے ۵ / برس قبل جس مدرسہ قادریہ کی بنیاد علمائے کرام کے ہاتھوں ڈالی تھی آج اس کی عمارت، طلبہ کی کثرت نیز ۸ / فارغ شدہ قاری وحفاظ کی دستار بندی کا منظر ملاحظہ کرکے دل مسرور ہوا اور عزیزِ موصوف کے لئے صمیمِ قلب سے دعا نکلی نیز اس مدرسہ کے جملہ اراکین ومعاونین کے لئے

یہ معلوم کرکے اور بھی خوشی ہوئی کہ بفضلہٖ یہ مدرسہ ۷۰ / طلبہ کے طعام کا کفیل ہونے کے بعد اور ضروریات بھی پوری کررہا ہے

مولیٰ تعالیٰ برکاتِ دارین سے مولٰینا سلمہ اور مدرسہ کے اراکین و معاونین کو نوازے اور مدرسہ کو اس سے زیادہ فروغ عطا فرمائے۔ مولٰینا موصوف اور ان کے مخلصین ومعاونین کو اور زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے کہ وہ جلد سے جلد اس کی تکمیل کرادیں

ابھی حُفّاظ وقاری کی دستار بندی ہوئی آگے اللہ تعالیٰ جلد سے جلد اس مدرسہ کو ایسی ترقی عطا فرمائے کہ اس سے فارغ ہونے والے علما کی دستار بندی ہوتی رہے

مولٰینا موصوف سلمہ کو سلامت باکرامت رکھے ان کو اس سے زیادہ بافیض بنائے ان کا فیض جاری وساری رہے (آمین)

فقیر مصطفی رضا نوری غفرلہ
۲۳ / ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ

(۹)

الحمد للہ حضرت علامہ مولٰینا مفتی بہار محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے زیرِ اہتمام جامعہ قادریہ مقصود پور کا معائنہ کیا موصوف مکرم دامت برکاتہم العالیہ کی مصروفیت اور جامعہ کے اساتذہ وطلبہ کی تعلیم و تربیت دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے کہ مولٰی تعالٰی اپنے حبیب لبیب احمد مجتبٰی محمد مصطفی ﷺ کے صدقہ و طفیل جامعہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے کاش دیگر اہلِ مدارس جامعہ کے نقشِ قدم پر چلتے ۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ جامعہ قادریہ کی خوب خوب امداد کریں

جامعہ کے طلبہ کا امتحان لیا بحمد اللہ ماشاء اللہ اچھا پایا۔ خداوند کریم اپنے رسول رؤف و رحیم ﷺ کے صدقے ادارہ کو تاقیامت سلامت اور قائم ودائم رکھے امین امین ثم امین

محمد جیش صدیقی حنفی قادری مصطفوی

صدر المدرسین مدرسہ حنفیہ جنکپور دھام (نیپال)

۲۸ ربیع الاٰخر ۱۳۹۳ھ

(۱۰)

زیارتِ حرمین طیبین کی واپسی پر جامعہ قادریہ مقصود پور آنا ہوا آج سے ۳ سال قبل بھی حاضر ہوا تھا مگر پہلے کی بہ نسبت اس دفعہ نمایاں ترقی دیکھی ۔ جامعہ کی شاندار عمارت، اساتذہ کی مستعدی اور طلبہ کی کثرت دعوتِ نظارہ دے رہی ہے

کچھ طلبہ امتحان کے لئے پیش کئے گئے میں نے بچوں کی ذہانت دیکھ کر کتاب سے زائد سوالات کئے اور ہر ایک نے امید سے زائد اطمینان

بخش جواب دیا۔ طلبہ کی تعلیم و تربیت اور باسلیقہ زندگی سے کافی متأثر ہوا ۔اور یہ سب ان کے اساتذہ کی شفقت و محبت کا نتیجہ ہے

جامعہ قادریہ کی ترقی خطیبِ ہند فاضلِ اجل حضرت علامہ مولٰینا مفتی محمد اسلم صاحب رضوی مدظلہ العالی کی ذات بابرکات سے وابستہ ہے جن کی دینی خدمات اور مجاہدانہ زندگی نے عوام و خواص کے دلوں میں گھر کرلیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ بطفیل سیدالانبیاء علیہ التحیۃ والثنا مولٰینا کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے تاکہ جامعہ ان کی نگرانی میں پروان چڑھتا رہے اور مسلمانانِ عالم ان سے فیضیاب ہوتے رہیں

مسلم عوام سے عموماً اور احباب و مخلصین سے خصوصاً اپیل کرتا ہوں کہ وہ جامعہ کا بھرپور تعاون کرکے مولٰینا کے بازو کو مضبوط بنائیں اور جامعہ کو بامِ عروج پر پہنچائیں

والسلام

عبدالحلیم رضوی اشرفی

مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

۱۰ر صفر المظفر ۱۳۹۴ھ

(۱۱)

میں آج مورخہ ۲۸ر ربیع الآخر ۱۳۹۶ھ بروز جمعرات کو جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضر ہوا اگرچہ میرے پاس وقت زیادہ نہ تھا پھر بھی اس مختصر سے وقت میں جامعہ کے نمایاں کارنامے کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا کہ مسلکِ اعلیٰحضرت کی بقا کا واحد مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے صدقے میں تادمِ قیامت قائم دائم رکھے

اب تک جامعہ نے جو کام انجام دیا ہے وہ قابلِ رشک ہے بالخصوص مجلدِ

ملت حضرت علامہ مولٰینا مفتی محمد اسلم صاحب قبلہ رضوی مدظلہ العالی کی پرخلوص قیادت کو دیکھ کر میں بہت زیادہ متاثر ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت موسوف کی ذات بابرکات انمول جوہرِ نایاب ہے

میں تمام اہلسنت حضرات سے دردمندانہ اپیل کروں گا کہ جامعہ کی خدمت کرنا قومی وملی فریضہ جان کر اپنے مرکزِ اہلسنت کی زیادہ سے زیادہ امداد فرمائیں تا کہ ہمارا یہ جامعہ مسلکِ اعلیحضرت کو عام وتام کر سکے

فقط والسلام

محمد منظور رضا امانی

سجادہ نشیں آستانہ فریدیہ شیشہ باڑی، میر پور ہاٹ

۲۸ ربیع الآخر ۱۳۹۶ھ

(۱۲)

آج مورخہ یکم جمادی الاولٰی ۱۳۹۶ھ مطابق یکم مئی ۱۹۷۶ء کو حضرت مولٰینا المکرم مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ کے حکم کے مطابق آپ کے ادارہ جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضر ہوا۔ مولٰینا مفتی موصوف کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے شرح جامی، کنز الدقائق اور اصول الشاشی کے طلبہ کا امتحان بھی لیا اور مدرسہ کی عمارت کا معائنہ بھی کیا۔ مدرسہ کی عمارت و معیارِ تعلیم سے بیحد خوشی ہوئی طلبہ ذی استعداد اور عمارت شاندار ہے معیارِ تعلیم بیحد بلند ہے جس سے مجھے بیحد مسرت حاصل ہوئی۔ یہ حضرت مفتی محمد اسلم صاحب کی کاوشوں کا نتیجہ ہے

تعلیم وغیرہ کے معائنہ سے یہ معلوم ہوا کہ تمام اصحابِ مدرسہ محنت و مشقت اور دلجمعی کے ساتھ تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں

مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے میں اس ادارہ کو بامِ عروج پر پہنچائے اور حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب کی دلی خواہش کو پورا کرے اور خصوصاً بہار کے لئے اس ادارہ کو مرکزی حیثیت عطا فرمائے۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین

ثناء المصطفیٰ الامجدی

گھوسی، مئو ضلع اعظم گڑھ

یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

(۱۳)

میں نے جامعہ قادریہ مقصود پور میں قیام کیا اور یہاں رہ کر اس کے تمام تر حالات معلوم کرنے کی کوشش مسلسل جاری رکھی تھوڑے ہی عرصہ کے دوران یہاں کے معلمین اور طلبہ کے حالات دیکھ کر نہایت خوشی حاصل ہوئی اور ساتھ ہی اس مدرسہ کی بہتر تعلیم وتربیت کا اندازہ کر کے دل باغ باغ ہو گیا

میں امید کرتا ہوں کہ یہاں کے مدرسین جس ذوق وشوق کے ساتھ طلبہ پر اپنا خیال رکھتے ہیں جامعہ ہٰذا کے طلبہ کی ترقی ہوتی رہے گی

فقط۔ محمد عزیز الرحمن

۲۶ رشعبان المعظم ۱۳۹۶ھ

(۱۴)

میں موضع مقصود پور میں بطور مہمان، جناب عبد الباری صاحب خزانچی جامعہ قادریہ کے مکان میں وارد ہوا۔ اس دوران بوقت ۱۰ ربجے دن جامعہ قادریہ میں حاضری ہوئی تمام مدرسین اور طلبہ کو اپنے اپنے کاموں

میں پوری لگن کے ساتھ مستعد پایا

صدر مدرس حضرت مفتی محمد اسلم صاحب رضوی سے اطمینان بخش گفتگو ہوئی اور حالاتِ مدرسہ سے واقفیت۔

حالاتِ حاضرہ سے ظاہر ہوا کہ اس پُر آشوب دور میں جس حسن و خوبی سے مدرسہ چل رہا ہے اہلِ مقصود پور کی ہمت وتوجہ کی داد دینی پڑتی ہے حضرت صدر مدرس و بانی و مہتمم جامعہ ہذا جس لگن و مستعدی سے نظم و نسق و انجام دے رہے ہیں یقیناً قابلِ ستائش ہے

اللہ پاک آپ کا سایہ دراز فرمائے اور جامعہ آپ کے حسن کارکردگی سے ہمیشہ فیض پاتا رہے

عبد الحلیم رحمانی۔ حیات پور، دربھنگہ

۵ / جمادی الاولی ۱۳۹۷ھ ۲۵ / اپریل ۱۹۷۷ء بروز شنبہ

(۱۵)

جامعہ قادریہ مقصود پور کے مذکورہ جلسۂ دستارِ فضیلت میں مجھے بھی حاضری نصیب ہوئی۔ جلسہ و جامعہ کی لائقِ تحسین کامیابی کے حوالے سے علمائے کرام (مفتی عزیز الرحمن رضوی، مفتی عبد الحلیم رضوی اشرفی، مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی، مفتی عبد الواجد قادری، مولٰینا محبوب رضا روشن القادری، مولٰینا محمد عباس رضوی اشرفی) نے جو تأثرات قلمبند فرمائے مجھ کو ان سے حرف بہ حرف اتفاق ہے

دعا ہے کہ مولٰی تعالٰی جامعہ کے رنگ و آہنگ کو مزید دو بالا فرمائے اور اراکین کو توفیق و ہمت عطا فرمائے کہ وہ اسے بامِ عروج پر پہنچا دیں اور تمام مسلمانوں کو دامے درمے قدمے سخنے اس ادارہ کی طرف خصوصی توجہ اور دل کھول کر امداد کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے

محمد مطیع الرحمن نوری

سکریٹری مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا شریف

۲۷ رجمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ ۱۶ رمئی ۱۹۷۷ئ

(۱۶)

جامعہ قادریہ مقصود پور جو اس وقت ملک وملت کی ایک مؤثر آواز بن چکا ہے برسوں سے اس کا شہرہ سنتا رہا جبکہ آج مورخہ ۲ ررجب المرجب ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۰ رجون ۱۹۷۷ء کو ایک اجلاس میں شرکت کی غرض سے حاضری کا موقع میسر آیا کان نے جو کچھ سنا تھا آنکھ نے اس سے کہیں زیادہ اچھا اور بلند وبالا پایا

بحمدہٖ تعالیٰ مدرسہ کی اپنی ذاتی عمارت ہے مطبخ کا معقول نظم ہے جہاں سینکڑوں بچوں کی بارات ہر صبح وشام کھانا کھاتی ہے۔ دار الافتا ہمیشہ متحرک رہتا ہے۔ متعدد اساتذہ درس وتدریس میں مصروف ہیں

مختلف جماعت کے طلبہ مجھ سے قریب آئے جن سے میں نے غیر رسمی طور پر سوالات کئے طلبہ بڑی برجستگی سے ہر سوال کا جواب دیا جس سے دل خوش ہوا اور طبیعت مطمئن ہوئی

معیارِ تعلیم اطمینان بخش ہے تعلیم کے ساتھ طلبہ کی تربیت پر بھی زور دیا جاتا ہے پنجوقتہ نماز باجماعت مدرسہ کے عظیم الشان ہال میں ادا کی جاتی ہے

یہ جو کچھ بھی ہے فاضلِ گرامی محبوبِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اسلم رضوی صاحب کے اخلاصِ نیت اور سعیٔ پیہم کا نتیجہ ہے نیز ان کے رفقائے کار صدر، نائب صدر، سکریٹری، خازن، محاسب، ممبران و معاونین کی جد وجہد اور دینی ہمدردی کا ثمرہ ہے خدائے قدیر ان تمام حضرات کو اپنی برکات سے نوازے

مجلسِ منتظمہ کو چاہئے کہ ارد گرد کی زمینوں کو حاصل کرے تا کہ مستقبل میں کسی قسم کا احساسِ تنگی باقی نہ رہ جائے اور حسبِ ضرورت عمارت پھیلتی رہے۔ اسی طرح کتابوں کے لئے ایک سالانہ بجٹ بنایا جائے تا کہ تدریجاً ہر سال کتابوں کا اضافہ ہوتا رہے۔ لائبریری کے لئے ایک علیٰحدہ بڑے کمرے کی تعمیر ہونی چاہئے

اساتذہ کا اسٹاف (Stafe) اتنا عمدہ ہے کہ نظرِ انتخاب کو داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ عوام سے اپیل ہے کہ وہ جامعہ قادریہ کو سنیوں کا مضبوط قلعہ بنانے کے لئے اپنی ساری صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ جامعہ قادریہ مقصود پور مذہبِ اہلسنت مسلکِ رضویت کا بہترین ترجمان ہے

ربِّ قدیر اس دینی درسگاہ کو نگاہِ حاسدین اور آسیبِ روزگار سے محفوظ رکھے اور اس گہوارۂ علم وادب کو ایک سدا بہار چمن بنا دے امین بجاہ سید المرسلین ﷺ

مشتاق احمد نظامی

خادم سنی تبلیغی جماعت (الہ آباد)

۲؍رجب المرجب ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۰؍جون ۱۹۷۷ء

(۱۷)

آج بتاریخ ۲۰؍جون ۱۹۷۷ء کو جامعہ قادریہ مقصود پور کے جلسہ عید میلاد النبی ﷺ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی جامعہ کو دیکھنے کے بعد مسرت بھی ہوئی اور حیرت بھی۔ مسرت اسلئے کہ جیسے ادارہ کے لئے اس علاقہ کی سرزمین پیاسی تھی حضرت علامہ مفتی محمد اسلم صاحب قبلہ رضوی مدظلہ العالی کی کوششوں کے سبب وہ ادارہ قائم بھی ہو گیا اور پوری توانائیوں

کے ساتھ ترویجِ دین میں منہمک ہے اور حیرت اسلئے ہوئی کہ اتنا عالیشان ادارہ اتنے کم عرصے میں کیسے تیار ہو گیا

مدرسہ کے تمام شعبوں، ان کے طریقۂ کار اور طلبہ کی قطاروں کو دیکھنے کے بعد کہنا پڑتا ہے کہ

تم نے برپا کردیئے ہر ذرے میں طوفانِ شوق
اک تبسم اس قدر جلووں کی طغیانی کے ساتھ

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے

(ڈاکٹر) حسن رضا (خاں)
ناظم تعلیمات ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ
۲؍رجب المرجب ۱۳۹۷ھ

(۱۸)

آج بتاریخ ۱۹؍رجب المرجب ۱۳۹۷ھ بروز دوشنبہ مبارکہ جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور بیحد خوشی ہوئی کہ بحمد اللہ جلد ہی اس علاقے سے بدعقیدگی اور جہالت دور ہو جائے گی۔

حضرت علامہ مولٰینا مفتی محمد اسلم صاحب رضوی کی ذاتِ گرامی سے جو امید تھی کہیں زیادہ مدرسے کی ترقی ثابت کر رہی ہے۔

میں بطورِ خود نادم ہو رہا ہوں کہ اس علاقہ میں قدم بہ قدم مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحب کی ذاتِ گرامی سنیت کے لئے کارِ نمایاں انجام دے رہی ہے اور ہم دور دراز رہنے کی وجہ سے کوئی خاص تعاون نہ کر سکے

اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ حتی الامکان کوشش کروں گا۔ ساتھ

ہی تمام مسلمانوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اس مدرسہ کی ترقی و بقا کے

لئے دامے درمے قدمے سخنے امداد کا حوصلہ رکھیں اور تعاون کریں۔

والسلام

محمد اعظم عزیزی

خطیب و امام مدینہ جامع مسجد، کاروار کرناٹک (میسور)

(۱۹)

الحمد للہ آج ۱۷ر جون ۱۹۷۸ء روز شنبہ جامعہ قادریہ مقصود پور کے جشن عید میلاد النبی ﷺ و دستارِ فضیلت میں حضرت استاذِ مکرم الحاج حافظ و صوفی علامہ سید الزماں صاحب حمدوی مدظلہ العالی کے ہمراہ محبِّ گرامی حضرت مولانا مفتی محمد اسلم صاحب رضوی کی دعوت پر شرکت کا موقع ملا اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ادارہ نے بادِ مخالف کے تیز جھونکوں کے باوجود قلیل عرصے میں جو تعلیمی و تعمیری ترقی کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے لیکن میں نے شروع ہی سے مشورہ دیا ہے کہ اور آج بھی دیتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو عمارت میں اضافہ کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ کمروں کی تعمیر عمل میں لائی جائے تاکہ ہر طرف سے پُرسکون ماحول میں لڑکے اور مدرسین اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دے سکیں

یہ مشورہ میرا اس لئے ہے کہ میں جامعہ کے شایانِ شان عمارت دیکھنا چاہتا ہوں ویسے اب بھی جامعہ میں پہنچ کر اس کے پُرفضا اور باغ و بہار ماحول کو دیکھ کر عہدِ قدیم کی یاد تازہ ہوتی ہے ساتھ ہی عصرِ جدید کے مطابق تعمیری انداز دیکھ کر طبیعت کو فرحت و انبساط حاصل ہوتا ہے

اراکین کے متعلق تو کچھ کہنا ہی نہیں ہاں اساتذہ اور طلبہ کے متعلق یہ ضرور عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ شائستگی، تہذیب، متانت و

سنجیدگی، ذوق وشوق اور والہانہ شیفتگی دیکھ کر دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ جامعہ قادریہ، سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضانِ کرم سے علم وعمل، ایمان وصحتِ عقیدہ اور فضائل وکمالات کا جامع رہے

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

محبّ گرامی حضرت مولانا مفتی محمد اسلم رضوی کی اگر میں تعریف نہ بھی کروں تو علاقہ اسے تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوگا کیونکہ جامعہ کے رگ رگ اور نس نس میں ان کی جدوجہد اور خلوص ومحبت کا خون دوڑ رہا ہے

خلاقِ کائنات مولانا موصوف کی عمر کو اس ادارہ کے فروغ وترقی کے لئے تادیر قائم وباقی رکھے آمین

دعا گو

مصطفی رضا شبنم کمالی پوکھریروی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ امانیہ لوام، دربھنگہ

یکم شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

(۲۰)

جامعہ قادریہ مقصود پور ضلع مظفر پور کے سالانہ جلسے میں حاضری کا پہلا اتفاق ہوا۔ جامعہ کا نام بہت پہلے سے سن رکھا تھا اس کا ایک خیالی پیکر بھی ذہن میں بن چکا تھا لیکن دیکھنے سے تصور وخیال سے کہیں بلند تر پایا

جامعہ کی ایک طویل اور پُرشکوہ عمارت وسیع وعریض خطۂ ارض پر پھیلی ہوئی ہے اور یہ عالیشان عمارت، کثیر طلبہ واساتذہ واسٹاف سے معمور نظر آئی جو شب وروز تعلیم وتعلم میں مصروف رہتے ہیں

اس دیہی علاقے میں اس شہرِ علم کو دیکھ کر قطعی حیرت نہیں ہوئی اسلئے کہ

اس کے بانی و مہتمم محبوبِ قوم وملت نقیبِ اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد اسلم صاحب رضوی دامت فیوضہم ہیں جو نہ صرف ہمہ گیر شہرت ، بے پناہ علم و فضل کے مالک ہیں بلکہ بلاشبہہ وہ اس زمانے میں نمونۂ سلف ہیں۔ان کا حزم واحتیاط، زہد وتقویٰ، صبر وتحمل، اخلاق واخلاص، شفقت ومحبت اور سب پر بڑھ کر ان کا عشقِ رسول ﷺ اپنی مثال آپ ہے ان سے آج میری پہلی ملاقات نہیں بلکہ بارہا شرفِ نیاز حاصل رہا اور جتنا میں ان کے قریب گیا قریب تر ہوتا گیا۔کسی کی باطنی خوبیوں کو پرکھنے کیلئے یہ بہترین کسوٹی ہے اور میں نے اس کسوٹی پر جب انہیں دیکھا تو نہ صرف کھرا پایا بلکہ کچھ ایسی باطنی خوبیوں کے انکشافات ہوئے جن کا اظہار کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا یہی وجہ ہے کہ مجھے موصوف سے بے پناہ عقیدت پیدا ہوگئی

مولیٰ تعالیٰ ان کا سایۂ عاطفت دنیائے سنیت پر دراز فرمائے اور ان کے لگائے ہوئے باغ ' جامعہ قادریہ ' کو بڑھائے لہکائے اور مہکائے (آمین)

اسلم بستوی غفرلہ

خادم شعبۂ حدیث انوار القرآن بلرامپور ضلع گونڈہ

۲۵ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ بروز شنبہ

(۲۱)

حمداً کثیراً طیباً بذاته و صفاته الله رب محمد صلی علیه و سلم نحن عباد محمد صلی علیه و سلما

آج مورخہ ۱۱ر مئی ۱۹۸۲ء کو حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب

قبلہ بانی و مہتمم جامعہ قادریہ مقصود پور کی چشمِ عنایت سے ان کا ادارہ مذکور دیکھنے کا اتفاق ہوا یہ جامعہ سادگیٔ عمارت، حسنِ تعلیم اور زیبائشِ تہذیب کا حسین مرقع نظر آیا۔ اس کے ایک ایک ذرے بانی کے خونِ جگر کی عظمت کا پتہ دے رہے ہیں جس جانکاہی وتن سوزی سے اس گہوارۂ علمِ دین کی آبیاری کی جارہی ہے وہ انشاء اللہ ضلع بھر کے لئے نشانِ منزلِ مقصود کی ترجمانی کرے گا

مولائے قدیر اسے روز افزوں ترقیوں سے ہمکنار کرے اور مہتمِ جامعہ واساتذۂ درسگاہ کو سعیٔ بلیغ کا جذبہ عطا فرمائے

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ وبالا

فقط والسلام۔

خلوص کار

سید شاہ محمد اشتیاق عالم غفرلہ

ولی عہد سجادہ نشیں خانقاہ شہبازیہ مُلّا چک، بھاگلپور

۱۱؍مئی ۱۹۸۲ء بروز سہ شنبہ

(۲۲)

بحمدہٖ تعالیٰ مجھے جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضری کا شرف ملا حضرت علامہ مفتیٔ بہار محمد اسلم صاحب قبلہ کی پُرخلوص محنت وکاوش کا روشن اور بے غبار ثمرہ پایا کہ جامعہ قادریہ آسمانِ تعلیم وتربیت پر جلوہ گر ہوکر قومِ مسلم کی زمینِ فکر کو تابناک اور اسلامی معاشرہ کو خوب خوب اجاگر کررہا ہے

مدرسینِ کرام کی مستعدی اور محترم کرمفرما مفتیٔ اعظم مظفر پور حضرت

علامہ الحاج محمد اسلم رضوی صاحب کی توجہ سے جہاں جامعہ قادریہ کے
طلبہ علمِ دین کے شہکار نظر آتے ہیں تو وہیں وہ تربیتِ اسلامی کے مہرِ
تابدار بھی نظر آتے ہیں

یہ جامعہ درحقیقت حضرت مفتی صاحب قبلہ کے دل کی پکار ہے ساتھ ہی
ساتھ انتظامی امور کے کاغذات بھی میں نے دیکھے۔ قبض الوصول اور
آمدات و اخراجات ،نقدیات و جنسیات وغیرہ کے سارے رجسٹر
آفتابِ نیمروز کی طرح واضح وروشن ترین ہیں

مولائے قدیر اپنے حبیب ﷺ کے طفیل حضرت کا سایۂ پرضیا ہم اہلِ
سنن کے سروں پر تادیر رکھے ،ان کے فیضان کا موجیں مارتا دریا
قیامت تک جاری وساری رہے اور جامعہ قادریہ کو اسم بامسمّٰی بنا کر رکھے
نیز جامعہ کے معلمین و متعلمین کو تائیداتِ غیبیہ سے نوازے آمین

حقیر وفقیر

غلام رسول رضوی

خادم جامعہ رضویہ تیغیہ روح العلوم کٹیہار

۱۳ ؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

(۲۳)

قاضیٔ شریعت مرجعِ اہلسنت حضرت علامہ مفتی قاضی فضل کریم صاحب
چیف قاضی ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی سعادت
حاصل کرنے کے لئے آج مورخہ ۲۱ ؍ دسمبر ۱۹۹۰ء کو فیضپور حاضر ہوا
وہاں مقتدائے اہلسنت وقارِ دین وملت حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی
صاحب بانیٔ ومہتمم جامعہ قادریہ مقصود پور سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا

حضرت موصوف کے اصرار پر پٹنہ واپس ہوتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے جامعہ قادریہ مقصود پور کی زیارت سے مشرف ہوا آج سے دس بارہ سال پیشتر میں نے اس مدرسہ کی زیارت کی تھی۔لیکن آج اس ادارہ کا نقشہ ہی بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں ہر طرف علم وفضل کی بہار ہی بہار ہے ۔طول وعرض میں پھیلی ہوئی عظیم الشان دومنزلہ عمارت ایک طرف دعوتِ نظارہ دے رہی ہے تو دوسری طرف مہذب اور شائستہ طلبہ قطار درقطار عمارت کے مختلف حصوں میں کھڑے ہیں

چند سالوں میں حضرت مہتمم صاحب نے بالکل نقشہ ہی بدل دیا ہے یہ ساری حیرت انگیز ترقی اور مختلف سمتوں میں ان کی پیش قدمی ،دینی اخلاص اوراعتماد علی الحق کی مونھ بولتی تصویر ہے

معیارِ تعلیم از ابتدا تا دورۂ حدیث ہے۔اس درسگاہ کی سب سے عظیم خصوصیت یہ ہے کہ حضرت مہتمم صاحب نے عربی درسگاہوں کی پرانی روایات کو زندہ رکھا ہے دیندار علما کی پیداوار کا یہ عظیم مرکز، اہلسنت کے عوام وخواص کی گراں قدر توجہات کا مستحق ہے

صمیم قلب کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ مولائے قدیر پردۂ غیب سے ترقی کے وسائل کے دروازے کھول دے۔عمارتوں کی توسیع کے لئے ملحقہ اراضی کی خریداری کا جو منصوبہ حضرت مہتمم صاحب کے پیشِ نظر ہے خدا کرے وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے آمین

والسلام خیر الختام

ارشد القادری

خادم ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ

۲۱ر دسمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعہ

(۲۴)

۲۴ رفروری ۱۹۹۱ء کو حضرت الحاج مولٰینا نسیم الدین رضوی صاحب کی دعوت پر شاعرِ اسلام حضرت جابر اختر نوری سلطانپوری کے ہمراہ جامعہ قادریہ مقصود پور جانے کا اتفاق ہوا اور جامعہ مذکور کے بھرپور معائنہ کا موقع فراہم ہوا

الحمد للہ! جامعہ کی عمارت اور طلبہ کو دیکھ کر بے پناہ مسرت ہوئی یہ سب حضرت علامہ مولٰینا مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ زید مجدہم العالیہ اور ان کے مخلص اعوان کا ثمرہ ونتیجہ ہے

تمام اہلسنت سے گزارش ہے کہ جامعہ کی بھرپور اعانت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ ربّ قدیر بہ صدقہ حبیب علیہ التحیۃ والثناء جامعہ کو مسلکِ اعلیحضرت کا عظیم مرکز بنائے اور غیب سے اعانت فرمائے آمین

فقط والسلام

محمد حسین صدیقی رضوی ابوالحقانی

مہتمم دار العلوم رضائے مصطفی لوکھا مدھوبنی (بہار)

۲۴ رفروری ۱۹۹۱ء بروز یکشنبہ

(۲۵)

۱۲ رفروری ۱۹۹۲ء کو جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اس خطّے میں جامعہ قادریہ اہلسنت کا عظیم مینار ہے۔ اس کی دینی اور ملّی خدمات سے ہر جگہ مذہبِ حق اہلسنت کا پرچم لہرا رہا ہے

جامعہ کی شاندار بلڈنگ، اساتذۂ کرام کی جدوجہد، طلبہ میں اعلیٰ اخلاق اور حسنِ تعلیم وتربیت کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ نمونۂ سلف حضرت علامہ

الحاج مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی بانی و مہتمم جامعہ ہٰذا کی قیادت میں اس گلشنِ علم وعرفان میں رنگ بہ رنگ کے پھول نظر آئے مولیٰ تعالیٰ بجاہِ حبیبہ الاعلیٰ علیہ التحیۃ والثناء اس دینی چمن کو ہتائے دوام عطا فرمائے آمین

والسلام

سعید حسن خاں

جامعہ اسلامیہ رضاء العلوم کنہواں، سیتامڑھی بہار

۱۲ر فروری ۱۹۹۲ء بروز چہار شنبہ

(۲۶)

آج مورخہ ۲۶ر ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ بروز شنبہ کو موضع سنگا چوڑی ضلع سیتا مڑھی میں واقع مدرسہ گلشنِ بغداد کی کانفرنس سے واپسی میں حضرت مولانا الحاج نسیم الدین رضوی صاحب کے اصرار پر جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضری ہوئی خطیب الہند مولانا نصب العین چتر ویدی اور شاعرِ اسلام جناب اختر وحیدی بھی میرے ساتھ ساتھ تھے

ماشاء اللہ وسیع وعریض عمارت، طلبہ کی کثرت، تعلیم وتربیت کا حسنِ انتظام اور 125 بیرونی طلبہ کے قیام وطعام کا معقول نظم ونسق دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا بلکہ بلاشبہہ یہ ادارہ اس علاقے کا واحد ومنفرد ادارہ ہے جس میں بڑے پیمانے پر درسِ نظامی، حفظ وقرأت، اردو ہندی انگلش حساب وغیرہ علوم وفنون کی شاندار تعلیم ہورہی ہے۔ اس کی وجہ وجیہہ یہ ہے کہ یہ ادارہ قصداً ایڈٹ نہیں کرایا گیا تاکہ تعلیم وتعلم بے اعتنائی کا شکار نہ ہوجائے

یہ سب کچھ مناظرِ اہلسنت عالمِ باعمل فاضلِ گرامی شیدائے اعلیٰحضرت

حضرت علامہ مفتی محمد اسلم صاحب رضوی زید مجد ہم وعمت فیوضہم کی

مخلصانہ خدمات اور قطبِ عالم سیدی سرکار مفتیٔ اعظمِ ہند علیہ الرحمۃ

والرضوان کی دعاؤں کا ثمرہ ہے

ربِّ قدیر روز بہ روز ترقی عطا فرمائے اور اراکین ومدرسین ومعاونین کو

دارین میں جزائے خیر سے نوازے۔ امین

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

صغیر احمد رضوی جوکھنپوری

ناظم اعلیٰ الجامعۃ القادریہ (مجوزہ عربی یونیورسیٹی)

رچھا اسٹیشن ضلع بریلی شریف

۲۶ر ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ بروز شنبہ

(۲۷)

آج مورخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۹۳ء بروز جمعہ شمالی بہار کی مرکزی درسگاہ

جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی

اسے حسنِ اتفاق کہا جا سکتا ہے کہ معمارِ ملت رئیس الاساتذہ حضرت

علامہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی بانی ومہتمم جامعہ ہٰذا

ودیگر اساتذہ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا

بہت دنوں سے جامعہ کی تعریف سن رہا تھا ویسے تو کئی اداروں کی تعریف بقلمِ

خود دوسروں سے سننے کا اتفاق ہوا مگر جب قریب سے دیکھا تو اندازہ ہوا کہ

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

مگر یہاں ایسی بات نہیں۔ جامعہ پر نگاہ پڑتے ہی مسلکِ اعلیحضرت

امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مہک سے مشامِ جاں

معطر ہو گئے طلبہ میں سنجیدگی شائستگی اور آداب واخلاق کی پوری خوبیاں

پائی جاتی ہیں۔ غالباً اس کی ترجمانی کسی نے کی ہے ؎

یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

جامعہ کا تعلیمی و تعمیری انتظام، مدرسینِ عظام کی خوش اخلاقی اور وسیع و عریض کھلی فضا میں جامعہ کی شگفتہ عمارت زبانِ حال سے اس حقیقت کا اعلان کرتی نظر آرہی ہے کہ مسلک وملت کی تشنگی اگر بجھانی ہوتو میرے دامنِ کرم میں آجاؤ

ایسے نازک دور میں جبکہ بد مذہبیت پھیل رہی ہے گندم نُما جوفروش مذہب وملت کے نام پر اہلسنت کے افراد پر ڈاکہ ڈالنے کی فکر میں ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ صرف صوبۂ بہار ہی نہیں بلکہ اہلسنت و جماعت سے مربوط ہر اہلِ خیر زیادہ سے زیادہ اس جامعہ کی جانب توجہ دے تاکہ دین کا یہ قلعہ اہلِ ایمان کو باطل کے یلغار سے بچاتے ہوئے دینِ حنیف پر انہیں قائم ودائم رکھ سکے

اس علاقے میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کی ذات بابرکات ایک نعمتِ عظمیٰ ہے جس سے استفادہ کرنے والے شب وروز مستفیض ہورہے ہیں دعا ہے کہ ربُّ العزت اس ادارہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے تاکہ یہ اپنے عزائم کی روشنی میں مزید آگے بڑھ سکے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

محمد مرغوب حسن قادری اعظمی

خادم دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف

۱۴ر جنوری ۱۹۹۳ء بروز جمعہ

(۲۸)

فقیر الحمدللہ جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضر ہوا۔ اس جامعہ کا سنگِ بنیاد

حضور مفتیٔ اعظمِ ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے رکھا

خدا شکر ہے کہ یہ جامعہ آج سنیت کا ایک روشن مینار بن چکا ہے۔ فقیر جملہ احبابِ اہلسنت کو ادارہ مذکور کے ساتھ ہر طرح تعاون کرتے رہنے کی جانب توجہ دلاتا ہے کہ صدقۂ جاریہ میں حصہ لے کر داخلِ حسنات ہوں مولیٰ تعالیٰ اس جامعہ کو ایک عظیم سنّی عربی یونیورسیٹی بنادے جس سے تا دیر لاکھوں تشنگانِ علمِ دین سیراب ہوتے رہیں

کام وہ لے لیجئے تجھ کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

والسلام مع الاکرام

فقیر محمد قمر رضا قادری رضوی غفرلہ

آستانہ عالیہ رضویہ نوریہ حامدیہ جیلانیہ بریلی شریف

۲۵ رذی الحجہ ۱۴۱۴ھ

(۲۹)

آج بتاریخ ۲۵ رمئی ۱۹۹۷ء کو اس فقیر نے سات آٹھ سال بعد جامعہ قادریہ مقصود پور کے جلسۂ دستارِ فضیلت کے مبارک موقع پر جامعہ ہٰذا کی تعمیری اور تعلیمی ترقی کا معائنہ کیا

ماشاء اللہ اس عرصے میں جامعہ نے کافی ترقی کی ہے ایک عظیم رضا ہال کی تعمیر جامعہ کا بہترین کارنامہ ہے۔ مدرسین وطلبہ کی تعداد میں بھی معتد بہ اضافہ ہوا ہے اب یہ مدرسہ اِس علاقے میں سنیت کا سب سے بڑا مرکز کہے جانے کا مستحق ہے

خداوند قدوس، مولینا مفتی محمد اسلم رضوی صاحب کو جزائے خیر دے اور ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے جن کی پُر خلوص کوششوں سے یہ چمن

آباد ہے نیز ان معاونین اور اہلِ خیر حضرات کو فلاحِ دارین نصیب فرمائے جنہوں نے تعمیر و ترقی میں حصہ لیکر حضرت موصوف کا ہاتھ بٹایا اور جامعہ کو اس منزل تک پہنچایا

آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ اس سال ۹؍عالم اور ۳۲؍حفاظ کی دستار بندی ہو رہی ہے فللہ الحمد

فقیر تحسین رضا غفرلہ

۲۵؍مئی ۱۹۹۷ء بروز یکشنبہ

جامعہ قادریہ: چند یادگار تاثرات

{حصّہ دوم}

(۱)

آج دوپہر کو قریب ۱۲؍بجے دن میں جامعہ قادریہ مقصود پور پہنچا اس مدرسہ کے نظم و نسق کو دیکھ کر بہت ہی تعجب میں رہا۔ واقعی یہ مدرسہ سنّی دنیا میں اپنی مثال نہیں رکھتا ہے

فقط احمد حسین

سابق ــــــ مجسٹریٹ سیتامڑھی

مورخہ ۲۰؍جنوری ۱۹۷۴ء

(۲)

میں نے جامعہ قادریہ مقصود پور کو بھرپور تحقیقی نقطۂ نظر سے دیکھا اور دستور العمل کو پڑھ کر پوری واقفیت حاصل کی اور میں مطمئن ہوا کہ دینی

علمی درسگاہوں میں یہ مدرسہ ایک اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔ خدا کا شکر ہے
کہ بزرگوں کی کاوشیں اور قوم کی ہمدردیاں نتیجہ خیز ثابت ہورہی ہیں
ہمدردانِ ملت سے پُرزور اپیل ہے کہ جہاں تک ممکن ہوسکے مدرسہ کی
خدمت ومدد فرمائیں
میں دعا گوہوں کہ جامعہ قادریہ جیسے مبارک ادارے میں چل رہے دینی
تعلیمات کے سلسلے کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ترقی پذیر رکھے (آمین)

فقط خلافت حسین خاں
ہجوگوری تنسکیا آسام
۱۰/اپریل ۱۹۷۴ء

(۳)

آج جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضری کا شرف حاصل ہوا حضرت علامہ
مفتی محمد اسلم رضوی صاحب کی محبت وکشش مجھے یہاں تک لے آئی
جامعہ قادریہ حضرت مولٰینا موصوف کی کاوش و جدو جہد کا نتیجہ ہے
حقیقت یہ ہے کہ اس زمینِ شور میں سنبل و ریحان پیدا کرنا مولٰینا
موصوف ہی کا کام ہے سنیت کی بنیاد کو آپ نے اس علاقے میں مستحکم
کیا ہے اور اس علاقہ کے لوگوں پر آپ نے جتنا احسان کیا ہے اسے
دنیائے سنیت کبھی فراموش نہیں کرسکتی ہے
جامعہ کی عمارت چند پختہ کمروں پر مشتمل ہے جس کے وسط میں دیدہ
زیب انداز میں جامعہ کا نام منقش ہے۔ بچوں کی تربیت حضرت علامہ
موصوف نے بہت اچھی کی ہے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرزندانِ
اُمتِ محمدی ہیں اور سنیت کی چھاپ ان میں پورے طور پر پائی جاتی ہے
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کے صدقے اس دینی

ادارہ کو ترقی عنایت فرمائے اور اس کے ذریعہ سنیت کی ترویج و ترقی کو عام کرے۔ علاقہ کے اہلِ خیر حضرات سے استدعا ہے کہ وہ اس دینی ادارہ کی دامے درمے سخنے امداد کر کے عند اللہ ماجور ہوں

حکیم محمد اسرار الحق
پروفیسر گورنمنٹ طبّی کالج پٹنہ۔ ۳
۱۱ رمئی ۱۹۷۴ء

(۴)

آج جامعہ قادریہ مقصود پور دیکھنے کا موقع ملا اِس مدرسہ کے مدرسِ اوّل اور بانی و مہتمم حضرت علامہ مولٰینا مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے مدرسہ کے سارے کاغذات دکھائے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولٰینا موصوف کی کاوش اور محنت کے نتیجے میں مدرسہ مذکور کو اس قدر فروغ حاصل ہوا ہے
اس کی عمارت بھی بڑی مستحکم ہے جو چند کمروں پر مشتمل ہے اور ۲ رکمروں کی مزید بنیادیں پڑی ہوئی ہیں مدرسِ اوّل نے اس کی تعمیر جلد کرانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت موصوف کی شخصیت ہی ایسی ہے کہ یہ مدرسہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا جائے گا
میری دعا ہے کہ مولٰی تعالٰی مولٰینا مفتی محمد اسلم صاحب کی صحت اور عمر میں برکت دے وہ اس دینی ادارے کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرتے رہیں

محمد سلیمان
ریٹائرڈ منیجر تھانہ بلسنڈ، سیتامڑھی
۲۷ رجون ۱۹۷۵ئ

(۵)

میں کئی بار جامعہ قادریہ مقصود پور میں آنے کا شرف حاصل کر چکا ہوں اور ہر بار اس کی عظمتوں کا قائل ہونا پڑا ہے
اس ادارہ کی بنیاد ۸ رسال قبل ڈالی گئی تھی اس قلیل مدت میں جامعہ نے ترقی کا وہ ریکارڈ قائم کیا ہے کہ عقل حیران ہوکر رہ جاتی ہے۔ در حقیقت یہ اللہ کی برکتوں اور اس کے رسول ﷺ کی عنایتوں کا نتیجہ ہے
جامعہ کی سفید پختہ عمارت مسلمانوں کے اسلامی جذبہ اور گراں قدر ایثار وقربانی کا مظہر ہے تو دوسری طرف طلبہ کی اعلیٰ علمی صلاحیت، ان کا مذہبی رجحان اور ان کی بہترین تربیت یہاں کے معلمین خاص کر مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ کی اعلیٰ کارکردگی اور قابلیت کے زندہ ثبوت ہیں
ازل سے لے کر آج تک دشمنانِ اسلام کی ستم انگیزیاں کم نہیں ہوسکی ہیں

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

آج کے اس دور میں مادّہ پرستوں کی ریشہ دوانیوں اور کچھ اپنے گمراہ کُن خیالات اور بداعتقادی کی بنیاد پر مسلمان پستی کی جانب جارہے ہیں۔ مسلمانوں میں اپنے آقائے نامدار سرورِ کائنات ﷺ کے لئے وہ الفت اور محبت نہیں ہے جو قرونِ اولیٰ اور قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں کا طرّہ امتیاز تھی
ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کو اُسی تعلیم سے روشناس کرایا جائے کہ وہ اصل دینِ مصطفوی سے واقف ہوجائیں اور فرمانِ خداوندی اور فرمودۂ رسول ﷺ کے مطابق حضور کے اُسوۂ حسنہ پر صدق دل سے عمل پیرا ہوں

جامعہ قادریہ مقصود پور اس سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے یہاں سینکڑوں مسلم طلبہ بیک وقت اسلام کی صحیح تعلیم سے مستفیض ہو کر اپنے دلوں کو چراغِ مصطفوی سے منور کر رہے ہیں
میں برادرانِ اسلام سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس ادارہ کی مدد دل کھول کر کریں

خورشید حسن
پروفیسر رانچی یونیورسیٹی
۲ رنومبر ۱۹۷۵ئ

(۶)

میں نے آج جامعہ قادریہ مقصود پور کا سرسری معائنہ کیا۔ میں مدرسہ ہٰذا کے اہتمام و انصرام نیز اس کے نظم درسی و تدریسی سے بیحد متاثر ہوا مدرسہ کا حساب کتاب بہت صاف ستھرا پایا۔ حضرت علامہ مولینا مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ بانی و مہتمم جامعہ ہٰذا کے اخلاص و اخلاق نے مجھ پر اچھا خاصا اثر چھوڑا۔ ادارہ کی ترقی حضرت محترم ہی کی جانفشانی اور لگن و کاوش کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ میں جامعہ کی روز افزوں ترقی کا دل سے خواہاں ہوں

سید محمد عاقل (ایم اے ہاشمی)
نیو منگوریا کالونی، دھنباد
۴ رفروری ۱۹۷۶ء

(۷)

میں آج جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضر ہوا قلیل وقفے میں ادارہ ہٰذا کے

نظم ونسق اور رجسٹروں کو دیکھنے کا موقع ملا۔ مدرسین وطلبہ سے مل کر بیحد مسرت ہوئی۔ بحمدہٖ تعالیٰ یہ مدرسہ بڑی ترقی کی منزل پر ہے۔ تاہم ابھی عمارت نامکمل ہے چند کمرے تیار ہیں اس لئے ہم لوگوں کو اس ادارہ کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اور ترقی عطا فرمائے

محمد رضا نظامی

چندر پورہ، گریڈیہہ

۲۷ / ربیع الآخر ۱۳۹۶ھ بروز چہار شنبہ

(۸)

آج جامعہ قادریہ مقصود پور میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ میری دعائیں اور نیک تمنائیں ادارہ مذکور کے ساتھ ہیں۔ ''مدرسہ بورڈ'' سے اس کا الحاق ہونا چاہیے۔ میں اس مدرسہ کی ہر طرح کی امداد کی پُرزور سفارش کرتا ہوں۔

غلام سرور (پٹنہ)

۳۰ / دسمبر ۱۹۷۹ء

(۹)

آج جامعہ قادریہ مقصود پور کے احاطہ یا بہ الفاظِ دیگر علم وشرف کے رواں دواں چشمہ کے معائنہ کی سعادت اس حقیر کو حاصل ہوئی مدرسہ کی ۹ / کمروں پر مشتمل عمارت تشنگانِ علم وفن کو دعوتِ فضل وشرف دے رہی ہے۔ اساتذہ کو نہایت پُرخلوص اور مستعد پایا خصوصاً درجۂ حفظ وقرأت کو دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہوگئی طالبانِ علم کو تشفی بخش حد تک مہذب اور تحصیلِ علم کا کوشاں پایا الغرض ہر طرح مدرسہ کو ترقی کی راہ پر گامزن پایا

مدرسہ کے غلّہ کے مخزن کا بھی معائنہ کیا جس کی حالت خوب تو ہے مگر خوب تر نہیں ہے۔ اس کی خوبتری ہی پر بچّوں کی اچھی غذا کا انحصار ہے میں نے حضرت علامہ مولٰینا محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ کے پچھلے ریکارڈ کا بھی معائنہ کیا شکرِ ربّ کعبہ ہے کہ حضرتِ والا کی خدمت اب بار آور ہوئی جو بہ شکلِ جامعہ قادریہ موجود ہے

میری پُرزور گزارش اہلِ خیر حضرات سے ہے کہ اِس مدرسہ کی ہر قسم کی امداد فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں

احقر محمد فضل الرحمن
پوپری ضلع سیتامڑھی
۲۶ رذی الحجہ ۱۴۰۱ھ بروز شنبہ

(۱۰)

شادی کی ایک تقریب میں اورائی آنے کا اتفاق ہوا جہاں بانیٔ جامعہ قادریہ مقصود پور حضرت علامہ مولٰینا الحاج مفتی محمد اسلم رضوی صاحب سے ملاقات ہوئی مولٰینا موصوف نے میرے تعلق سے مدرسہ ہٰذا کے معائنہ کا خیال ظاہر فرمایا راقم الحروف کے ساتھ باراتی جماعت سے اور حضرات بھی مدرسہ ہٰذا میں حاضر ہوئے۔ ہم نے جامعہ قادریہ میں تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری پایا بانیٔ مدرسہ کے ہمراہ بعض اراکینِ مدرسہ بھی تھے۔ ہم لوگوں نے بفضلہٖ تعالیٰ تعلیم وتدریس اور صفائی دارالاقامہ پیشاب خانہ وبیت الخلا کا بہتر انتظام دیکھا جبکہ بہت سے مدارس میں اس طرح کے انتظام کی بڑی کمی ہے۔ اراکینِ مدرسہ اور ناظمِ مدرسہ میں اتحاد واتفاق کا مظاہرہ پایا اس طرح کے اتحاد واتفاق کے مظاہرے

اکثر مدرسوں میں نظر نہیں آتے۔ یہ سب ان اراکین کے خلوص نیت اور حضرت مہتمم صاحب کی للہیت کا پتہ دیتا ہے

یہی سبب ہے کہ بہت کم وقت میں بحمد ہٖ تعالیٰ یہ جامعہ ترقی وترویج کی جانب تیزی سے گامزن ہے

میں علاقائی سنی صحیح العقیدہ حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ مدرسہ ہذا کو سنیت کا مرکزی ادارہ بنانے میں اپنے تعاون کے ساتھ حضرت مہتمم صاحب کا ہاتھ بٹائیں کیونکہ اس علاقہ میں ایک مثالی مدرسہ بننے کی صلاحیت بدرجۂ اتم پا رہا ہوں

محمد نادر حسین

سابق ناظم مدرسہ عزیزیہ پوپری بازار، سیتامڑھی

۲۶ ر اکتوبر ۱۹۸۱ء بروز یکشنبہ

☆☆☆

باب ششم: تحریک وتنظیم

شیر بہار زندگی بھر متحرک ومنظم رہے۔ آپ کی مخلصانہ علمی وفکری تحریک وتنظیم کی بدولت جامعہ قادریہ جیسا دین ودانش کا بلند قلعہ تعمیر ہوا۔ اُس کی کئی شاخیں قائم ہوئیں۔ وہیں اُس کے فیضان سے بیشتر اداروں کو نئی توانائی حاصل ہوئی۔ جس کی بنیاد پر ہر چہار جانب علم کی شمع جگمگانے لگی۔ آپ نے جہاں قدم رکھ دیا، حکمت وعرفان کا گلستاں آباد ہو گیا اور ہر طرف قال اللہ قال الرسول کی صدائیں گونجنے لگیں۔ ذیل میں ان علمی مراکز میں سے بعض کی جھلکیاں پیش کی جارہی ہیں، جن کے قیام وتاسیس میں آپ نے کلیدی رول ادا کیا، یا جنہیں آپ نے اپنی نظر وتوجہ سے مشرف فرمایا:

(۱) مدرسہ رفاقت العلوم بلتھی رسول پور:

اس تعلق سے روداد جامعہ بابت ۱۹۷۱ء کی محض وہ عبارت پیش کر دینا کافی ہے جو اُس کے صفحہ دس پر شائع ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا قمر عالم صاحب قادری اُس زمانے میں جامعہ قادریہ میں زیر تعلیم تھے۔ وہ عبارت اُنہیں کے قلم سے ہے اور وہ یہ ہے:

> ”جامعہ کے دستور کے مطابق جامعہ کی متعدد شاخیں قائم ہوئیں، امسال چند دردمندانِ اسلام کی ایما پر بلتھی رسول پور میں حضرت علامہ مفتی محمد اسلم صاحب رضوی، مہتمم جامعہ قادریہ مقصود پور نے عمائدین قریہ کے

سامنے دینی پروگرام کو رکھا، سب لوگوں نے بنظر تحسین پسند کیا۔ ادارہ کا قیام ہوگیا۔ اُس ادارہ کا نام باتفاق رائے عامہ سلطان المناظرین حضرت الحاج الشاہ مفتی رفاقت حسین صاحب قبلہ مفتی اعظم کانپور کے نام پر تبرکاً رکھا گیا۔ ۔۔۔۔۔اراکین کی محنت سے مدرسہ قریبی دنوں میں اِس منزل پر پہنچا ہے کہ دو معلم اور سو طلباء و طالبات تعلیم و تعلم میں منہمک ہیں۔ بچوں کی شبینہ تعلیم کے لیے خازن مدرسہ جناب حافظ عطاء اللہ صاحب رفاقتی مفت کراشن تیل عنایت فرماتے ہیں۔

معلمان

۱۔ جناب مولانا علاء الدین صاحب رضوی

۲۔ جناب ماسٹر محمد حسن صاحب قادری

(روداد جامعہ بابت ۱۹۷۱ء ص ۱۰)

(۲) مدرسہ انصار العلوم، بلسنڈ:

علاقہ تریانی اہل سنت والجماعت کا حساس حلقہ ہونے کے باعث ہمیشہ سے وابستگان مسلک دیوبند کی نگاہ میں کھٹکتا رہا ہے۔ چنانچہ ایک بار قرب وجوار کے تمام بدعقیدے متفقہ کوششوں کے ذریعہ یہاں فتنۂ ضلالت پھیلانے میں مشغول ہوگئے۔ انہوں نے اپنا بے جا اثر ورسوخ قائم کرنے میں بہت سے بیرونی مثلاً ڈھاکہ مشرقی چمپارن کے علمائے دیوبند کا سہارا اور ان کی زوردار خدمات حاصل کرلیں۔ دیوبندیوں نے اُس علاقے میں خطہ بلسنڈ سے اپنی مسلکی سرگرمیوں کا آغاز کرنا چاہا اور سازش کر کے وہاں دو کٹھہ زمین اپنے نام کرلی۔ اب اُس پر اُن کی ایک عظیم درسگاہ کی بنیاد پڑنے والی تھی۔

سب سے پہلے انہوں نے ایک عام نشست رکھ کر لوگوں کو یہ تأثر اور احساس دلایا کہ وہ قوم کے سچے خیر خواہ ہیں اور اُنکا مقصد ایک بامقصد تعلیمی ادارہ قائم کر کے نونہالان اسلام کو ایک تابناک مستقبل عطا کرنا ہے۔ اُن کا جذبہ بڑا شفاف ہے۔ وہ اتحاد بین المسلمین کے

زبردست حامی اور ہر کلمہ گو جماعت کے حقیقی قدردان ہیں۔ الغرض انہوں نے قوم مسلم کی ''زبانی خیر خواہی'' میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا اور علاقہ کے سنیوں کو بہت جلد یہ کہہ کر شیشے میں اتار لیا کہ جب ادارہ قائم ہو جائے گا تو پوری قوم کا مقدر جاگ جائے گا۔

نا آشنا کی تھی نہ کسی آشنا کی تھی

زنجیر کہہ رہی تھی کہ دستک ہوا کی تھی

یہ لوگ بڑی ہوشیاری سے کام لے رہے تھے۔ ان کی مجوزہ اسکیم کے تحت ان کی طرف سے جلسہ سنگ بنیاد کا بہت بڑا پوسٹر طبع ہوا اور جلسہ سے فقط ایک روز قبل اُسے منظر عام پر لایا گیا۔ بشمول بلسنڈ قرب وجوار کے تمام سنی عوام وخواص یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اوپر سے نیچے تک پورا پوسٹر دیوبندی مولویوں کے ناموں سے سیاہ تھا، جس سے یہ صاف ظاہر تھا کہ انہوں نے اہل سنت کو زبردست فریب دیا ہے اور منتظمین ومحرکین جلسہ کا اصل مقصود فقط ''دیوبندیت'' کا تعارف اور اس کے مرکز کا قیام ہے۔

پوسٹر کا یہ انداز دیکھ کر سنیوں کے حلقے میں ہر طرف غم وغصے کی لہر دوڑ گئی۔ ان کی نگاہ میں دیوبندیوں کی سازش مرحلہ اول ہی میں بے نقاب ہو چکی تھی اور آناً فاناً پورا علاقہ سراپا احتجاج بن چکا تھا۔ اُس نازک موڑ پر انہیں دفعتاً شیر بہار کی یاد آ گئی، کیونکہ آپ ہر چہار جانب اسلام وسنیت کے سچے ترجمان و پاسبان تصور کیے جا رہے تھے۔ قاری شاہد رضا صاحب کا بیان ہے:

''حضرت صحن جامعہ میں شیشم کے ایک قدیم درخت کے سایے میں تشریف فرما تھے کہ اچانک بلسنڈ سے سنیوں کی ایک نمائندہ جماعت حاضر خدمت ہوئی۔ اُن حضرات نے مذکورہ پوسٹر پیش کرتے ہوئے گذارش کی، حضور! سنیت کی لاج اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ لہٰذا علاقہ تریانی کے لوگوں پر کرم فرمائیں اور حسب دعوت وہاں چل کر ہمارے دین وعقائد کو زیر وزبر ہونے سے بچا لیں۔ ابھی وہ حضرات کچھ اور بھی کہنا چاہتے تھے کہ شیر بہار نے پوسٹر ایک طرف رکھتے ہوئے

ارشاد فرمایا شاہد! جاؤ مولانا بدیع الزماں صاحب (سابق نائب مہتمم)
کو بلا کر لاؤ، ہم تینوں کو آج ہی بلسنڈ روانہ ہونا ہے کیونکہ پانی سر سے
اوپر گزرنے والا ہے اگر بروقت کوئی تدبیر نہیں کی گئی تو بدعقیدگی کا یہ
سیلاب پورے علاقے میں تباہی مچادے گا۔"

کہتے ہیں کہ اس زمانے میں "ترنگا" نامی موٹر بس اُس روٹ کی بہت مشہور سواری تھی جو دربھنگہ سے چل کر وایا اورائی بلسنڈ تک جاتی تھی۔ اورائی بس اسٹینڈ سے اس کے کھلنے کا وقت ڈھائی بجے دوپہر تھا۔ حضرت نے مولانا بدیع الزماں کو ساتھ لیا اور آئے ہوئے وفد کے ہمراہ ترنگا سے بلسنڈ کے لیے روانہ ہوگئے۔ تقریباً دس کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد "سید پور" میں کچھ لمحات کے لیے گاڑی کے رُکنے کے ساتھ مسافرین اپنی ضروریات سے نیچے اُترے، نائب مہتمم صاحب نے بلسنڈ کا یہ تازہ پوسٹر اب تک نہیں دیکھا تھا۔ وہاں ایک مسلم ہوٹل میں مختصر قیام کے دوران اچانک اُن کی نظر دیوار پر چسپاں پوسٹر پر پڑ گئی، جس کو دیکھتے ہی اُنکا چہرہ متغیر ہوگیا۔ مضطرب ہوکر شیر بہار سے کہنے لیے، حضور! آپ کہاں جارہے ہیں۔ اُس جلسے میں، جس کا اشتہار مکمل طور پر دیوبندیت کا محرک ہے اور جس میں بدعقیدوں کے بڑے بڑے علماء شریک ہورہے ہیں۔

ابھی مولانا موصوف کا اضطراب کچھ ٹھنڈا ابھی نہ ہوا تھا کہ سفید رنگ کی کاریں بلسنڈ کی طرف رواں دواں نظر آنے لگیں، جو دیوبندی مولویوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ شیر بہار نے مولانا کی طرف رخ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حق ہمارے ساتھ ہے۔ لہٰذا بدعقیدوں کی ظاہری چمک دمک اور ان کی کثرت و اجتماع سے ہمیں ہرگز مرعوب ومتأثر نہیں ہونا چاہیے، انشاءاللہ ہم لوگ ہی ان پر غالب آئیں گے۔ بہرحال! حضرت کی معیت میں اہل حق کا یہ مقدس قافلہ بلسنڈ کی سرزمین پر وارد ہوا، اُدھر علمائے دیوبند کی پوری تیاری مکمل ہوچکی تھی۔ جب رات کا اجلاس شروع ہوا تو قاری صاحب کے بقول اچانک ایسی زوردار طوفانی بارش ہونے لگی کہ اجلاس اُسی کی نذر ہوکر رہ گیا۔

شیر بہار کی تشریف آوری سے بلسنڈ کے لوگوں میں نیا جوش وولولہ پیدا ہو چکا تھا۔

انہوں نے آپ کی رہنمائی میں دیوبندیوں کی سازش کے خلاف فوراً مورچہ سنبھال لیا تھا اور ان سے ہر طرح مقابلے کو تیار تھے۔ بالآخر دوسرے روز کی اجلاس کی کارروائی تقریباً نو بجے صبح شروع ہوئی۔ علمائے دیوبند کے چہروں پر مایوسی و نامرادی کے آثار نمایاں ہو چلے تھے۔ اُن کا سارا منصوبہ خاک آلود نظر آ رہا تھا۔ شیر بہار مجاہدانہ طمطراق کے ساتھ اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے، قاری صاحب کی زبان سے نعت پاک کے نورانی اشعار سن کر حاضرین پر وجد طاری ہو گیا۔ علمائے دیوبند خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے اور پھر آخر تک اُن میں کسی کو بھی مجمع سے خطاب کا حوصلہ نہ ہو سکا۔

حضرت کے حکم سے مولانا انصار احمد صاحب بلواوی کو صدر اجلاس ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا بدیع الزماں اور ایک دامودر پوری سنی عالم کو یکے بعد دیگر دعوت سخن دی گئی۔ مگر یہ دونوں بزرگ بکمال ہوش مندی مختصر خطاب کے ساتھ ہی شیر بہار کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ اُس موقع سے شیر بہار کا نہایت پر جوش اور فیصلہ کن خطاب ہوا۔ آپ نے زور دے کر کہا:

> ''اس دیار میں اہل سنت کا کوئی شایانِ شان ادارہ ہونا چاہیے۔ میں تمام حاضرین کی توجہ اس جانب مبذول کراتے ہوئے انتہائی مخلصانہ اپیل کرونگا کہ سب سے پہلے ایسی زمین کا انتخاب کیا جائے جو ہر رُخ سے ادارہ کے نام وقف ہو اور اس پر کسی طور کسی کا دعویٰ باقی نہ رہ جائے۔''

خود آپ کا بیان ہے:

> ''میرے اس اعلان کے ساتھ ہی ''سبو میاں خلیفہ'' نے اپنی اُس ایک کٹھہ زمین سے لوگوں کو روشناس کرایا جو نہایت موزوں جگہ واقع تھی۔ پھر وہ بصد خلوص عرض گزار ہوئے کہ انہوں نے اپنی یہ زمین متذکرہ ادارہ کے لیے وقف کر دی اور آج سے اُن کا اِس پر کوئی ذاتی دعویٰ نہ رہا۔''

حضرت نے سبو میاں کے حق میں ڈھیر سارے کلمات تحسین ادا کیے اور لوگوں کو آگاہ کیا:

''انشاء اللہ! اب اِسی ایک کٹھہ زمین پر ادارہ کی بنیاد ڈالی جائے گی، اُس کے منتظمین وہی لوگ ہوں گے جو سنی صحیح العقیدہ ہوں گے، جن کا رشتہ مسلک اعلیٰ حضرت سے استوار ہوگا۔''

تقریباً دو گھنٹہ آپ کی تقریر دلپزیر کا تسلسل قائم رہا اور نہایت خوش اسلوبی و کامیابی کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔ اس واقعہ کے عینی شاہدین کے بقول صلوٰۃ وسلام کے وقت علمائے دیو بند اپنی جگہ بدستور بیٹھے رہے۔ بعض حضرات نے انہیں بہت سخت سست بھی کہا، مگر جیسے اُن کی غیرت ہی مردہ ہو چکی تھی۔ اجلاس ختم ہوتے ہی حضرت نے اُس موقوفہ اراضی پر اپنے دست مبارک سے ادارہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور اُس کا نام مدرسہ انصار العلوم تجویز فرمایا، اہل سنت کی اِس یادگار عظیم الشان کامیابی پر علاقے میں ہر چہار جانب مسرت وشادمانی کی تجلیات پھوٹ پڑیں، وفور خوشی میں معین خاں ڈرائیور نے آپ کو اپنے کاندھے پر اٹھالیا اور نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ اُسی عالم میں بس اسٹنڈ لے کر آئے۔

(۳) جامعہ رضویہ مصطفویہ گہر دھن پور:

جامعہ قادریہ مقصود پور کے تلمیذ قدیم حضرت مولانا عبدالجبار صاحب باڑاوی کی کوششوں سے جامعہ رضویہ مصطفویہ کا قیام عمل میں آیا۔ اولاً یہ ادارہ مکتب کی شکل میں تھا، مگر شیر بہار کی پرخلوص رہنمائی وسرپرستی کی بدولت رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہو کر ایک مثالی ادارہ کی صورت اختیار کر گیا۔ مولانا باڑاوی کو گہر دھن پور سے مستعفی ہوئے اگرچہ عرصہ ہو گیا مگر ادارہ کو ان کے فوراً بعد ہی حضرت مولانا صوفی فاروق احمد رضوری جیسی قابل اعتماد شخصیت نصیب ہوگئی۔ صوفی صاحب نے ادارہ ہذا کی اُس پرانی روایت کو ہر طرح برقرار رکھا، یہی وجہ ہے

کہ گھردھن پور میں اس مدرسہ کے دم سے مسلک کا کام بحسن وخوبی انجام پا رہا ہے۔

(۴) مدرسہ حبیب الرضا، رامکھتاری:

یہ ادارہ بھی حضرت کی نگاہِ التفات سے عالم وجود میں آیا، مگر اس کے تفصیلی حالات فراہم نہ ہو سکے۔

(۵) جامعہ ضیائیہ فیض الرضا ددری:

موضع ددری سے شیر بہار کو بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ اُس گاؤں میں آپ کا نانیہال بھی ہے اور سسرال بھی۔ آپ کے جدامجد شیخ دلجان علی نے یہاں اپنی ایک شاندار حویلی بھی تعمیر کی تھی اور یہاں کی پچیس بگھہ زمین بھی اُن کے زیر ملکیت رہ چکی ہے۔ شیر بہار علیہ الرحمہ ددری کے حالات اور اس کے مذہبی تقاضوں سے کبھی غافل نہ ہوئے۔ بلکہ مقصود پور میں جہاں آپ نے جامعہ قادریہ کی بنیاد رکھی وہیں آگے چل کر ددری میں بھی ایک تعلیمی ادارہ کے قیام کا ارادہ فرمالیا۔ چنانچہ خود آپ کا بیان ہے:

> ''بات ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء کی ہے۔ ایک بار کسی مجلس میں مولانا محمد عباس صاحب اشرفی رودولوی، مفتی عبدالحلیم صاحب رضوی اشرفی اور میں محمد اسلم رضوی موجود تھے۔ ہم تینوں اشخاص باہمی گفت وشنید کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ ددری میں ایک ادارہ کا قیام نہایت ضروری ہے۔ پھر ہم تینوں نے گاؤں کے لوگوں کو آگاہ کر کے، اُن کے سامنے اِس کی بنیاد بھی رکھ دی اور بحمد اللہ ''فیض الرضا'' کے نام مدرسہ قائم ہوگیا۔ ددری میں علم کی شمع روشن ہوگئی۔''

حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ کے بقول مدرسہ کا ''فیض الرضا'' نام مولانا رودولوی کا تجویز کردہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابتدائی کچھ برسوں تک جامعہ قادریہ کی ہی نگرانی میں مدرسہ فیض الرضا پروان چڑھتا رہا۔ جامعہ قادریہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا الحاج محمد

نسیم الدین رضوی صاحب قبلہ انکشاف فرماتے ہیں:

"مدرسہ فیض الرضا کے لیے ناگپور سے حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب کی مرسلہ رقوم میرے اکاؤنٹ میں جمع رہا کرتی تھیں اور میں حسب ضرورت ددری روانہ کر دیا کرتا تھا یا وہاں کے معلمین خود آ کر لے جایا کرتے تھے۔ وہاں کے لیے معلمین کی تقرری میں بھی جامعہ قادریہ کا اہم رول رہا ہے۔ بعد میں مدرسہ کی وسعت کار کی بنا پر بذات خود ددری میں فیض الرضا کی مجلس منتظمہ تشکیل پا گئی۔ اور ناگپور سے آنے والی رقوم براہِ راست مجلس منتظمہ کو موصول ہونے لگیں۔"

واضح رہے کہ مدرسہ فیض الرضا ددری کے استحکام وبقا نیز اس کی ترقی وکامیابی کی راہیں کشادہ کرنے میں جلسہ عید میلاد النبی ﷺ منعقدہ ۱۹۸۷ء نے بھی اہم کردار نبھایا۔ اس سے پہلے بعض مخالفین کی جانب سے مدرسہ کو بہت مزاحمتوں کا سامنا تھا۔ مسلک دیو بند سے وابستہ گاؤں کے کچھ لوگوں نے ٹھان لیا تھا کہ وہ ادارہ کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ وہ آئے دن نئی نئی باتیں پیدا کر کے ادارہ کو کمزور کرنے کا باعث بنے ہوئے تھے۔

علاقہ بھر کے عوام وخواص کو وہ زمانہ اچھی طرح یاد ہے۔ کہ بالآخر شیر بہار نے مدرسہ فیض الرضا کی فلاح وبہبود اور اس کے خوش آئند مستقبل کے لیے عظیم پیمانے پر جلسے کا انعقاد فرمایا، پھر اس کی تاریخ بھی متعین ہوگئی۔ آپ نے بنفس نفیس علاقائی دورے کیے۔ عوام اہل سنت کو ددری کے حالات سے روشناس کرایا، ان کے اندر قومی حمیت اور ملی جذبات جگائے۔ جلسہ پر خرچ ہونے والے زرِ کثیر کا آپ نے بہت جلد بندوبست فرما دیا۔ جب جلسے کی تاریخ آئی تو پورے علاقے میں جشن کا ماحول ہوگیا۔ گاؤں گاؤں سے لوگوں کا جم غفیر ددری پہنچنے کے لیے نکل پڑا۔ تمام چوک چوراہے اور شاہراہیں نعرہائے تکبیر ورسالت سے گونج رہی تھی۔

تیری باتوں کو چھانا نہیں آتا مجھ کو
تو نے خوشبو مرے لہجے میں بسا رکھی ہے

بعد نماز عشاء پروگرام کا آغاز ہوا۔ مشاہدین کا ماننا ہے کہ اس انداز کی محفل ددری واطراف ددری میں اس سے پہلے یا اس کے بعد آج تک کبھی منعقد نہ ہوئی۔ محدث کبیر شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری کو شیر بہار نے خاص طور سے مدعو کیا تھا۔ علامہ موصوف کی تاریخ ساز تقریر ہوئی۔ متواتر تین گھنٹے تک اُن کی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ انہوں نے عقائد و مراسم اہل سنت کی حقانیت کے جلوے بکھیر دیے۔

میں اُن کے دشت کو سیراب خونِ دل سے کروں
جنہوں نے میرے چمن کا خیال رکھا ہے

شیر بہار نے اُس موقع سے جو عظیم خطبہ دیا اور قوم وملت بالخصوص اہالیان ددری کے لیے بے مثال عملی خاکے پیش کیے ان میں رنگ بھرنا ہی تھا۔ اُس واقعہ کے بعد بانئ فیض الرضا حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ نے اپنی پوری توانائی صرف فرما دی اور اپنی مخلصانہ کاوشوں سے رفتہ رفتہ اُسے ترقی کی اعلیٰ منازل طے کراتے رہے۔ اور بالآخر ''فیض الرضا'' کی پیشانی پر ''جامعہ ضیائیہ'' کا غازہ مل کر چھوڑا۔

(۶) مدرسہ گلشن بغداد، سنگھا چوڑی:

سنگھا چوڑی، ضلع سیتامڑھی میں لوگوں کا مزاج آزادانہ تھا اور اُن پر دن بہ دن صلح کلیت کی چھاپ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ اس موضع سے متصل ''دھرم گاچھی'' سے تعلق رکھنے والے حافظ شبیر القادری صاحب کو شروع ہی سے سنیت کا درد رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے علاقہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کی جوت جگانے کے لیے ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کیا، جس میں حضرت شیر بہار، حضرت مجاہد دوراں، حضرت رئیس القلم اور پروفیسر انجم کمالی صاحب خاص طور سے مدعو ہوئے۔ اس موقع سے پروفیسر صاحب نے بڑی خوبصورت نظم پیش فرمائی، جس کا مطلع تھا۔

اس دھرم گاچھی میں یارو اِک یہی شبیر ہے
دشمنوں کے واسطے جو برہنہ شمشیر ہے

علمائے کرام کی بصیرت افروز تقریروں نے اہل سنت میں ایک نئی روح پھونک دی اور ان کے ایمان واذعان کا گلستان سبز وشاداب نظر آنے لگا۔

شیر بہار کا بیان ہے:

''میں نے اپنے خطاب کے دوران اعلان کیا، یہاں ایک سنی ادارہ قائم ہونا چاہیے تاکہ علاقے کے مسلمانوں کی مذہبی، دینی روایت ہمیشہ قائم رہے اور مسلک اعلیٰ حضرت سے ان کا تعلق کبھی کمزور نہ ہونے پائے۔''

چنانچہ آپ کی آواز پر سب عوام وخواص نے لبیک کہا اور قیامِ ادارہ پر پورا علاقہ متفق وکمر بستہ ہوگیا۔ ''مدرسہ گلشن بغداد'' اُسی عہد کی عظیم یادگار ہے، جو آج بحسن وخوبی اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔

(۷) دارُ العلوم غوثیہ چھندواڑہ:

چھندواڑہ (ایم۔پی) کی سرزمین پر ''انجمن اصلاح المسلمین مسلمانوں کی وہ لائق ذکر کمیٹی ہے جو برسہا برس سے اُس دیار کی تمام انجمنوں کی نگرانی کرتی آرہی ہے۔ اُس کی مجلس عاملہ کے ارکان عام رائے (بذریعہ ووٹنگ) منتخب ہوتے ہیں۔ مقصود پور سے متصل موضع میڈیڈیہہ سے تعلق رکھنے والے جناب حکیم عطاء الرحمن مرحوم (متوفی ۲۰۰۶ء) کی زندگی کا بیشتر حصہ چھندواڑہ میں بسر ہوا ہے۔ موصوف کمیٹی میں گہرا اثر ورسوخ رکھتے تھے۔ انہوں نے کسی موقع سے ایک پروگرام میں شیر بہار کو مدعو کیا۔ اُس اثنا میں حضرت نے وہاں ایک ادارے کے قیام کا مسئلہ لوگوں کے سامنے رکھا، جس کو انہوں نے نہ صرف استحسان کی نظروں سے دیکھا بلکہ اس تعلق سے وہ آپ کی کرم فرمائیوں کے بصد شوق خواست گار ہوئے۔ آپ نے فرمایا!

''ادارہ ضرور قائم ہوگا، مگر اس کی مجلس منتظمہ آزاد ہوگی۔ اس پر کسی کمیٹی یا انجمن کا قدرے عمل دخل نہ ہوگا۔''

عوام وخواص نے حضرت کی یہ تجویز بھی بخوشی منظور کر لی۔ اور اس طرح آپ نے

چھندواڑہ کی سرزمین پر ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھ دی۔ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور میں ''چھندواڑہ میں دارُ العلوم غوثیہ کا قیام'' کے عنوان سے اُس کی مختصر رپورٹ بھی شائع ہوئی۔ (ملاحظہ ہو شمارہ اگست ۱۹۸۶ء)۔

الغرض معلم اول کے طور پر آپ نے مولانا انصار احمد مہیشتھانوی کا انتخاب فرمایا اور ان کے دم سے ادارہ بہت جلد فروغ پا گیا۔ شیر بہار کی ہمیشہ اُسے سرپرستی حاصل رہی۔

بھینی بھینی سی خوشبو اب بھی ساتھ چلتی ہے
جیسے یاد مہکی ہو چاہتوں کے صندل میں

(۸) دارُ العلوم احسانیہ رضویہ فیض القرآن

(موجودہ نام: مدرسہ اشرفیہ رضویہ غریب نواز، شکری):

یہ ادارہ بقول قاری شعیب رضا صاحب، شیر بہار کے حکم پر قائم ہوا۔ چنانچہ وہ اپنے ایک قلمی مضمون میں رقم طراز ہیں:

''دینی تعلیم کے فروغ کے لیے حضرت نے مجھے حکم فرمایا! کہ تم اِس دیار میں ایک دینی ادارہ قائم کرو! میں نے عرض کی، حضور! کس جگہ مدرسہ قائم کیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کٹرا میں زیادہ مناسب رہے گا۔ لوگوں سے رابطہ کرو، اگر زمین مل جاتی ہے تو اُس کی رجسٹری کے دن میں خود آؤں گا۔ رجسٹری خرچ اور تعمیر مدرسہ کی فکر تم نہ کرنا، الغرض ایک زمین کا انتخاب عمل میں آیا۔ مگر خطہ اراضی کم ہونے کی وجہ سے حضرت کو پسند نہ آئی۔ پھر حضرت نے مجھے جامعہ طلب فرمایا اور بعض ضروری گوشے اور ہدایتیں میرے گوش گزار فرمائیں۔ پھر حکم فرمایا فی الحال شکری جامع مسجد میں تعلیمی سلسلہ قائم کرو۔ انشاء ضرور زمین حاصل ہوگی۔ اور ایک دن تم ضرور مدرسہ قائم کرنے میں کامیاب ہوگے۔ پھر فرمایا جو مناسب سمجھ میں آئے،

مدرسہ کا نام رکھ لینا، اصل میں دینی کام ہونا چاہیے۔
چنانچہ مسجد سے تعلیم کا آغاز کردیا گیا۔ اس دوران شکری میں اچھا خاصا دینی ماحول پیدا ہوگیا۔ کئی کامیاب جلسے ہوئے، جلوس محمدی بھی تزک واحتشام کے ساتھ نکالا گیا۔ ۱۳/ مارچ ۱۹۹۹ء عیسوی کو گل گلزار رضویت پیر طریقت حضرت علامہ ڈاکٹر قمر رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کی فیضان العلماء کے توسط سے تشریف آوری ہوئی اوران کی برکت اورشیر بہار کے کرم سے مدرسہ کی زمین بھی حاصل ہوگئی۔ مگر تعمیر نامکمل رہ گئی۔ بورڈ کے امتحان کی تیاری اورمیری دیگر ضروری مصروفیات کے باعث چند ماہ دارُالعلوم بند رہا۔ دسمبر ۲۰۰۰ء مطابق شوال المکرم ۱۴۲۰ھ میں مولانا حیات الرحمن اور مولانا انعام الحق صاحب کی قیادت میں اینٹ کا پایہ دیکر جھونپڑی بنائی گئی۔ پھر ''مدرسہ اشرفیہ رضاء العلوم'' کے نام سے مدرسہ کا بورڈ لگایا گیا۔ چونکہ مولانا حیات الرحمن اور ان کے فریقوں کی زمین تھی، روپے کی قلت کی وجہ زمین رجسٹری نہ ہوسکی۔ مدرسہ کے نئے نام پر وہاں کی عوام اہل سنت نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ''دارُالعلوم احسانیہ رضویہ فیض القرآن'' کی بنیاد پڑچکی ہے۔ لہٰذا مولانا حیات الرحمن کو چاہیے کہ اُسی قدیم نام سے مدرسہ کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔ پھر ایک نشست میں ڈاکٹر زبیر صاحب نے مشورہ دیا کہ قدیم وجدید ناموں میں الجھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مناسب سمجھیں تو ''مدرسہ اشرفیہ رضویہ غریب نواز'' نام پر سب لوگ متفق ہوجائیں اوراُس نام سے جو بورڈ تیار ہوتو ایک طرف اُس میں روضۂ اعلیٰ حضرت کا نقشہ ہوتو دوسری طرف خواجہ اجمیری کے روضے کا نقشہ اور بیچ میں کعبہ وگنبد خضریٰ کا نقشہ ہو۔ چنانچہ اس مشورہ کو

سب نے پسند کیا اور مدرسہ اشرفیہ رضاء العلوم کا بورڈ ہٹا کر اس کی جگہ مدرسہ اشرفیہ رضویہ غریب نواز کا بورڈ لگایا گیا جواب تک قائم ہے۔

پھر شکری کے مسلمانوں کی درخواست پر ۲۲ رفروری ۲۰۰۱ء میں حضور شیر بہار نے اپنے ایک شاگرد مولانا محمد ارشد رضا کیف الحسن قادری کو مدرسہ اشرفیہ رضویہ غریب نواز کے اول مدرس کی حیثیت سے بھیجا، موصوف کئی سالوں تک مدرسہ چلاتے رہے۔ انہوں نے علم دین کی ایسی شاندار خدمت کی کہ بچہ بچہ مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب نظر آتا تھا۔ مولانا کیف الحسن صاحب کے واپس تشریف لے جانے کے بعد شکری جامع مسجد میں ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے اشعار میں ترمیم کر کے اضافہ کیا گیا، جس کی بنیاد پر سوال وجواب ہوئے، پھر یہ معاملہ سرکار شیر بہار کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ کاتب الحروف شعیب رضا، مولانا حیات الرحمن سلمہ، محمد اسعد رضوی عرف چنے اور محمد فاروق صاحب یہ چاروں اشخاص حضرت کی بارگاہ میں حاضر آئے۔ حضرت نے فرمایا! سلام اعلیٰ حضرت ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' ہمارے اکابرین پڑھتے آرہے ہیں، ہم سب مل کر پڑھیں، پھر آپ نے مولانا حیات الرحمن سے فرمایا! وہ اشعار پڑھنے سے منع کر دیجئے جن سے آپس میں نااتفاقی ہو۔ پھر حضرت نے مدرسہ کے تعلق سے ہم لوگوں کو بیداری کی ترغیب دلائی۔ اب حضرت کے قیلولہ کا وقت ہو چکا تھا۔ حضرت نے مختصر سے وقفہ میں سارا مسئلہ حل فرما دیا تھا۔ تقریباً گیارہ بجے دن میں ہم لوگ حضرت کے پاس سے رخصت ہو گئے۔''



باب ہفتم: وعظ وتقریر

آپ کے فن خطابت کی خصوصیات:

خطابت کے فن میں شیر بہار کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ جب آپ وعظ شروع کرتے تو چشم زدن میں محفل کا نقشہ ہی بدل جاتا۔ آپ کا ایک ایک جملہ ایمان وعرفان اور عشق وآگہی کی حسین تفسیر ہوتا تھا۔ آپ کی تقریر میں یہ خصوصیات پائی جاتی تھیں۔

۱۔ دشمنان خدا ورسول کا رد (ردّ وہابیہ) آپ کا خاص موضوع تھا۔

۲۔ آپ کا بیان اول تا آخر قرآن واحادیث سے مزین ہوتا تھا۔

۳۔ اصلاح عقائد واعمال پر پورا زور صرف فرماتے تھے۔

۴۔ انداز گفتگو نہایت سادہ اور عام فہم ہوتا تھا۔

۵۔ آغاز بیان میں اعلیٰ حضرت کے کچھ اشعار ضرور پڑھتے تھے۔

۶۔ اپنی باتیں دِلوں میں اُتارنے کا ہنر بخوبی جانتے تھے۔

ذوقِ خطابت میں نکھار:

آپ کے اندر وعظ وتقریر کا ذوق اس وقت نکھار پر آیا، جب بریلی شریف میں تعلیم کا زریں موقع نصیب ہوا۔ مظہر اسلام کے ہفتہ وار تربیتی پروگراموں میں آپ کی قابل ذکر حصہ داری تھی۔ طلباء کے بیچ آپ کی شعلہ بار تقریروں کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ قرب وجوار میں

جہاں کہیں بھی تقریبات کا انعقاد ہوتا تو آپ سامع کی حیثیت سے ضرور پہنچ جایا کرتے اور بہت شوق سے علمائے کرام کے بیانات سماعت کیا کرتے تھے۔ بالخصوص مفسر اعظم ہند کی تقریروں سے کافی محظوظ ہوا کرتے تھے۔ آپ کا خود بیان ہے:

''میں جیلانی میاں کی ہر مجلس وعظ میں شریک رہتا اور جہاں کہیں جگہ ملتی بیٹھ جایا کرتا تھا۔ اگر کبھی سامعین میں سب سے پیچھے بیٹھا ہوتا تو بھی اُن کی نظر مجھ کو ڈھونڈ لیا کرتی تھی۔ دورانِ وعظ ہی مجھ کو آواز دے کر قریب بلا لیا کرتے تھے اور بار بار میری ہی طرف اُن کی توجہ مبذول ہوا کرتی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اُن کی تقریر کا اصل مخاطب ایک میں ہی ہوں۔''

مفسر اعظم کی اس نوازش نے رفتہ رفتہ آپ کو ایک صاحب طرز خطیب بنا دیا۔ آپ کی گفتگو میں گیرائی و گہرائی پیدا ہو گئی اور آپ ہر موضوع پر بلا تکلف کلام کرنے لگے۔ یہ تو بریلی شریف میں آپ کے شروعاتی دور کی برکات وحسنات تھیں لیکن جب آپ ''شعبۂ تربیت افتاء'' سے وابستگی کے ساتھ مظہر اسلام میں مدرس قرار پائے تو آپ کی معرکہ آرا خطابت کی ہر طرف دھاک بیٹھ گئی۔ مفتیٔ اعظم ہند نے آپ کو اس قدر نوازا کہ بڑے بڑے جلسوں میں وہ اپنے ساتھ لے جانے لگے۔ ہندوستان کے بیشتر مقامات کو دیکھنے اور وہاں کی آب وہوا کو پرکھنے کا یہ نہایت زریں موقع تھا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ مفتیٔ اعظم کے حکم سے خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تو سامعین عش عش کرنے لگتے اور آپ کی کامیاب تقریروں حضور موصوف دل سے دُعائیں دیتے۔

دیکھ آئینۂ گل میں ہے ثمر کا جلوہ
''آج'' میں پرتو فردا بھی چھپا ہوتا ہے

شیر بہار اکثر کہا کرتے تھے:

''وہ دور کیسا تابناک ویادگار دور تھا جب کہ میں سرکار مفتی اعظم ہند وسرکار محدث اعظم ہند کے ساتھ جلسوں میں شرکت کی سعادت حاصل

کیا کرتا تھا۔ محدث صاحب کا معمول تھا کہ اپنی تقریر سے پہلے میری تقریر کا حکم دے رکھا تھا۔ میں خطاب کرتا تو میری تقریر ایک گھنٹہ جاری رہتی۔ پھر وہ اسٹیج پر تشریف لاتے اور خوش ہوکر فرماتے، ماشاء اللہ! ماشاء اللہ! حضرت کی آواز سن کر میں اپنی تقریر ختم کرتا، وہ مجھے دُعاؤں سے نوازتے۔ پھر ان کی تقریر شروع ہوجاتی۔''

کس شیر کی آمد ہے کہ۔۔۔۔۔:

شیر بہار کی تقریروں نے ملک وبیرون ملک جو زبردست ریکارڈ قائم کیا ہے اس کے بے شمار شواہد ہیں، بعض نمونے ملاحظہ ہوں:

(۱) ایک موضوع پر ۴۵ تقریریں:

ایک بار ڈنمارک کے حالیہ گستاخ کی طرح کسی نے کتے کا ایسا نام رکھ دیا، جس سے حضور اکرم ﷺ کے نام پاک کی توہین ہوتی تھی۔ شیر بہار نے سرکار مفتی اعظم ہند کی سرپرستی میں اس گستاخی کے خلاف بریلی شریف کے اندر زبردست مظاہرہ کیا۔ پورے شہر میں خاص خاص مقامات پر ۴۵ اجلاس منعقد کرائے۔ ہر جلسے میں عظمت مصطفےٰ ﷺ پر فکر انگیز تقریریں کیں۔

(۲) ٹانڈہ میں کامیاب تقریریں:

شیر بہار ٹانڈہ نگر میں منعقد ہونے والے سالانہ اجلاس میں ہر سال شریک ہوا کرتے تھے۔ وہاں کے سامعین کو آپ کا خطاب بہت پسند تھا۔ لیکن اُسی اجلاس میں حضرت ابوالوفا فصیحی غازی پوری کی تقریر شروع ہوتی تو مجمع منتشر ہونے لگتا، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:

''بارہویں شریف کے موقع سے کئی بار حضرت فصیحی غازی پوری کے ساتھ ٹانڈہ کے پروگراموں میں مجھ شرکت کا موقع ملا، لیکن یہ عجیب

اتفاق تھا کہ پورے ملک میں گل فشانئ گفتار کے لیے مشہور حضرت فصیحی کو ہر بار میں نے یہی کہتے سنا کہ یہاں اُن کی تقریر کامیاب نہ ہوئی، حالانکہ وہ لکھنؤ کی ٹکسالی زبان بولتے تھے۔ سلطان پور میں میرے قیام کے دوران ایک باران کی آمد ہوئی تو ایسی تقریر فرمائی کہ مجمع مسحور ہوکر رہ گیا۔ بعض دفعہ ان کی باتیں سن کر اس قدر لوٹ پوٹ ہونے لگے کہ معلوم ہوتا کہ سب لوگوں کا ہارٹ فیل ہوجائے گا۔“

(۳) سیوان میں قاری طیب کے خلاف خطاب:

شہر سیوان میں ایک بار قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی آمد ہوئی اور اپنی پوری تقریر میں اہلسنت کے ایمان وعقائد ومعمولات کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا۔ شیر بہار اُن دِنوں چھپرہ میں تھے۔ آپ کو سیوان کی تازہ صورت حال کی اطلاع دی گئی اور ایک عظیم الشان جوابی جلسہ رکھا گیا، اس موقع سے آپ نے اہلسنت کی طرف سے نمائندہ خطاب فرمایا، آپ کا خود بیان ہے:

”سیوان میں میری تقریر کا عنوان بھی بہت دلچسپ تھا، یعنی ”برعکس نام نہند زنگی کافور“ اس موضوع پر میری خوب زوردار تقریر ہوئی اور پھر سیوان میں کبھی قاری طیب دکھائی نہ دیے۔“



باب ہشتم: اصلاح وتذکیر

شیر بہار نے جہاں وعظ وتقریر کے ذریعہ تبلیغ سنیت کا خوشگوار فریضہ انجام دیا، وہیں اسٹیج کا تقدس برقرار رکھنے میں آپ کی نمایاں اور قابل تقلید کارکردگی رہی۔ آپ کے سامنے خطبائے کرام کی بہت محتاط گفتگو ہوا کرتی تھی۔ جلسوں میں علماء ومشائخ پر آپ کی علمی ہیبت مسلم تھی۔ آپ جیسے ہی رونق اسٹیج ہوتے، اکثر خطباء آپ کے احترام میں فوراً مائک چھوڑ دیتے اور اپنی تقریر وہیں ختم کر کے وما علینا الا البلاغ، پڑھ دیتے۔ اگر کسی کی زبان لغزش کی شکار ہوجاتی، کوئی بات خلاف شریعت یا خلاف واقعہ منہ سے نکل جاتی تو آپ فوراً اس کی اصلاح فرماتے اور حق کی وضاحت میں ہرگز نہ چوکتے۔ ذیل میں اسی قسم کے بعض واقعات پیش کیے جارہے ہیں، جن سے آپ کی علمی جلالت کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

(۱) کیا ذکر الٰہی فانی ہے؟:

۶؍رجب المرجب ۱۴۱۰ھ کو بموقع جشن خواجہ غریب نواز ''جامعہ قادریہ مقصود پور'' میں خطیب اودے پور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی تقریر ہوئی، انہوں نے ایک آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا:

> ''ہر چیز فنا ہوجائے گی۔ اللہ باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گا۔ اسی طرح ذکر خدا بھی فنا ہوجائے گا۔ کیونکہ ایک وقت وہ آئے گا کہ اللہ کا کوئی ذاکر نہ رہے، البتہ اللہ کے ساتھ ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو بقا ہے۔

کیونکہ مصطفیٰ کا ذاکر خود خدائے پاک ہوگا، جو باقی ہے۔“

واضح رہے کہ کچھ اِسی قسم کی باتیں ”شانِ خطابت“ میں بھی مولانا مصلح الدین صاحب نے تحریر کی ہیں۔ بہر حال خطیب اودے پور کی تقریر کے بعد شیر بہار مائک پر تشریف لائے اور آپ نے برجستہ فرمایا:

”خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی کی ایک معرکہ آراء تصنیف کا نام ہے، ”دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں“ یہ تو دیوبندیوں کی دیرینہ خصلت تھی کہ وہ بولنے کے باوجود شعور سے بیگانہ ہیں، مگر حیرت ہے کہ یہ بات بعض سنی علماء میں بھی پیدا ہورہی ہے۔ خدا کے ذکر کو فانی بتانا اُسی لاشعوری کا نتیجہ ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کی طرح ذکر خدائے عزوجل بھی باقی رہنے والا ہے۔ کیونکہ اللہ رب العزت بذات خود ذاکر بھی ہے اور مذکور بھی۔ چنانچہ خود قرآن ناطق ہے: لمن الملك اليوم لله الواحد القهار (المؤمن ۱۶) جب ہر چیز فنا ہوجائے گی تو صدائے الٰہی گونجے گی، آج کس کی بادشاہی ہے۔ اس صدائے الٰہی کا جواب دینے والا کوئی نہ ہوگا۔ چنانچہ خود ارشادِ الٰہی ہوگا، ایک خدائے غالب کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدائے پاک ذاکر بھی ہے اور مذکور بھی۔“

(۲) مجاہد دوراں کی تقریر پر حاشیہ:

دارُالعلوم حنفیہ جنکپور دھام، نیپال کا پہلا سالانہ اجلاس، کئی لحاظ سے یادگار ثابت ہوا ہے۔ لوگوں کا ماننا ہے کہ نیپال کی دینی تاریخ میں یہ پہلا عظیم الشان مجمع تھا جو لاکھوں افراد پر مشتمل تھا۔ جس میں اہل سنت کے علاوہ کثیر تعداد میں دیگر مکاتب فکر کے وابستگان بھی سامعین کی حیثیت سے شریک تھے۔ مجاہد دوراں علامہ سید مظفر حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی تقریر گھنٹوں جاری رہی۔ موضوع تھا ”اختیارات مصطفیٰ ﷺ“ اُس دوران بے اختیاری میں اچانک اُن کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا، ”کون کہتا ہے شق قمر معجزہ ہے، یہ معجزہ نہیں بلکہ

اختیار مصطفٰی ہے‘‘ اب تو رونق اسٹیج علمائے کرام یہ جملہ سن کر آپس میں چہ می گوئیاں کرنے لگے۔ یہ ان کے لیے انتہائی نازک موڑ تھا۔ اُن کی حیرانی بتا رہی تھی کہ مجاہد دوراں کی تقریر پر حاشیہ چڑھانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ آخرش علمائے کرام کی نگاہیں شیر بہار پر مرکوز ہوکر رہ گئیں۔ چنانچہ آپ فوراً کھڑے ہوئے اور نہایت محبت کے ساتھ مجاہد دوراں سے یوں مخاطب ہوئے، ’’میاں ایک منٹ! ذرا مائک تو اِدھر بڑھائیں!‘‘ مجاہد دوراں نے بلا تکلف وتوقف مائک آپ کے حوالے کر دیا، اس کے بعد کیا ہوا، آگے کی کہانی خود حضرت کی زبانی سنیے، فرماتے ہیں:

’’میں نے مجمع عام کی طرف رُخ کرتے ہوئے کہا، حضرات! آپ لوگ مجاہد دوراں کے خطاب سے محظوظ ہو رہے تھے اور انشاء اللہ! اس کے بعد بھی آپ کو پوری طرح محظوظ ہونا ہے۔ یہ جو آپ نے اِن سے ابھی شق قمر کا واقعہ سنا اِس تعلق سے آپ چنداں غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ دراصل ہمارے سید صاحب کا مدعا یہ ہے کہ شق قمر حضور اکرم ﷺ کا فقط معجزہ ہی نہیں بلکہ اختیارِ مصطفٰی ﷺ کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔ آیئے! کلمہ پڑھ کر ایمان تازہ کرلیا جائے۔ چنانچہ سید صاحب کی تقریر پر میری اِس خوبصورت حاشیہ آرائی کے بعد محفل میں ہر طرف سے کلمہ طیبہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ میں نے اظہار حقیقت کا جو انداز اختیار کیا تھا، اُس سے علمائے کرام اور مجاہد دوراں بھی بے پناہ خوش ہوئے۔ اس کے بعد میں اپنی جگہ آکر بیٹھ گیا۔ سید صاحب کا جب دوبارہ سلسلہ خطاب جاری ہوا تو ان کی زبان سے ادا ہونے والا پہلا کلمہ کلمہ طیبہ تھا۔ انہوں نے میری تحسین میں بھی چند کلمات ادا کیے۔‘‘

(۳) میاں سن رہے ہیں۔۔۔!:

بمقام بروراج، ضلع مظفر پور ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت

مجاہد دوراں علیہ الرحمہ نے فرمائی۔ دورانِ خطابت حضرت کامل میاں سہسرامی علیہ الرحمہ کی زبان سے ایک ایسا جملہ صادر ہوگیا، جس پر شرعی رو سے توبہ لازم تھا۔ شیر بہار نے صدر اجلاس سے فرمایا، میاں سن رہے ہیں! کیا تقریر ہورہی ہے۔ مجاہد دوراں نے چونک کر کہا، مولانا آپ ہی اصلاح کردیں۔ حضرت نے مسکراتے ہوئے کہا، میاں صاحب صدر اجلاس آپ اور میں اصلاح کروں! اچھا میں ہی کہہ دیتا ہوں۔ بالآخر حضرت کھڑے ہوئے، کامل میاں نے بلاتوقف مائک آپکے حوالے کردیا۔ آپ نے اُن کے اُس جملے کی طرف سامعین کی توجہ مبذول کرائی جس پر شرعی نقطہ نظر سے توبہ لازم تھا۔ پھر آپ نے اصل مسئلہ کی شاندار وضاحت فرمائی، جس سے علمائے کرام جھوم اُٹھے۔ خود حضرت کا بیان ہے:

''میرے کلمات کو حضرت کامل میاں علیہ الرحمہ نے میرے شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور بشمول اسٹیج ساری محفل کلمہ طیبہ کی صداؤں سے گونج اُٹھی۔''

(۴) یہ فریضہ آپ ہی انجام دے سکتے ہیں:

کلکتہ کے ایک جلسے میں حضرت مولانا محب الحق صاحب گونڈوی دورانِ تقریر کچھ ایسے جملے بول گئے، جن کی وجہ سے توبہ لازم تھا۔ چنانچہ شیر بہار نے صدر اجلاس مفتی انیس عالم صاحب سیوانی سے فرمایا! جناب والا کچھ سن رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، سن تو رہا ہوں مگر جہاں تک اصلاح کا تعلق ہے تو یہ فریضہ آپ ہی بخیر وخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ اب شیر بہار کھڑے ہوئے اور مولانا گونڈوی سے مائک لے کر اپنے روایتی انداز میں بڑی خوبصورت اصلاح فرمائی، جس سے حاضرین کا ایمان تازہ ہوگیا۔ (نوٹ: یہ واقعہ حضرت کی مجلسی گفتگو سے ماخوذ ہے جہاں راقم بذات خود موجود تھا۔ محمد نوشاد مقصود پوری کا بیان ہے کہ وہ بھی مذکورہ بالا اجلاس میں موجود تھے)۔

(۵) شاعر مشرق کے مشہور شعر کا تجزیہ:

۱۹۹۸ء میں بنوسار بزرگ، ضلع سیوان میں ''رحمت عالم کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ جس میں

مفتی رجب علی بلرامپوری نے دوران تقریر خاص طور سے علامہ اقبال کا یہ شعر پڑھ کے سنایا ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

شیر بہار نے فوراً کہا:

''یہ شعر اپنے معنی ومفہوم کے اعتبار سے درست معلوم نہیں ہوتا، اس میں خیال فاسد کی عکاسی سمجھ میں آتی ہے۔ لہٰذا علمائے دین کو ایسے اشعار سے پرہیز کرنے کی ضرورت ہے۔''

بلرامپوری صاحب نے اس شعر کی صحت پر بڑی صفائی کے ساتھ یہ دلیل دی:

''میں نے اکابرین کو پڑھتے ہوئے سنا ہے اور خود میں نے بھی بڑے بڑے اسٹیج پر اس شعر کو دہرایا ہے، مگر کہیں اعتراض وارد نہ ہوا۔''

حضرت نے فرمایا:

''محترم! اعتراض وارد نہ ہونا، اس شعر کے قابل اعتراض ہونے کو دفع نہیں کرتا۔ میں حدیث سے ثابت کروں گا کہ یہ شعر معنوی وحقیقی طور پر غلط ہے۔ سید عالم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: مامن مولودٍ یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ اویمجسانہ..... متفق علیہ (مشکوٰۃ المصابیح باب الایمان بالقدر، ص ۲۱)۔ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اُس کے والدین اُسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ واضح ہو کہ ''الفطرۃ'' سے شارحین حدیث نے فطرت اسلامی مراد لیا ہے اور فطرت اسلامی نور سے عبارت ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خاکی یعنی انسان اگر اپنی فطرت پر قائم ہے تو اُس کے نوری ہونے میں کوئی اشکال نہیں رہ جاتا۔ لہٰذا علامہ اقبال کے شعر میں انسان کے نوری ہونے کی نفی سمجھ سے پرے ہے اور حدیث

کے معارض بھی۔"

بانیٔ اجلاس مولانا امتیاز احمد نوری کا بیان ہے:

"شیر بہار کے اِن تنقیدی جملوں کا مفتی بلرامپوری پر گہرا اثر ہوا اور انہوں نے نہایت معذرت کے ساتھ اپنے موقف سے رجوع کیا۔"

(٦) کربلا میں سیدہ سکینہ کے عقد کا افسانہ:

۱۵ر محرم الحرام ۱۴۲۰ھ کو موضع کٹائی، ضلع مظفر پور میں منعقد شہدائے کربلا کانفرنس سے حضرت مولانا محبوب رضا روشن القادری کا خطاب ہوا۔ انہوں نے جیسے ہی یہ روایت بیان کی:

"سیدہ سکینہ دختر امام حسین معرکہ کربلا کے موقع سے سیدنا قاسم شہزادۂ امام حسن کی زوجیت میں آئیں۔"

تو فوراً شیر بہار نے فرمایا:

"جناب والا! جو یہ روایت بیان کر رہے ہیں سراسر غیر معتبر اور واقعہ کے خلاف ہے۔ لہٰذا آپ پر اِس سے رجوع لازم ہے۔"

اُس کے بعد روشن القادری صاحب نے بزبان عربی روایت کے صحیح ہونے کا خیال ظاہر کیا۔ مگر حضرت نے بھی عربی ہی میں جواب دے کر اُن کو اِس تعلق سے خاموش و مطمئن کر دیا۔ اور آخر کار انہوں نے اپنی بات واپس لے لی۔ حضرت کے جانشین حضرت مولانا محمد ارشد رضوی کا بیان ہے:

"والد ماجد نے جواب دیتے ہوئے اپنی وضاحت کے ثبوت میں کئی کتابوں کے نام شمار کرائے اور ان کی عبارتیں پیش فرمائیں۔ انہیں میں سوانح کربلا بھی شامل ہے۔ جو صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی معرکہ آرا تصنیف ہے۔ اسٹیج پر موجود صدرِ کانفرنس معمار ملت حضرت مولانا شبیہ القادری اور دیگر تمام علمائے کرام نے نہایت خوشی کے ساتھ حضرت کے دلائل کو قبول کیا۔"

سوانح کربلا کی عبارت:

"اور ایک صاحبزادی جن کا نام سکینہ ہے اور جن کی نسبت حضرت قاسم کے ساتھ ہوئی تھی اور اُس وقت اُن کی عمر سات سال کی تھی۔ کربلا میں اُن کا نکاح ہونے کی روایت ہے، وہ غلط ہے۔ اُس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ اور کچھ ایسے کم عقل لوگوں نے یہ روایت وضع کی ہے جنھیں اتنی بھی تمیز نہ تھی کہ وہ یہ سمجھ سکتے کہ اہل بیت رسالت کے لیے وہ وقت توجہ الی اللہ اور شوق شہادت واتمام حجت کا تھا، اُس وقت شادی نکاح کی طرف التفات ہونا اِن حالات کے منافی ہے۔" (حاشیہ سوانح کربلا، مطبوعہ بھیونڈی، ص ۸۷)

فتاویٰ رضویہ کی عبارت:

"کربلا میں حضرت قاسم کی مہندی اور شادی والی روایت من گھڑت ہے"

(فتاویٰ رضوی جدید، ج ۲۴، ص ۵۰۱)

(۷) حب الوطن من الایمان کی کوئی اصل نہیں:

بدربنہ، ضلع دربھنگہ کے اجلاس میں کسی خطیب کی تقریر پر تبصرہ کے دوران نقیب جلسہ مولانا غلام مذکر خاں جالوی نے حب الوطن من الایمان پڑھ کر بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ ایک عینی شاہد مولانا اظہر الحسن حبیبی کے بقول 'شیر بہار نے جب یہ سنا تو آپ کو جلال آ گیا اور مائک کے سامنے آ کر فرمایا':

"اِس لاحقہ کا فرمان رسول سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔"

آپ نے یہ بھی مشورہ دیا:

"قوم کا سیاسی لیڈر بننے کے شوق میں زبان کو اس طرح بے لگام نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔"

پھر آپ نے مولانا موصوف اور پورے مجمع کو کلمہ پڑھنے کا حکم دیا۔

حدیث "حب الوطن من الایمان" محققین کی نظر میں:

☆ ملا علی قاری ہروی حنفی رقم طراز ہیں، "حدیث حب الوطن من الایمان لا اصل لہ عند الحفاظ" (المصنوع فی احادیث الموضوع، ص ۱۱، مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: حفاظ حدیث کے نزدیک حدیث ''حب الوطن من الایمان'' کی کوئی اصل نہیں ہے۔

☆ امام سخاوی و امام سیوطی رحمہا اللہ تعالیٰ نے اِس حدیث سے اپنی عدم واقفیت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا، لم اقف علیہ۔ (حاشیہ حوالہ مذکور)

☆ اعلیٰ حضرت ایک شعر پر اعتراض کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''حب الوطن من الایمان نہ حدیث سے ثابت نہ ہرگز اُس کے یہ معنی'' (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۲۰۴، مطبوعہ مبارک پور)

(۸) ایسا انہوں نے کہیں دیکھا ہے؟:

نئ بستی ہوڑہ میں ہر سال منعقد ہونے والے چھٹی رجب شریف کے جلسے میں شیر بہار کی شرکت ہوتی رہی ہے۔ ایک سال کے جلسے میں مولانا ابوالکلام احسن القادری کی تقریر ہو رہی تھی۔ حضرت رونق اسٹیج تھے۔ احسن القادری صاحب نے دورانِ تقریر تبلیغیوں کا رد کرتے ہوئے یہ بات خاص طور سے بیان کی:

''تبلیغیوں کا یہ عجیب شیوہ ہے کہ یہ لوگ مسجدوں میں رہائش پذیر ہوتے ہیں، وہیں کھاتے پیتے اور سو جاتے ہیں، جو فرشتوں کے لیے شدید تکلیف کا باعث ہے۔ دورانِ رہائش ان کے تعفن کو فرشتے منہ سے دور کرتے ہیں۔''

حضرت نے جب یہ سنا تو فوراً آپ نے اُن کو روک کر فرمایا:

''مولانا! یہ کیا بول رہے ہیں؟ ایسا انہوں نے کہیں دیکھا ہے؟''

پھر آپ نے فرشتوں کے تعلق سے کہی گئی بات کی سخت تردید کرتے ہوئے، احسن القادری صاحب کو رجوع کا حکم دیا اور انہیں دورانِ خطاب ذمہ دارانہ طور پر حزم واحتیاط کی تلقین فرمائی۔ (بحوالہ زبانی: مولانا معراج احمد برکاتی، امام نئ بستی ہوڑہ)

(۹) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل:

مولانا محمد معراج برکاتی کے بقول، نئی بستی کے ایک دیگر جلسے میں مولانا احسن القادری صاحب نے ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' کو حدیث رسول کی حیثیت سے پیش کیا۔ تو شیر بہار نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ پھر آپ نے اعلیٰ حضرت کے رسائل کی روشنی میں اپنی شاندار تحقیق سے نوازا۔

حدیث مذکور محققین کی نظر میں:

ملا علی قاری ہروی حنفی تحریر فرماتے ہیں:

"حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، لا اصل له کما قال الدمیری والزرکشی والعسقلانی۔" (المصنوع فی احادیث الموضوع، مطبوعہ لاہور، ص ۱۶، ۱۷)

ترجمہ: دمیری، زرکشی اور عسقلانی کے بقول حدیث ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(۱۰) یہ تو کوئی شرعی ثبوت نہ ہوا:

۱۹۹۵ء میں کرہر ضلع سیتامڑھی کے شہید اعظم کانفرنس میں مشہور خطیب مولانا غلام رسول بلیاوی صاحب مدعو تھے، انہوں نے دوران تقریر اعلان کرتے ہوئے کہا کہ آج ۱۳؍ محرم الحرام ہے۔ مولانا صلاح الدین بنولوی کے بیان کے مطابق حضرت شیر بہار اُس وقت علماء کی قیام گاہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت نے اُن سے فرمایا:

''وہ دیکھئے بلیاوی صاحب کیا بول رہے ہیں! کیا واقعی آج ۱۳؍ محرم الحرام ہے؟ جا کر اُن سے پوچھئے، کیا انہوں نے چاند دیکھا ہے؟ یا کوئی شرعی شہادت اُن کے پاس موجود ہے۔ چاند کے تعلق سے اُن کا یہ اعلان و بیان آخر کس تصدیق کی بنیاد پر ہے۔؟''

چنانچہ بنولوی صاحب فوراً اسٹیج پر پہنچے اور مناسب یہی سمجھا کہ بالمشافہ نہ کہہ کر تحریری

شکل میں اُن سے دریافت کیا جائے ۔ لہٰذا وہ ابھی تحریر لکھ ہی رہے تھے کہ اچانک اُن پر بلیاوی صاحب کی نظر پڑ گئی اور اُنہوں نے اِن کو دیکھ کر کہا، یہ دیکھئے مفتی صاحب آ گئے۔ معلوم نہیں یہ کیا فتویٰ تحریر کر رہے ہیں۔ بلیاوی صاحب کا یہ تنقیدی جملہ حضرت نے قیام گاہ پر سماعت فرمایا اور آناً فاناً اسٹیج پر تشریف لائے۔ حالانکہ قیامگاہ سے اسٹیج کی دوری تقریباً دوسو میٹر تھی، مگر آپ بلا تاخیر اسٹیج پر پہنچے اور بلیاوی صاحب سے پوچھا:

''یہ حقارت آمیز جملہ جوانہوں نے ایک عالم کے حق میں استعمال کیا یقیناً شرعی طور پر قابل گرفت ہے اور کیا چاند دیکھا ہے کہ اسٹیج پر تین محرم الحرام ہونے کی نہ صرف وہ گواہی دے رہے ہیں بلکہ اعلان بھی کر رہے ہیں۔''

بلیاوی صاحب نے جواب دیا:

''چاند تو نہیں دیکھا البتہ اُس کے ہالے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آج تیسری تاریخ ہے۔''

آپ نے فرمایا:

''یہ تو کوئی شرعی ثبوت نہ ہوا۔ چاند کی شہادت اور تاریخ کے تعین میں ہالہ دیکھ کر لگایا گیا اندازہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ لہٰذا پتہ چلا کہ انہوں نے بلا ثبوت شرعی چاند کا اعلان کیا اور اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے ایک عالم کے تعلق سے بطورِ تحقیر جملہ استعمال کیا ، لہٰذا وہ ان دونوں باتوں سے توبہ کریں۔''

بنولوی صاحب کے بقول، بلیاوی صاحب کی توبہ ورجوع کے بعد حضرت شیر بہار نے چاند کے تعلق سے دس منٹ خصوصی گفتگو فرمائی پھر حسب سابق آپ نے بلیاوی صاحب کو خطاب کا حکم دیا۔

(۱۱) 'کیمرا امین' علماء پر حکمرانی کریں:

مئی ۲۰۰۵ء میں منعقدہ ''ملک العلماء کانفرنس'' میں عین صلوٰۃ وسلام کے وقت آپ کو

اسٹیج پر لایا گیا، جس سے مقصود اختتام اجلاس پر آپ سے دُعا کرانا تھا۔ حالانکہ پوسٹر میں مندرجہ ذیل القاب وعنوان کے ساتھ خطیب کی حیثیت سے آپ کا نام شائع کیا گیا تھا، ''فقیہ وقت مناظر اہل سنت شیر بہار حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب، جامعہ قادریہ مقصود پور (مجوزہ عنوان تقریر) اعراس بزرگان دین کی فضیلت''

آپ نے دیکھا کہ ویڈیو کیمرا کے ذریعے محفل کی پوری کارروائی ریکارڈ کی جارہی ہے۔ اور غایت اہتمام کے ساتھ اہل اسٹیج کی تصویریں لی جارہی ہیں۔ شیر بہار کو یہ دیکھ کر ضبط کا یارا نہ رہا، فوراً ایک پرجلال آواز فضائے بسیط میں تحلیل ہوکر رہ گئی۔ ''ٹھہرو! بعد میں دُعا ہوگی۔ جناب والا آپ معمار ملت ہیں کہ مسمار ملت!''

لوگ حضرت کی آمد وآواز پر یکا یک سکتے میں آگئے۔ معمار ملت صاحب نے نہایت معذرت کے ساتھ کہا:

''حضور! میں نے فوٹو لینے والوں کو روکنے کی بہت کوششیں کیں، مگر وہ لوگ باز نہ آئے۔''

آپ نے فرمایا:

''حیرت ہے، نظامت وقیادت آنجناب فرمائیں اور فوٹو والے آپ پر حکمرانی کریں!''

پھر آپ نے علی الاعلان فرمایا:

''یہ ملک العلماء کانفرنس ہے۔ ملک العلماء کون تھے! وہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجلہ تلامذہ وخلفاء میں تھے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے مشن کو فروغ دینے میں تن من دھن کی بازی لگادی تھی۔ مسلک اعلیٰ حضرت ہی اُنکا مقصد حیات تھا۔ مگر یہ کتنی افسوس ناک بات ہے کہ اُنہی کے نام سے منسوب کانفرنس میں مسلک اعلیٰ حضرت کا خون ہورہا ہے۔''

مشہور شاعر جناب دلبر اسلمی و دیگر عینی شاہدین کے بقول پورا مجمع آپ کی اس جرأت وبیباکی پر ششدر رہ گیا۔ منتظمین پر کپکپی طاری ہوگئی اور کیمرہ والوں کو فوراً محفل خالی کر دینا پڑا۔

(۱۲) سلام کے جواب میں ''ومغفرتہ'' کا دُم چھلہ:

جامعہ امام احمد رضا، اسلامپور کے اجلاس میں خطیب اہل سنت حضرت مولانا محمد حسین صاحب ابوالحقانی کا خطاب ہو رہا تھا، اُس درمیان انہوں نے باہم سلام وجواب کا یہ مسئلہ بتایا:

> ''اگر سلام کرنے والا 'السلام علیکم' ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کہے تو جواب دینے والا اِن الفاظ میں جواب دے، 'وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ'''

یہ سنتے ہیں علماء کرام کے جھرمٹ میں اسٹیج پر موجود شیر بہار نے فرمایا:

> '' مولانا ٹھہریے ومغفرتہ کے اضافی کلمہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث وفقہ کی کتابوں میں اِس کا ثبوت ندارد ہے۔''

پھر آپ نے مائک پر کھڑے ہوکر تفسیر خزائن العرفان کا بھی حوالہ پیش فرمایا۔ اور دیگر بہت سی فقہی عبارات کی روشنی میں اپنا مدعا بیان کیا۔

اس واقعہ کے عینی شاہد جانشین شیر بہار حضرت مولانا محمد ارشد رضوی کا بیان ہے:

> ''جلسے سے واپسی پر سب سے پہلے ہم لوگوں نے تفسیر خزائن العرفان کھول کر دیکھی تھی۔ یہ بات مجھے اچھی طرح یاد ہے۔''



باب نہم: رد بدعات ومنکرات

شیر بہار نے بدعات ومنکرات کا قلع قمع کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے اور ہمیشہ بلاخوف لومۃ لائم حق گوئی وحق بیانی سے کام لیا ہے۔ احقاقِ حق وابطالِ باطل کا یہ وصف آپ کی سیرت کا جزو لاینفک بن چکا تھا۔ اس موضوع پر بے شمار شواہد ہیں جن میں سے بعض یہاں نذرِ قارئین ہیں۔

(۱) باتھ اصلی میں ایک نقلی قبر کا قصّہ:

باتھ اصلی سیتا مڑھی میں ایکبار کچھ لوگوں نے ایک فرضی قبر تیار کر کے اس کے گرد عقیدتمندوں کا ہجوم لگانا چاہا تا کہ اس کے ذریعہ مفت ذریعۂ آمدنی ہاتھ آجائے خیر سے اس "کارخیر" میں مجاورین کو ایک مقامی پیر صاحب کی "خصوصی حمایت" بھی حاصل ہوگئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مزار کی تعمیر کا کام زور وشور سے چلنے لگا۔ انہیں ایام میں گاؤں کے ایک شخص جناب محمد سلیم کا انتقال ہوگیا۔ جن کی مجلسِ چہلم میں دیگر علمائے کرام کے ساتھ شیر بہار کا پُر مغز اور ایمان افروز خطاب ہوا۔ آپ نے دورانِ وعظ شرعی مسائل سے آگاہ کرتے ہوئے لوگوں کو سمجھایا کہ "اسلام میں مصنوعی قبر کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اِس قسم کے مزار بنانے والے اور اس کے گرد اکٹھا ہونے والے سب گناہ گار ہیں ان پر توبہ لازم ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ یہاں جو فرضی روضہ تعمیر ہو رہا ہے اس پر نہ صرف پابندی عائد کریں بلکہ سرے سے قبر کو منہدم کر کے اس کا نشان مٹا ڈالیں" شیر بہار کی اِس ہدایت پر لوگوں نے بہ خوشی عمل کیا اور مفتی

ابرارالحسن صاحب نیز بہت سے علاقائی علمائے اہلسنت وعوام نے مصنوعی قبر کے انہدام میں جی کھول کر حصہ لیا قبر مسمار کردی گئی۔مگر خصوصی حمایت دینے والے پیر صاحب نے اپنے چند ہمنواؤں کو ملا کر اپنے ''کارنامے'' کو زندہ کرنے اور قبر کی تشکیلِ جدید کا پختہ ارادہ کرلیا۔ اور آناً فاناً ایک محفل منعقد کر کے انہوں نے ''بزرگوں سے عقیدت مندی'' کے فوائد سمجھاتے ہوئے لوگوں کے جذبات بھڑکانے کی جان توڑ کوشش کر ڈالی مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے۔ کچھ عرصہ بعد فیض پور کی سرزمین پر محدث احسان علی رضوی علیہ الرحمہ کا عرس چہلم منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں مقامی وبیرونی علمائے کرام کی تشریف آوری ہوئی۔

نقلی مزار کی حمایت کرنے والے پیر موصوف بھی ''جلوہ افروز'' ہوئے۔شیر بہار نے علمائے کرام کی ایک خصوصی مجلس کے دوران پیر مذکور سے براہِ راست گفتگو کا آغاز فرمایا مگر اپنے ذریعے انجام دیئے گئے ''کارِ خیر وعزمِ خیر'' کے جواز پر پیر صاحب سے کوئی دلیل نہ بن پڑی۔شیر بہار نے فرمایا ''جناب والا آپ للہ لوگوں کو گمراہ نہ کریں اور یاد رکھیں چونکہ آپ نے کھلّم کھلا حکمِ شرع پامال کیا ہے لہذا آپ پر اس سے علانیہ توبہ لازم ہے'' مگر بجائے تائب ہونے کے پیر صاحب ارشاد فرمانے لگے کہ میں بزرگ گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں اور شریعت وطریقت میری آبائی میراث ہے''شیر بہار نے فرمایا۔حیرت ہے آپ پر کہ اس قدر معزز ہونے کے باوجود توبہ کے اعزاز سے دامن بچانا چاہتے ہیں؟'' شیر بہار کی باتیں سن کر پیر صاحب خاموش تو ہوگئے مگر توبہ کی توفیق اُنہیں میسر نہ آسکی۔

آپ کا بیان ہے:

> ''بعد میں میرے پاس یہ معاملہ لے کر پروفیسر انجم کمالی آئے میں نے پروفیسر صاحب سے کہا کہ پیر صاحب سے جا کر کہئے کہ وہ کم از کم اپنے محلہ کی ''کمالی مسجد'' ہی میں لوگوں کے درمیان اپنے عمل مذکور سے توبہ کرلیں لیکن وہ اس کیلئے بھی تیار نہ ہوئے اور پھر آج تک انہوں نے کبھی توبہ کا نام نہ لیا''

وضاحت:

شیر بہار نے یہ بھی انکشاف فرمایا:

''باتھ اصلی سے تعلق رکھنے والے جناب صوفی اقبال شاہ صاحب کا پیلی بھیت شریف میں انتقال ہوگیا اور وہ وہیں حضرت لطف اللہ میاں علیہ الرحمہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ مگر اقبال شاہ صاحب کے ایک مرید ''نواب میاں'' کے نام سے مشہور تھے۔ نواب میاں نے شاہ صاحب کی شریک حیات کے مرنے کے بعد جہاں باتھ اصلی میں مرحومہ کو سپردِ خاک کیا تھا وہیں اس کے ساتھ ہی شاہ صاحب کا کُرتا وغیرہ رکھ کر شاہ صاحب کی فرضی قبر بھی بنوادی تھی۔ جس سے گمراہی کا شدید خطرہ پیدا ہو چلا تھا۔ اس لئے بروقت اس کا تدارک کیا گیا''

(۲) پندراہی کا مصنوعی مزار:

ایکبار موضع پندراہی ضلع سیتامڑھی میں دوروزہ عظیم الشان تقریبات کا اہتمام ہوا۔ اُن دنوں اس علاقہ میں کسی نامعلوم بزرگ کا بڑا چرچا تھا جن کا روضہ دریا کے کنارے ایک باغیچہ میں واقع تھا۔ شیر بہار نے شبِ اول کے اجلاس میں بڑی حقیقت افروز تقریر فرمائی اور اولیائے عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضل وکمالات نیز ان کے خداداد اختیارات وتصرفات کے کثیر شواہد پیش فرمائے۔ دوسرے روز اُس نامعلوم صاحبِ مزار کا ذکر چھڑ گیا جن کے آستانے پر لوگ حاضر بھی ہونے لگے تھے۔ شیر بہار نے فرمایا:

''حکم شرع یہ ہے کہ کسی بھی قبر پر حاضری سے پہلے یہ علم ضروری ہے کہ یہاں واقعتاً کسی بزرگ یا سنّی صحیح العقیدہ مسلمان کی قبر ہے''

پھر آپ نے باغیچہ میں واقع صاحبِ مزار کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا مگر کہیں سے بھی اس کی تصدیق نہ ہوسکی سب نے بزرگ موصوف سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا بلکہ اُس مزار کو بعض حضرات کا خودساختہ قرار دیا۔ جن کا مقصود اس سے محض اپنی ذاتی منفعت کا

حصول تھا شیر بہار نے برجستہ فرمایا کہ ''ایسی قبر جو بے ثبوت ہو ممنوع وحرام ہے فقہا فرماتے ہیں۔لعن اللہ من زار بلا مزار لعن اللہ من زار شجا بلا روح''۔ (فتاویٰ عزیزی ج ا ص ۲۶۹) قاری شاہد رضا بہوراروی کا بیان ہے کہ اس موقع سے کثیر علمائے کرام مثلاً پیر طریقت شفیق الرحمن سنڈیلوی، مفتی شبیر صابر القادری اندولوی، مولانا اظہر القادری وغیرہم موجود تھے۔کسی نے کہا کہ قبر کھود کر دیکھا جائے۔حضرت نے بلا توقف کھودنے کا حکم دے دیا۔قبر کھودی گئی لیکن کچھ برآمد نہ ہوا۔

جس وقت قبر کھودی جارہی تھی اس وقت لوگوں پر عجیب کیفیت طاری تھی مزار کے مجاورین اور غالی قسم کے عقیدت مندوں کا ایک بڑا ہجوم اس کارروائی کا سخت مخالف تھا۔ان میں بعض حضرات کا ارادہ انتہائی خطرناک تھا انہوں نے مقابلہ کیلئے ہر طرح کے ہتھیار اکٹھا کر لئے تھے۔موقع نازک دیکھ کر تھانے والے بھی اس مقام پر آدھمکے حالات پوری طرح کشیدہ ہو چلے تھے۔شیر بہار بلا خوف وخطر اول سے آخر تک موقع پر موجود رہے جب کچھ برآمد نہ ہوا تو مٹی برابر کر دی گئی۔بعد نماز ظہر پرسونی کے خان برادران کی ایک بڑی جماعت حضرت کی بارگاہ میں حاضر آئی اور ان حضرات نے آپ کی حمایت میں جم کر نعرے لگائے۔

نوٹ: شیر بہار نے فتاویٰ رضویہ کی جن عبارات کی روشنی میں اُس مصنوعی مزار کے انہدام کا حکم صادر فرمایا وہ یہ ہیں۔

(۱) جھوٹا مزار بنانا اور اس کی تعظیم جائز نہیں (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۱۶)

(۲) فرضی مزارات اور اس کے ساتھ اصل معاملہ کرنا بدعت ہے (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۱۵)

(۳) قبر بلا مقبور کی زیارت کی طرف بُلانا اور اس کے لئے وہ افعال کرانا گناہ ہے اور جبکہ وہ اس پر مصر ہو اور یہ اعلان کرار ہا ہو تو فاسق معلن ہے (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۱۵)

(۴) اس جلسۂ زیارتِ قبر بلا مقبور میں شرکت جائز نہیں۔زید کے اس معاملے سے جو خوش ہوں خصوصاً مُمِد ہیں سب گناہ گار وفاسق ہیں قال اللہ تعالیٰ و لا تعاونوا

علی الاثم والعدوان (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۱۵)

(۳) کتاب ''تاریخ نیک فال'' کا قصہ:

۱۹۸۲ء میں ایک بار کسی موقع سے شیر بہار نے سیوان کا دورہ کیا جہاں آپ معمار ملت مولانا شبیہ القادری صاحب کے یہاں قیام فرما ہوئے حجرہ میں ایک نئی کتاب نظر آئی جس کا نام تاریخِ نیک فال تھا ورق گردانی کے بعد پتہ چلا کہ یہ کتاب ''مدرسہ وارث العلوم چھپرہ'' کے احوال وکوائف پر مشتمل ہے مگر اس کے مصنف نے جا بجا اس میں علمائے اہلسنت کے ناموس کونشانہ بنایا ہے اور پس پردہ عقائد سنیہ کی ہنسی اڑائی ہے پھر اس کتاب کا جو حشر ہوا اس کی قدرے تفصیل شیر بہار کی زبانی ملاحظہ ہو، آپ فرماتے ہیں:۔

''اس کتاب سے متعلق سب سے تعجب خیز بات یہ تھی کہ حضرت مولانا شاہ محمد حبیب مرحوم چھپروی کے نواسہ مولوی وارث جمال نے اس کی ترتیب دلائی تھی اور وہ بھی کسی چکڑالوی سے جس کا نام عبداللہ پالوی تھا بہر حال میں نے معمار ملت سے پوچھا یہ کتاب ان کے پاس کیوں آئی ہے کہنے لگے کہ تبصرہ کیلئے آئی ہے میں نے برجستہ کہا کہ وہ اس پر تبصرہ کریں گے یا اس کی تردید؟ وہ خاموش ہو گئے اس واقعہ کے تین روز بعد چھپرہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا مولانا سعید الزماں حمدوی بھی شریک اجلاس ہوئے میں نے پہلے روز ہی بول دیا تھا کہ میں ضرور اس کتاب کے لائق گرفت مشتملات کی علانیہ تردید کروں گا۔

چنانچہ میں نے جلسے میں اُس گمراہ کن کتاب کی تردید میں دوٹوک خطبہ دیا میری گفتگو کی ہیبت سے لوگوں کے دل دہلنے لگے تھے آخر میں مولوی وارث جمال صاحب ''تاریخِ نیک فال'' سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کرنے لگے۔ میں نے کہا وہ کیوں لاتعلق ہونے لگے اس کتاب پر باضابطہ ان کی تقریظ موجود ہے اور یہ تقریظ انہوں نے کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد قلم بند کی ہے میں نے مولوی وارث

جمال صاحب کو حقیقت کا آئینہ دکھاتے ہوئے کہا صد افسوس جس
کتاب میں ان کے پیرومرشد کا تذکرہ اہانت آمیز الفاظ میں کیا جائے
وہ اس کی تصدیق بھی کریں اور اس کی اشاعت میں سرگرم حصہ بھی لیں
۔میری تقریر کا اہل چھپرہ نے فوری اثر قبول کیا اس کے بعد شکر الٰہی ہوا
یہ کتاب آنا فانا چند گھنٹوں کے اندر مارکیٹ سے ناپید ہوگئی اور آج تک
اس کا کوئی سراغ نہ ملا۔"

وضاحت: شیر بہار کے بقول پیر طریقت حضرت شاہ بدرالدین علیہ الرحمہ بہت عرصہ تک مدرسہ وارث العلوم کے مہتمم رہے انہوں نے اپنے دور میں مدرسہ کو کافی فروغ دیا کتاب تاریخ نیک فال میں پالوی نے شاہ موصوف کے بارے میں غالباً یہ لکھا تھا کہ۔۔۔
"ایک مولوی آیا اور مدرسہ کو کسی طرح چلایا"

(۴) جھپہاں مسجد سے ایک امر منکر کا خاتمہ:

غالباً ۱۹۸۴ء میں حضرت کے فرزند دوم وجانشین مولانا محمد ارشد رضوی صاحب کا "مظفرپور میڈیکل کالج" میں علاج چل رہا تھا حضرت اکثر انہیں دیکھنے کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے ایک روز آپ میڈیکل ہی میں تھے کہ جمعہ کا وقت ہوگیا چنانچہ نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے جھپہاں مسجد میں پہنچے دیکھا کہ اذان ثانی اندر سے ہو رہی ہے مولانا عبدالستار رضوی کی وضاحت کے مطابق اس مسجد میں برسوں سے اذان خطبہ اندر ہی ہوا کرتی تھی خطیب وامام بھی راضی تھے وہ ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال دیا کرتے تھے کہ یہ روایت برسوں پرانی ہے جس کو بدلنا ٹھیک نہیں ہے کیوں کہ اس صورت میں زبردست آپسی انتشار کا امکان ہے یہ منظر دیکھ کر شیر بہار کی رگ ایمانی پھڑک اٹھی آپ نے نہایت بلند آواز میں فرمایا:

"یہ کیا ہو رہا ہے اذان خطبہ اندر سے نہیں بلکہ باہر سے ہونی چاہئے"

سارے مصلیان خاموش تھے حضرت نے حکم فرمایا "باہر سے جاکر اذان پکارو" مؤذن لرزتا ہوا باہر گیا اور وہاں سے اذان پکاری گئی نماز ختم ہونے کے بعد لوگوں نے بیک

زبان کہا کہ حضرت کی آمد واقعی ہمارے لئے مبارک ثابت ہوئی کہ ایک امر منکر کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو گیا۔

واضح رہے کہ اس طرح کے منکرات کا آپ نے بیشتر مقامات سے خاتمہ فرمایا ہے جن میں مورشش بھی شامل ہے۔

(۵) ایک نام نہاد پیر کا فتنہ:

دسمبر ۲۰۰۹ء کے اختتام پر خطۂ اورائی میں چھپرہ سے اچانک ایک ''بابا'' کا ظہور ہو گیا جو ''پیر طریقت'' کے لقب سے موسوم ہیں بتایا جاتا ہے کہ موصوف کے ظہور میں ان کے خلیفۂ خاص۔۔۔۔ کا کلیدی رول ہے اس موقع سے خلیفہ صاحب کے زیر اہتمام منعقدہ دو مجالس کا عجیب وغریب منظر دیکھنے میں آیا، مجلسِ ثانی میں خوب زبردست مروجہ قوالی کا پروگرام ہوا جسے محفل سماع کا نام دیا گیا جبکہ اس کے پہلے مجلسِ اول میں خالص واہیات پر مبنی بیانات ہوئے۔ مولانا عبد الستار رضوی کے بقول بابا نے نماز کی خود ساختہ تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا:

> ''نمازیں کئی اقسام کی ہیں مثلاً نماز شریعت، نماز معرفت، نماز حقیقت وغیرہ، جہاں تک نماز شریعت کا تعلق ہے تو اس سے علمائے ظواہر متعلق ہیں بقیہ نمازیں ہم جیسے صوفیوں کا خاصہ ہیں اور ہماری نمازوں کی شان یہ ہے کہ فقط تصور وخیال کے ذریعہ ادا کی جاتی ہیں یعنی دل ہی دل میں پڑھی جاتی ہیں''

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکا لی دیکھ لی

مولانا عبد الستار رضوی کا بیان ہے کہ ۵ رجنوری ۲۰۱۰ء کی صبح کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں یہ نیا فتنہ پھیلایا جا رہا ہے تو شیر بہار نے فوراً اساتذہ جامعہ کو اکٹھا کیا اور فرمایا اس فتنے کا تدارک ضروری ہے حیرت ہے کہ آپ کے حلقے میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور آپ

خاموش ہیں۔ حضرت نے اس نشست میں اپنے تردیدی بیان کے دوران یہ انکشاف فرمایا:

''تمام سلاسل طریقت کا مرجع حضرت سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہ الکریم ہیں اور مولیٰ علی اس درجہ نمازی تھے کہ ہر حال میں نماز کی ادائیگی اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔۔۔۔۔۔۔ جسم میں تیر پیوست ہے، شدت کرب سے نڈھال ہیں مگر جیسے ہی نماز کا وقت آیا ہے انہوں نے نماز کیلئے نیت باندھ لی ہے اور اس میں انہماک کا عالم یہ ہے کہ اپنے مولیٰ عزہ وجل کی عبادت میں دنیا ومافیہا سے بالکل بے نیاز ہو چکے ہیں۔ اسی درمیان تیر نکال لیا گیا اور انہیں خبر بھی نہ ہوئی اب اِسی سے سمجھ لینا چاہئے کہ جو مرجعِ طریقت ہیں ان کی نگاہ میں نماز کس قدر اہم ہے تو اب یقیناً وہی سلاسل، سلاسل طریقت قرار پائیں گے جن میں نماز کو اس کا مرکزی مقام حاصل ہوگا۔ اور درحقیقت وہی حضرات اصحابِ سلاسل یا صوفیہ میں شمار ہوں گے جو نمازی ہوں گے جن کو نماز سے عشق ہوگا مگر یہ کیسے پیر ہیں جو نماز ہی سے منع کرتے ہیں! اور یہ کیسا سلسلہ ہے جس میں نماز کی حقیقی ہیئت ہی سرے سے غائب ہے۔ مرجعِ طریقت حضرت علی نے کس شان سے نماز پڑھی اور یہ دل ہی دل میں پڑھ پڑھا رہے ہیں۔ ولاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ معلوم ہوا کہ یہ پیر طریقت نہیں بلکہ شیطان کے اغوا سے ان کا ضمیر سیاہ ہو چکا ہے ان کا سلسلہ، طریقت سے نہیں بلکہ ضلالت وجہالت سے میل کھاتا ہے لہٰذا اُن کے دامِ تزویر سے بچنے کی ضرورت ہے۔ وہ اور ان کی حمایت کرنے والے اس لائق ہیں کہ ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے مسلمانوں پر فرض ہے کہ نام نہاد سلسلۂ طریقت والے اس فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

اصل طریقت پر مضبوطی سے قائم رہیں''

حسن اتفاق کہ ۷ر جنوری ۲۰۱۰ء کو بعد مغرب حاجی لیاقت حسین صاحب کے پوتے کی تقریب شادی کے موقع پر مقصود پور نوری محلہ میں ایک عظیم الشان محفل میلاد کا اہتمام ہوا شیر بہار نے نشست کے آخر میں سخت جلال کے عالم میں فرمایا:

''اس علاقے میں اس قسم کے فتنے پھیلانے والوں کو ہرگز بخشا نہ جائے بلکہ عملی اقدام کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔''

۲ر مارچ ۲۰۱۰ء کو بعد نماز عشاء ''اورائی گھاٹ'' میں جناب محمد منیف صاحب کی طرف سے میلاد شریف کی مجلس منعقد ہوئی قاری شاہد رضا صاحب کے بقول سامعین کے حلقے میں مذکورہ ''پیر طریقت'' کے خلیفہ بھی موجود تھے۔ دوران تقریر شیر بہار نے تازہ صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''لوگو! مسلمانوں میں اختلاف کا نیا دروازہ نہ کھولو شریعت کے مقابل محاذ آرائی یقیناً ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے، مجھ کو جس قدر گالیاں دینی ہو دے لو میرے خلاف کچھ بھی بکو گوارہ ہے۔ مگر مسلک ومذہب کے خلاف جو بھی آواز اٹھے گی وہ یقیناً میرے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔ میں آخری سانس تک گمراہ گروں کی سرکوبی کرتا رہوں گا یہی میرا مشن ہے اور یہی سنّیت کا تقاضہ بھی''

(۶) بینگری ضلع مظفر پور میں ایک مصنوعی مزار:

بینگری ضلع مظفر پور میں کسی شخص کو ایک خواب نظر آیا کہ یہاں کے قبرستان میں کوئی محو استراحت ہیں اور وہ حکم دے رہے ہیں کہ میرا مزار لگاؤ یہ ۱۹۹۵ء کا واقعہ ہے جب وہ خواب دیکھنے والا صبح کو بیدار ہوا تو اس نے اپنا خواب لوگوں کے سامنے بیان کیا اور پھر کچھ حضرات کے مشورے سے جلد یہ فیصلہ طے پا گیا کہ چونکہ بزرگ موصوف کی قبر بیچ گورستان

میں واقع ہے اور وہاں پر عقیدت مندوں کی آمد ورفت بہت دشوار گزار ہے لہٰذا اس قبر کی مٹی لے کر اس کے بدلے کہیں کشادہ جگہ مزار تعمیر کرنا زیادہ مناسب ہے۔ چنانچہ فوراً اس جانب پیش رفت شروع ہوگئی اور کچھ ہی عرصہ میں مزار کی عمارت پایہ تکمیل کو پہنچ گئی وہاں نیاز مندوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں تقریب عرس کی تاریخ بھی متعین ہوگئی۔ محمد شمیم (شکری) کا بیان ہے کہ:

> ''میں ان دنوں بینگری میں ہی تھا کیونکہ یہ میرے سسرال کا گاؤں ہے بینگری والوں نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں تقریب عرس کی دعوت پیش کر آؤں جیسے ہی میں مقصود پور جا کر دعوت پیش کی تو حضرت نے مزار کے تعلق سے تفصیلات جاننے کے بعد کاغذ قلم طلب فرمایا اور حکم شرعی لکھ کر میرے حوالے کر دیا پھر بولے اگر بے پناہ مصروفیتوں کا فی الوقت سامنا نہ ہوتا تو میں بالضرور وہاں پہنچ کر لوگوں کو بذاتِ خود اس قسم کے خرافات سے منع کرتا۔ بہر حال میں نے مولانا مغفور عالم (بلتھی) کو لکھ دیا ہے کہ وہ میری یہ تحریر مجمع عام کو پڑھ کر سنا دیں اور شریعت کا ہر لحاظ سے پاس وخیال رکھیں''

☆☆☆

باب دہم: بحث ومناظرہ

شیر بہار کو مناظر اہلسنت کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور آپ نے پورے بھارت میں جو مناظرے کئے ہیں ان کی تفصیل بہت طویل ہے بطور نمونہ حسب ذیل روداد قارئین کی نذر ہے:

(۱) احمد آباد میں مناظرہ:

نگینہ مسجد کے سامنے ایک کمرہ میں 15 طلبہ کا قیام تھا شیر بہار بھی انہیں طلبہ میں شامل تھے اسمٰعیل بچھیا نامی دیوبندی مناظر اکثر احمد آباد آیا کرتے تھے شہر میں جگہ جگہ ان کی تقریریں ہوا کرتی تھیں آپ کو بھی ان کی تقاریر سننے کا شوق تھا مولینا حسین احمد ٹانڈوی کے احمد آباد پروگراموں میں بھی آپ شامل رہا کرتے تھے آپ کے دل میں اب بھی دیوبندیت کے تئیں حسن ظن کا شائبہ موجود تھا

لیکن مولوی اسمٰعیل بچھیا نے ایک بار دوران تقریر درود شریف کے تعلق سے ایک ایسی بات کہہ دی جس سے آپ کو زبردست جھٹکا لگا آپ نے محسوس کیا کہ درود شریف کے بارے میں جس کا ایسا گھٹیا عقیدہ ہو وہ جماعت کبھی حق پرست نہیں ہوسکتی آپ نے فوراً ہمیشہ کے لئے دیوبندیت کے تئیں حسنِ ظن سے توبہ کرلی اور اُن سے اس موضوع پر مباحثہ کے لئے تیّار ہوگئے یہاں تک کہ ان کو مناظرہ کا چیلینج کردیا

آپ کے اندر اچانک پیدا ہونے والی اس تبدیلی کا جب مولوی اسمٰعیل صاحب کو

اندازہ ہوا تو وہ بہت گھبرائے۔ شاید وہ آپ کی قوتِ استدلال کے آگے خود کو بے بس محسوس کرر ہے تھے لہٰذا انہوں نے ٹالنے کے انداز میں کہا کہ ایک طالب علم سے مناظرہ کیا کرنا ہے ہاں میں آپ کے چچا شیر گجرات سے مقابلہ کے لئے تیار ہوں

حضرت نے یہ بات منظور کر لی آپ کا مقصد کسی بھی طرح انہیں زیر کرنا تھا آخر کار مولٰینا اسحٰق علی صاحب سے ان کا مناظرہ ہوا پھر جو مولوی اسمٰعیل جی شکست خوردہ وہاں سے بھاگے تو نگر میں ان کی صورت دوبارہ نظر نہیں آئی

بچھیا کی وجہِ تسمیہ:

دیوبندی مناظر مولوی اسمٰعیل کے نام کے ساتھ " بچھیا" کا دم چھلہ بھی اپنے پیچھے ایک عجیب کہانی رکھتا ہے شیر بہار کے بقول ایک بار مرادآباد میں مناظرہ طے پایا اہلسنت کی طرف سے حضور مجاہدِ ملّت جبکہ دیوبندیوں کی طرف سے صدرِ جلسہ یہی مولوی اسمٰعیل منتخب ہوئے۔ بحث کے دوران درج ذیل عبارت دیوبندی مناظر نے اس نیّت سے پڑھ کر سنائی کہ اس کی صفائی میں کچھ لب کشائی کر سکیں:

"اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر و بکر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جملہ حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے" (حفظ الایمان از تھانوی)

صفائی میں ابھی کچھ بولنا ہی چاہتے تھے کہ کسی نے اس مناظر سے "بہائم" کے معنیٰ پوچھ دیئے مولوی اسمٰعیل فوراً پکار اٹھے بہائم کے معنیٰ بچھیا ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ مجمع میں ہر طرف قہقہہ کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور اسی دَم سے ان کا نام اسمٰعیل بچھیا پڑ گیا

(۲) مرادآبادی مولویوں سے تحریری مناظرہ:

بریلی شریف کے دورانِ تعلیم الہ آباد بورڈ کا امتحان دینے کی غرض سے مرادآباد جانے کا اتفاق ہوا جہاں آپ کی ملاقات سینٹر پر ہی مولوی نورالھدیٰ خانپوری سے ہوئی یہ اس

زمانے میں دار العلوم شاہی کے طالب علم تھے علاقائی ہونے کے ناطے ان سے گھنٹوں گفتگو ہوتی رہتی وہ آپ کو اپنی مسجد میں بھی بلاتے اور آپ کی قیامگاہ پر بھی حاضر ہوا کرتے تھے حسنِ اتفاق ایک مرتبہ وہ جب پہنچے تو آپ " حاشية الصاوى على تفسير الجلالين " کے مطالعہ میں منہمک تھے آپ کی نگاہوں کے سامنے اس کتاب میں منقول علامہ بوصیری کے درج ذیل شعر کے مفہوم پر مبنی عبارت تھی

من جودك الدنيا و ضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

عبارت پڑھ کر آپ بے ساختہ جھوم اٹھے کہ علامہ بوصیری کیسا ایمان افروز عقیدہ رکھتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے

شیر بہار، مولوی نور الہدیٰ سے مخاطب ہو کر بولے کہ وہ اس شعر کو نوٹ کریں اور اس کا مفہوم شاہی کے علماء سے معلوم کر کے میرے پاس ارسال کریں۔ ادھر امتحان ختم ہوا اور آپ بریلی واپس ہوئے مولوی نور الہدیٰ نے جواب یہ لکھا کہ آپ سے مل کر طبیعت خوش ہوئی تھی اور آپ کا احترام ایک گونہ دل میں نقش ہو گیا تھا مگر مجھے کیا خبر تھی کہ آپ پر بدعتی رنگ چڑھا ہوا ہے۔

حضرت کو جب یہ خط موصول ہوا تو اس لا حاصل تحریر سے حیرت ہوئی آپ نے ان کو لکھا کہ میں نے کب انہیں اپنی قصیدہ خوانی کو کہا تھا اگر ان میں ذرا بھی علمی رمق ہوتی تو وہ میرے سوال کا جواب تحریر کرتے۔ میں ایک بار پھر ان سے کہوں گا کہ اپنے علما کی مدد سے شعر کا مفہوم ضرور واضح کریں ان کی علمی قابلیت کے اظہار کا ان کے لئے زریں موقع ہے وہ اس سے ہر صورت فائدہ اٹھائیں اور اپنا اصل جواب میرے حوالے کریں

اب کی بار بھی جو انہوں نے جواب دیا تو اس میں بھی وہی اناپ شناپ موجود تھا۔ شعر کے مفہوم کا دور دور تک کہیں پتہ نہ تھا ایک تازہ غضب یہ ڈھایا کہ انہوں نے جہاں بھی حضور پاک کا نام لکھا تو درود و سلام کی جگہ ہر بار صلعم کا لفظ ہی لکھا

شیر بہار لفظ صلعم پر مولوی نور الہدیٰ کی زبردست علمی گرفت فرمائی اور پھر مفصل خط لکھ کر ان کے نام ارسال کیا۔ یہ تحریری سلسلہ آپ کے بقول مہینوں جاری رہا۔ آپ کے سوالات کا خانپوری صاحب کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ بالآخر حضرت نے براہِ راست دار العلوم شاہی کے مفتی واحد رضا کو لکھا کہ ان کے فلاں شاگرد میرے سوالات کا جواب دینے سے عاجز ہیں لہٰذا وہ خود جواب لکھیں؟ شیر بہار نے بہت انتظار کیا مگر مفتی مذکور کی جانب سے کوئی جواب نہ آیا

آخر کار ایک روز خود آپ ان کے دار الافتا تک پہنچ گئے۔ واقعہ یہ کہ مفتی عبد الجلیل (مدھوبنی) نعیمیہ مراد آباد میں طلبہ کی انجمن کے سکریٹری تھے اور اِدھر آپ مظہرِ اسلام میں ان کے ہم منصب تھے۔ مفتی عبد الجلیل صاحب نے انجمن کی جانب سے کوئی پروگرام رکھا جس میں حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ آپ بھی مدعو ہوئے اور جس میں آپ کا بھی خطاب ہوا جب صبح ہوئی تو آپ بعض متعلمینِ نعیمیہ کے ساتھ دار الافتا شاہی پہنچے اس وقت مولوی فخر الدین بخاری شریف کا درس دے کر فارغ ہو رہے تھے اب مسلم شریف کے درس کا موقع آیا اور مفتی واحد رضا نے طلبہ سے عبارت خوانی کرائی زیرِ درس یہ حدیث پاک تھی

حدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس عن داود بن الحصين عن ابى سفيان مولى بن ابى احمد انه قال: سمعت يا ابا هريرة يقول، صلى لنا رسول الله ﷺ صلوة العصر فسلم فى ركعتين فقام ذواليدين فقال اقصرت الصلوة يا رسول الله ام نسيت؟ فقال رسول الله ﷺ {كل ذلك لم يكن} فقال قد كان بعض ذلك يا رسول الله !فاقبل رسول الله ﷺ على الناس فقال {اصدق ذواليدين ؟} فقال نعم يارسول الله ،فاتم رسول الله ﷺ ما بقى من الصلوة. ثم سجد سجدتين هو جالس بعد التسليم

(صحیح مسلم مطبوعہ بیروت کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ ج ۱ ص ۳۷)

مفتی واحد رضا نے حدیث کی تشریح اس طرح بیان کی کہ اگر حضور کو علم غیب ہوتا تو آپ پر نسیان کیوں طاری ہوتا اس سے ثابت ہوا کہ حضور کو علم غیب نہیں

شیر بہار ان سے مخاطب ہو کر بولے کہ ذرا ایک نظر ادھر بھی ہو میں جواب لینے کے لئے حاضر آیا ہوں۔ انہوں نے کہا میں نے آپ کے سوال کا جواب دورانِ درس ہی دے دیا ہے شاید سمجھ گئے ہوں گے۔ مفتی واحد رضا کو پتہ نہ چل سکا کہ یہ بریلی سے آنے والے محمد اسلم رضوی ہیں جن کے سوالات شاہی میں گونج رہے ہیں۔

شیر بہار نے کہا کہ درس کے تعلق سے میں ایک بات کی وضاحت چاہتا ہوں اگر وہ ناراض نہ ہوں تو میں کچھ عرض کرنے کی جسارت کروں؟ مفتی موصوف نے اجازت دے دی۔ آپ نے فرمایا جب تک میرے اور ان کے درمیان باتوں کا سلسلہ جاری رہے طلبہ بیچ میں دخل انداز نہ ہوں

مفتی واحد رضا صاحب نے سب کو تنبیہ کردی۔ آپ نے پوچھا کیا نسیان علم کے منافی ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اب آپ نے ان سے نسیان کی تعریف جاننا چاہی۔ انہوں نے جواب دیا نسیان کا مطلب ہے 'مخزنِ مغز سے کسی چیز کا نکل جانا'

اس کے بعد شیر بہار نے فرمایا جنابِ والا! ذرا یہ بتائیں کہ 'افعالِ ناقصہ' کتنے ہیں؟ وہ بولے کہ سترہ ہیں۔ اور جب شمار کرانا چاہا کان، صار، ظل، بات، اصبح تو انہیں پانچوں کو پانچ مرتبہ پڑھ گئے مگر پانچ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ حضرت نے کہا لگتا ہے کہ ان پر نسیان کا غلبہ ہوگیا ہے جس سے یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں کہ وہ علمِ نحو سے بالکل عاری ہیں۔ اس گرفت پر مفتی واحد رضا صاحب بہت گھبرائے ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا

آخر کار اپنے استاد کی مایوسی و بے بسی دیکھ کر طلبہ مداخلت پر مجبور ہو گئے اور آپ سے گزارش کرنے لگے کہ حضورِ والا! آپ نے تو ہماری گھنٹی ہی اڑا دی اب بس بھی کریں آپ نے فرمایا کمال ہے کہ جن کو علم نحو نہیں آتا وہ شیخ الحدیث کی مسند پر بیٹھے ہیں؟ آخر میں مفتی واحد رضا سے کہا کہ بریلی سے جو محمد اسلم رضوی نے آپ کو سوالات بھیجے ہیں مجھے ان کا جواب

مطلوب ہے۔ بولے کہ ہاں! اسلم کے کچھ سوال انہیں موصول ہوئے ہیں پھر الماری سے انہوں نے کاغذات نکال کر دکھائے۔ آپ نے کہا تو پھر تاخیر کیسی؟ جواب عنایت کریں اور یاد رکھیں کہ مستفتی کوئی اور نہیں ہے بلکہ میرا ہی نام محمد اسلم رضوی ہے

یہ سن کر ان کے ہوش اڑ گئے بہت مشکل سے ان کے منہ سے یہ جملہ نکلا ٹھیک ہے پھر لکھ کر بھیج دیں گے۔ شیر بہار کا بیان ہے کہ آخری دم تک انہوں نے جواب نہیں دیا

(۳) رُڑکی میں مولوی شیخ محمد مئوی سے مناظرہ:

شیر بہار کچھ عرصہ رُڑکی ضلع سہارنپور میں زیر تعلیم رہے تھے اُس دور میں پرنسپل مولوی شیخ محمد مئوی نے نصاب کی تعلیم کے ساتھ دیوبندیت کی تعلیم پر بھی کافی محنت صرف کی تھی لیکن اب آپ کے اوپر سے اس کے اثرات زائل ہو چکے تھے اور آپ کے ذہن وفکر پر حق کا سویرا طلوع ہو چکا تھا۔ اُس گھڑی آپ نے بریلی شریف سے اپنے ایک نئے کیریئر کا آغاز کیا تھا چنانچہ وہیں سے مولوی زبیر احمد کے ساتھ آپ نے کلیر شریف کا سفر کیا پھر ان کو لے کر رُڑکی پہنچے جب مولوی شیخ محمد مئوی سے ملاقات ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ آپ نے برجستہ ان سے کہا کہ انہوں نے جو مجھ کو پڑھایا ہے اس کے رو سے پتہ چلتا ہے کہ باری تعالیٰ کے حق میں امکانِ کذب کا نظریہ درست ہے وہ واضح کریں کہ اس کے حق می ''کذب'' کے تعلق سے کیسا عقیدہ ہونا چاہئے؟ مولوی صاحب بولے ممکن بالذات محال بغیرہ یعنی یہ سمجھو کہ عوارض کی وجہ سے محال ہے۔

شیر بہار نے پھر پوچھا کہ رسول ﷺ کے حق میں کذب کے تعلق سے وہ کیا مانتے ہیں؟ انہوں نے پھر یہی جواب دیا ممکن بالذات محال بغیرہ شیر بہار نے کہا یہ معمہ سمجھ میں نہ آیا وہ تو شرک سے منع کرتے ہیں اور خود ہی شرک کی بولی بول رہے ہیں؟ اللہ ورسول کے بارے میں ایک ہی قسم کا عقیدہ ان کی دی ہوئی سابقہ تعلیم کی رو سے شرکِ جلی معلوم ہوتا ہے اور اس کا ارتکاب کر کے وہ گویا اول درجہ کے مشرک ثابت ہو رہے ہیں

شیر بہار کی اس معقول اور خلافِ امید گرفت پر مولوی صاحب حیرت و بے چارگی کا مجسمہ بن کر رہ گئے اور بہت دیر بعد اس کا جواب دینے کے بجائے فقط اتنا کہ کر چپ ہو گئے کہ اسلم! تمہیں کتنی محنت سے پڑھایا تھا مجھے ہرگز امید نہ تھی کہ تمہارے اندر اچانک یہ انقلاب آجائے گا اور تم بدعتی ہو جاؤ گے

(۴) دھوراجی میں مناظرہ:

دھوراجی کے زمانے میں ایک بار جبکہ آپ اجمیر شریف کے سفر پر تھے 'نولیا' نامی دیوبندی مبلغ کہیں سے آکر جامنگر علاقہ میں اہلسنت کو للکارنے لگے وہ اس خطے میں اپنا رنگ جمانا چاہتے تھے۔ حضرت جب واپس لوٹے اور مبلغ صاحب کی فتنہ انگیزی کا علم ہوا تو آپ نے باضابطہ انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کا تہیہ کر لیا آپ نے ان کی سرکوبی کے لئے احقاق حق کے جذبہ کے تحت مختلف مقامات پر اجلاس منعقد کرائے ہر مقام پر آپ کی مناظراتی تقریریں ہوئیں جس کا اثر یہ ہوا کہ مبلغ صاحب کو اپنے منھ کی کھانی پڑی پھر وہ کبھی میدان میں آنے کی جرأت نہ کر سکے

(۵) چھپرہ میں مناظرہ:

دارالعلوم نعیمیہ سے متصل جامع مسجد میں اکثر نمازی ابتدائے اقامت میں ہی کھڑے ہو جاتے تھے مولانا نعیم الدین علیہ الرحمہ کی اصلاحی کوششیں جاری تھیں۔ مگر بعض لوگوں نے ٹھان لیا تھا کہ وہ انہیں کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ شیر بہار نے دارالعلوم میں بحالی کے بعد فوراً اصلاح کا مؤثر خاکہ تیار کر لیا طلبہ کو ہدایت کی:

> ''آج جمعہ ہے اور انہیں اگلی صفوں میں پہلے ہی سے موجود رہنا ہے انہیں چاہئے کہ ''حی علی الصلوۃ'' پر کھڑے ہوں اور ابتداء میں کھڑے ہونے والوں کو اشارۃً روکنے کی کوشش بھی کریں''

پھر آپ نے مؤذن کو طلب کر کے حکم دیا:

''آج سے خطبہ کی اذان خارج مسجد ہوگی لہٰذا یہ اس کی ذمہ داری ہے
کہ جیسے ہی میری تقریر ختم ہو میرے ممبر انشیں میں ہونے کے ساتھ ہی
وہ باہر سے اذان شروع کردے''

بہر حال جمعہ کا وقت آیا جماعت سے پہلے آپ کی تقریر ہوئی ضمناً آپ نے اقامت کے مسائل پر روشنی ڈالی اور واضح کیا

''جو طریقے شرعی رو سے محمود و مستحسن ہیں جائز ہیں وہ مسلمانوں کیلئے
لائق عمل اور وسیلہ سعادت ونجات ہیں''

پھر جیسے ہی تقریر ختم کر کے آپ ممبر پر گئے کہ آپ کے ہدایت یافتہ مؤذن نے اپنا عمل شروع کر دیا مسجد کے باہر سے سنت کے مطابق اذان کی سدا بہت بھلی معلوم ہوئی نعمت العلماء کو احیائے سنت کا یہ منظر دیکھ کر قلبی سکون ملا خطبہ ختم ہوا طلبہ اپنی اپنی صفوں میں مستعد بیٹھے تھے انہوں نے تکبیر کے دوران حضرت کے ہدایت پر بھر پور عمل کیا انہیں دیکھ کر زیادہ تر حاضرین ان کی پیروی میں بیٹھے رہے پچھلی غلطی دہرانے والے کچھ ہی لوگ رہ گئے تھے۔ جو نماز کے بعد چہ میگوئیاں کرنے لگے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

کچھ دنوں بعد ''گودھرا اسٹیشن'' کے پاس قائم مدرسہ کے ایک مولوی دار العلوم نعیمیہ میں وارد ہوئے اور آپ سے دریافت کیا کہ اگر دو مباح چیزیں جو باہم متضاد ہوں اکٹھا ہو جائیں اور حال یہ ہو کہ ایک پر عمل ہو اور دوسرا غیر معمول ہو تو ایسی صورت میں کس کو اختیار کرنا چاہئے۔ ان کے سوال کا مقصد تھا کہ ''حی علی الصلوۃ'' پر کھڑے ہونے کا عمل متروک اور ابتداء میں کھڑا ہونا معمول ہے اس لئے ابتداء ہی میں کھڑا ہونا اچھا ہے۔ شیر بہار نے جواب دیا:

''ان کے مقدمہ کا ایک حصہ ہی غلط ہے وہ دونوں کو مباح قرار دے
رہے ہیں حالانکہ ایک مباح ہے اور دوسرا مکروہ تحریمی''

مولوی صاحب کو یہ سن کر طیش آ گیا اور جیسے ان کی مناظرانہ حِس اچانک جاگ اٹھی کہنے لگے آپ کے مکروہ تحریمی کے قول پر کوئی دلیل بھی ہے یا کسی خود ساختہ اجتہاد کا کرشمہ

ہے۔شیر بہار نے فرمایا:

''لگتا ہے کہ شرح وقایہ سے جناب کی ملاقات نہیں ہے یہ مسئلہ تو فقہ کی اس مشہور کتاب کے اندر بہت صاف انداز میں موجود ہے''

کہنے لگے''ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا''

انہوں نے صریح طور پر شرح وقایہ میں ہونے سے انکار کردیا آپ نے ایک طالب علم کو اشارہ کیا الماری سے وہ کتاب پیش ہوئی آپ نے کھول کر مولوی صاحب کو یہ عبارت دکھائی۔

يقوم الامام والقوم عند حي على الصلوة (شرح وقایہ ج اول ص۱۳۶) یہ دیکھ کر ان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا پھر بڑی جرأت سے بولے کہ ان کے دعویٰ کا واضح ثبوت اور حضرت کے قول کا بطلان ہدایہ کے اندر ہے شیر بہار کو ان کی کم مائیگی پر قطعی حیرت نہیں ہوئی بلکہ حکم دیا فوراً طالب علم نے ہدایہ حاضر کردی آپ نے بڑے تحمل کے ساتھ مولوی صاحب سے فرمایا: یہ لیں اور دکھائیں اپنے دعویٰ کا واضح کا ثبوت!'' وہ بڑی عرق ریزی کے ساتھ ''واضح ثبوت'' نکالنے میں مصروف ہوئے دونوں جلدیں چھان ماریں مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔حضرت نے فرمایا:

''وہ قیامت تک ثبوت پانے سے قاصر ہی رہیں گے ان کو شاید علم نہیں کہ ہر جزئیہ ہر کتاب میں نہیں مل سکتا''

انہوں نے اپنی خفت مٹاتے ہوئے کہا کہ وہ ''مبسوط سرخسی'' میں دکھائیں گے مگر انہیں تین دن کی مہلت درکار ہے۔شیر بہار بولے۔

''مجھے ان سے کوئی امید نہیں ہے البتہ میں اپنے قول کی مزید وضاحت کے ''مبسوط امام محمد'' کی عبارت پیش کروں گا''

اس مناظرانہ سرگزشت کی آخری کڑی بھی بہت دلچسپ ہے چنانچہ خود حضرت کا بیان ہے۔

''مولوی صاحب اپنی بتائی ہوئی تاریخ میں حاضر نہ ہوسکے البتہ پندرہ دن بعد ان کی آمد ہوئی اس وقت قاری راحت حسین اور دیگر مدرسین

میرے پاس بیٹھے تھے قاری صاحب نے ان سے ان کی ڈگریوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اپنی بہت ساری ڈگریاں شمار کرادیں میں نے کہا ماشاء اللہ مولوی صاحب کے پاس تو ڈگریاں بہت ہیں مگر انہوں نے کون کون سی کتابیں پڑھی ہیں؟ انہوں نے بڑی رعونت کے ساتھ جواب دیا کہ واہ صاحب! آپ نے انہیں طفل مکتب سمجھا ہے؟ میں نے برجستہ کہا انہیں بہ زعم خویش طفل مکتب کا دعویٰ ہے لیکن میں انہیں گوزشتر کے برابر بھی نہیں سمجھتا اس کے بعد وہ ایسا لاجواب ہوئے کہ ان کے منھ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا"

(٦) پریہار میں مناظرہ نما جلسہ:

یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ شیر بہار اپنی عالمانہ عظمت ووقار اور مناظرانہ سرگرمیوں کے باعث ہر طرف ایک لائق فائق شخصیت کے روپ میں پہچانے جارہے تھے آپ کا ادارہ جامعہ قادریہ کامیابی کی ابتدائی منزلوں سے گزر رہا تھا جامعہ کے پلیٹ فارم سے آپ کی آواز دور دور تک محسوس کی جارہی تھی بڑی بڑی کانفرنسوں میں آپ کی شمولیت کو کامیابی کی سند تصور کیا جارہا تھا۔

باغ میں وہ گلِ خوبی جو کبھی جاتا ہے
قدرتِ حق کا عجب رنگ دکھاتا ہے وہ
رخ

آج آپ کی سج دھج لائق دید تھی چہرے بشرے سے جلال فاروقی کی شان ٹپک رہی تھی طلبا آپ کا مزاج دیکھ کر سمجھ گئے کہ ضرور کہیں نہ کہیں مناظرہ ہے۔آج آپ برق خاطف بن کر ایوان باطل پر ٹوٹیں گے گمراہیت آپ کی شعلہ نوائی سے خاکستر ہوگی طلبا خیالات کے تانے بانے بننے لگے اچانک حضرت کی آواز ابھری "جلدی کرو بیگ اٹھاؤ؟" آپکا خادم

خاص آگے بڑھا آپ نے چلتے ہوئے بچوں کو بتایا کہ آج پر یہار میں جلسہ ہے۔

اُدھر "پر یہار ہائی اسکول" کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا بارہویں شریف کی فصل بہار ہر طرف رنگ ونور برسا رہی تھی جلسہ کے اہتمام میں اسٹوڈنٹس کا سرگرم حصہ تھا وہ ہر قسم ومزاج کے تھے کوئی سنی تھا تو کوئی دیوبندی۔ اس لئے خطیب کی حیثیت سے جہاں شیر بہار مدعو ہوئے دیوبندی علماء کو بھی دعوت دی گئی لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے آس پاس کی تمام آبادی ٹوٹ پڑی تھی مزے کی بات یہ ہے کہ شیر بہار کے ایک ہم سبق ساتھی مولوی مجاہد الاسلام قاسمی اپنے گروپ کے علماء کی بذات خود نمائندگی کر رہے تھے سنی عوام کی اکثریت کے باوجود اسٹیج پر علمائے دیوبند کا ہی قبضہ تھا ان کی خفیہ پلاننگ کے تحت یہ طے پایا کہ حضرت کی تقریر پہلے ہی مرحلہ میں کرادی جائے اور عوام کو یہ تأثر دیا جائے کہ آپ کی تقریر کے بعد قیام وسلام اور فاتحہ کی رسم ادا نہ ہوئی پھر وہ لوگ اپنے ڈھنگ سے پروگرام کو ختم کریں گے اتفاق سے جلسے کی صدارت کا سہرا بھی کسی غیر سنی مولوی ہی کے سر تھا۔

بہرحال جلسہ کا آغاز ہوا ایک دو تقریریں ہو چکنے کے بعد شیر بہار اپنی روایتی شان وشوکت کے ساتھ اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے سوچی سمجھی اسکیم کے تحت آپ کے نام کا اعلان کر دیا گیا مختصر تمہید کے دوران آپ نے اپنے مجاہدانہ انداز میں لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

"یہ جلسہ رسول پاک ﷺ کی ولادت باسعادت کے ذکر پاک سے منسوب ہے اور ذکر پاک ہم سنیوں کا مقدر ہے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

یاد رہے کہ اس قسم کے جلسے اہلسنت کو ہی زیب دیتے ہیں اس لئے کوئی دیوبندی ہمارا صدر اجلاس کیسے ہو سکتا ہے؟ میں اسٹیج پر موجود ایک سنی عالم مولانا تبارک حسین صاحب کو اپنے جلسے کا صدر نامزد کرتا ہوں وہ بتائیں کیا انہیں صدارت قبول ہے؟"

موقع چونکہ بہت نازک تھا لہٰذا موصوف نے اپنی رضامندی ظاہر کردی اور مجمع سے فلک شگاف نعرے بلند ہونے لگے شیر بہار نے ڈیڑھ گھنٹہ خوب جوش میں آکر سامعین کو خطاب کیا تقریر کے اختتام پر جو کلمات ادا کئے وہ تاریخ کی پیشانی پر جھومر کی شکل میں ہمیشہ دعوت نظارہ دیتے رہیں گے آپ نے ارشاد فرمایا:

''اب محمد اسلم رضوی کی تقریر ختم ہورہی ہے لہٰذا آؤ اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ میں صلوۃ وسلام کیلئے کھڑے ہوجاؤ اور جھوم کر پڑھو

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام''

پورا مجمع کھڑے ہوکر صلوۃ وسلام کی ڈالیاں نچھاور کرنے لگا اہلسنت کی اس فتح مبین پر ہرطرف شادمانی کی لہر دوڑ گئی علمائے دیوبند اپنی شرمناک شکست کا داغ دور کرنے کیلئے جان توڑ کوشش کرڈالی مگر لوگ منتشر ہونے لگے۔

ریت کے کتنے محل ہم نے بنائے لیکن

ایک دیوار بھی یاروں سے نہ تعمیر ہوئی

دوسرا قابل ذکر منظر اس وقت دیکھنے میں آیا جب شیر بہار فاتحانہ انداز میں اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹنے لگے اثنائے راہ میں ایک ہیولیٰ نظر آیا ادھر قاسمی صاحب خراماں خراماں اپنی قیام گاہ سے چلے آرہے تھے شاید اپنے مولویوں کا عبرت ناک حشر دیکھنے کا شوق اچانک ان پر سوار ہوگیا تھا جیسے ہی ان کی نظر شیر بہار کے اوپر پڑی آپ کی علمی ہیبت سے انکا پورا وجود کانپ اٹھا آپ نے پوچھا کون؟ وہ دبے ہوئے الفاظ میں بولے وہ مجاہد الاسلام ہیں۔شیر بہار کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ بکھر گئی برجستہ فرمایا:

''مجاہد الاسلام (اسلام کا مجاہد) وہ ہیں کہ ہم ہیں''۔

یہ کہا اور آگے بڑھ گئے ادھر قاسمی صاحب جب جلسہ گاہ پہنچے تو اُنہیں وہ دردناک منظر دیکھنے کے بعد بڑی مشکل سے اپنی آنکھوں پر اعتبار آیا، مجمع بہ زبانِ حال یہ پیغام دے رہا تھا۔

عکسِ خوشبو ہوں بکھرنے سے نہ روکے کوئی
اور بکھر جاؤں تو مجھ کو نہ سمیٹے کوئی

(۷) ڈومٹھا دیناجپور میں مناظرہ:

ڈومٹھا ضلع مشرقی دیناجپور میں بدعقیدہ مولویوں کی شرانگیزیاں نقطۂ عروج پر پہنچ چکی تھیں وہ رہ رہ کر علمائے اہلسنت کو للکار رہے تھے۔ انہوں نے اپنے علماء کے فضل میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ جامعہ قادریہ مقصود پور میں زیر تعلیم بنگالی طلبہ (مثلاً مولوی انصار علی، مولوی ہاشم علی) کو خبر آئی کہ ان کا علاقہ ان دنوں دیوبندیوں کے نشانے پر ہے۔ طلبہ نے اس سلسلہ میں حضرت کو کئی خطوط دکھائے جو اُن کے گاؤں سے انہیں موصول ہوئے تھے۔

شیر بہار نے دیوبندیوں کے فتنوں کی روک تھام ضروری سمجھتے ہوئے ڈومٹھا پہنچنے کی تیاری مکمل کر لی۔ ادھر حضور مجاہد ملت کی بھی آمد ہو چکی تھی۔ نیز مالدہ کے سنّی علماء بالخصوص مولانا مقیم الدین اور مولانا سیف اللہ صاحبان وہاں حاضر ہو گئے تھے۔ دیوبندیوں کی جانب سے ان کے مولویوں کا قافلہ پہلے ہی سے قہر ڈھا رہا تھا کمک کے طور مزید تازہ دم علماء کا نزول ہوا۔ مناظرہ گاہ میں ہر مکتبِ فکر کے لوگ موجود تھے۔ اپنے اپنے اسٹیج پر دونوں گروہ کے علماء حاضر ہوئے۔ جلسے کی کارروائی سے پہلے دیوبندیوں کے اسٹیج سے ان کے صدر اور مناظر کے ناموں کا اعلان ہوا جبکہ علمائے اہلسنت کی طرف سے یہ خوش خبری نشر ہوئی کہ آج جلسے کی صدارت مجاہد ملت فرمائیں گے اور مناظر کی حیثیت سے مفتی محمد اسلم رضوی ہمارے بیچ موجود ہیں۔

پھر کیا تھا سنّی اسٹیج سے تلاوت قرآن کی صدائے پُرکیف بلند ہوئی شیر بہار نے اپنی گفتگو کے آغاز میں دیوبندی علمائے اکابرین کی (ان کی کتب میں موجود) کفریات شمار کرائیں آپ نے خم ٹھونک کر اعلان کیا کہ علمائے دیوبند کو ہم انہیں کفری عبارتوں کی بنیاد پر کافر گردانتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہماری حریف جماعت اپنے اکابرین کو مسلمان سمجھتی ہے تو اب مُناظرِ دیوبند کا فرض ہے کہ ان کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔

اس کے بعد مناظرِ دیو بند کھڑے ہوئے ان کی بدحواسی ان کے چہرے سے ظاہر تھی۔ تھوڑی دیر تک سامعین کو ادھر ادھر کی باتوں میں الجھائے رکھا مگر شیر بہار کی باتوں کا جواب دینے سے آخر تک قاصر رہے۔ اور اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئے۔ اب پھر شیر بہار کی باری تھی۔ آپ نے اپنی گفتگو کے دوران مناظرِ دیو بند کی شدید گرفت فرمائی اور ان کی بد دیانتی و بیجا کلامی پر کلام کرتے ہوئے ان کے مولویوں کی برسوں سے جاری عادتِ مخصوصہ کا ذکر کیا۔ آپ نے کہا:

''یہ محفلِ مناظرہ ہے۔ اس کے اصول وضوابط کی پاسداری بہر حال فریقین پر لازم ہے۔ علمائے دیو بند کے خلاف ہمارا جو الزام ہے وہی آج کے مناظرہ کا موضوع بھی ہے۔ لہٰذا ہمارے حریف کو لایعنی باتوں سے گریز کرتے ہوئے اصل الزام پر اپنی صفائی پیش کرنا چاہئے اور اپنے اکابرین کا اسلام ثابت کرنا چاہئے۔ ان کی عاجزی بتارہی ہے کہ علمائے اہلسنت اپنے موقف میں حق بجانب ہیں اور علمائے دیو بند میں اسلام و دیانت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔''

قریب پہنچا تو بے عکس تھے سبھی منظر
کھلا یہ راز کہ سب کچھ نظر کا دھوکہ تھا

اس کے بعد کیا ہوا، تفصّل پوچھنے پر آپ نے فرمایا:

''دیو بندیوں نے آخر تک میرے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ میں جب بھی کھڑا ہوتا پورے اعتماد و یقین کے ساتھ سامعین کو خطاب کرتا یہاں تک کہ سامعین پر میری باتوں کا گہرا اثر ہوا میرے انکشافات سے لوگ حیران و ششدر رہ گئے سب کو معلوم ہو گیا کہ حق علمائے اہلسنت کے ساتھ ہے اور امّت میں انتشار وافتراق کے ذمہ دار یہی دیو بندی مولوی لوگ ہیں۔ جلسہ تقریباً ۳؍ بجے رات تک جاری

رہا۔ اختتام پر یہ طے پایا کہ اگلی نشست صبح منعقد ہوگی۔ مگر صبح ہونے سے پہلے ہی علمائے دیوبند کا پروگرام بدل گیا۔ صبح کو ان کے ہمنواؤں نے اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے علمائے اہلسنت سے کہا کہ آپ مناظرہ کس سے کریں گے؟

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

ہمارے مولوی حضرات اپنی آبرو بچانے کیلئے اذان سے پہلے ہی راہِ فرار اختیار کر چکے ہیں''

(۸) روشناہاٹ پورنیہ میں مناظرہ:

بنگال و بہار کی سرحد پر واقع روشناہاٹ پورنیہ میں ایک بار جماعت غیر مقلدین کے علمانے بہت فتنہ مچایا۔ مولانا علی رضا خاں بلواوی نے وہاں کی تفصیلی معلومات بہم پہنچائی۔ وہ اس وقت روشناہاٹ سے کچھ فاصلے پر موضع سیڑھی پور شمسی ضلع مالدہ کی مسجد کے خطیب وامام تھے۔ چنانچہ موصوف کا بیان ہے:

''روشناہاٹ کی ایک سرکردہ شخصیت عبدالعزیز صاحب اشرفی کی والدہ کا انتقال ہوگیا جن کی مجلسِ چہلم میں ہر مسلک کے علماء شامل ہوئے اہلسنت کے علماء میں مولانا ظہور عالم صاحب کی نہایت وقیع اور جاندار تقریر ہوئی میں نے بھی مجمع سے خطاب کا شرف حاصل کیا اور اول تا آخر اسٹیج پر موجود رہا۔ وہابی علماء مثلاً مولوی عبدالودود در بھنگوی وغیرہ اِس چکر میں تھے کہ صلوۃ وسلام اور فاتحہ خوانی کے بغیر ہی پروگرام اختتام پذیر ہوجائے مگر کسی بھی طرح وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے۔ بلکہ علمائے اہلسنت کے ذریعے یہ مبارک رسم ادا ہوکر ہی رہی۔''

آخر میں عوام کی رہنمائی کیلئے سنی علماء نے وہابی مولویوں سے گفت وشنید

کرنا چاہا مگر اس وقت یہ لوگ کسی طرح تیار نہ ہوئے البتہ ان کے حسب منشا بحث ومباحثہ کیلئے آئندہ ایک بڑے پروگرام کی تاریخ مقرر ہوگئی۔

گاؤں کے ذمہ داروں نے ''سنی وہابی فریقین'' کی رائے سے ایک مشترکہ مناظرہ کمیٹی تشکیل دے دی''

واضح رہے کہ اس علاقے میں سنی عوام اقلیت میں تھے مگر ان کا ایمان واعتقاد بہت پختہ تھا۔ بہر حال تاریخ کی تعیین کے بعد مناظرہ کا پوسٹر شائع ہوا۔ جو وہابی مولویوں کی سازش سے غلط انداز میں مرتب ہوا تھا اور اس میں اول تا آخر وہابی مولویوں کے ناموں کو نمایاں رخ دیا گیا تھا۔ نیز اشتہار میں محفلِ مناظرہ کے مشترک صدر کے خانے میں تنہا کسی غیر مقلد مولوی ہی کو جگہ دی گئی تھی۔

کبھی ہو جوہی کبھی ہو، بیلا کبھی ہو نرگس کبھی ہو چمپا
بدلتی خوشبو بدلتی رنگت، کوئی سنے گا تو کیا کہے گا

یہ وہ زمانہ تھا کہ شیر بہار اپنے ملک گیر تبلیغی دورہ کے سبب کٹیہار، پورنیہ کے علاقوں میں بھی مشہور ہو چکے تھے نیز وہاں کے بہت سے طلبہ آپ کے ادارہ جامعہ قادریہ میں ابتدا ہی سے زیر تعلیم تھے۔ چنانچہ اس مناظرہ میں بالاتفاق اہلسنت کے مناظر کی حیثیت سے آپ کو دعوت دی گئی تھی۔ بھاگلپور ضلع سے بعض سنّی علماء کی آمد بھی متوقع تھی۔

مولانا علی رضا صاحب کے بقول وہ بنفس نفیس حضرت کو لینے کے لیے کٹیہار سے جامعہ قادریہ پہنچے کیونکہ مناظرے کی تاریخ اب بالکل قریب آچکی تھی شیر بہار بطور خادم مولوی محمد اسلم موناوی مرحوم متعلم جامعہ کو ساتھ لے کر مولانا موصوف کے شامل روشناہاٹ وارد ہوئے آپ اپنے ہمراہ کتب حوالہ جات کے بنڈل بھی ساتھ لائے تھے مناظرہ گاہ میں حاضرین کا سیلاب امنڈ آیا تھا دور و نزدیک کے علمائے اہلسنت میں بشمول مولانا ظہور عالم، مولانا تیم الرحمان مدرسہ روح العلوم اور دیگر مدارس کے اساتذہ وطلبا کی خاصی تعداد موجود تھی مالدہ دولت پور آشاپور، مبارک پور، حمد آباد، اور دھوم نگر تک کی نمائندگی دیکھنے کو مل رہی تھی انعقاد مناظرہ سے

پہلے شیر بہار نے کمیٹی کے لوگوں سے ملاقات فرمائی اوران سے معلوم کرنا چاہا کہ فریق ثانی کے فلاں مولوی کوانہوں نے صدارت سونپی ہے یا وہ ازخود صدر بن بیٹھے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ساری کارروائی کے غیر مقلدین خود ہی ذمہ دار ہیں حضرت نے وضاحت فرمائی:

"یہ صدارت اصول کے خلاف ہے کوئی فریق ازخود پورے اجلاس کا تنہا صدر نہیں بن سکتا اگر ایسا ہی ہے تو مجھ کو بھی اپنے عالم کی صدارت کے اعلان کا حق حاصل ہے اور چونکہ مناظرہ دوروزہ اجلاس کو شامل ہے اس لئے آج کی شب کا جلسہ کسی سنی عالم کے زیر صدارت ہوگا اب بہر صورت یہ کمیٹی والوں کا فرض ہے کہ فوراً فیصلہ کرکے مجھ کو اپنے تشفی بخش جواب سے آگاہ کریں"

کمیٹی والوں نے بیک زبان کہا کہ حضرت ٹھیک ہی کہتے ہیں واقعی فریقین کا حق برابر ہے اس لئے ان کا فیصلہ یہی ہے کہ آج کی رات صدر جلسہ خود حضرت ہوں گے اس فیصلہ کے بعد غیر مقلد عالم کا صدر ہونا باطل قرار پایا اور کرسیٔ صدارت حضرت کے حصے میں آئی جو اہلسنت کیلئے فتح مبین کا پیش خیمہ ثابت ہوئی بعد نماز عشاء جلسہ شروع ہوا بھاگلپور سے آئے ہوئے علماء نے ابتدائی دور میں انتہائی ایمان افروز تقریریں کیں آخر میں شیر بہار نے مائیک سنبھالا اس طرح آپ کی تقریر دل پذیر کا سلسلہ مکمل دو گھنٹوں تک جاری رہا اب قیام کی باری آئی آپ نے ختم تقریر پر اٹھتے ہوئے پورے مجمع کو کھڑے ہونے کو کہا حاضرین تعمیل حکم میں فوراً کھڑے ہوگئے شیر بہار کا بیان ہے:

"مجمع میں چودہ آنہ لوگ غیر مقلدین تھے اور فقط دو آنہ لوگوں کا تعلق اہلسنت والجماعت سے تھا مگر پورا مجمع کھڑا ہوگیا یہ منظر دیکھ کر غیر مقلدین مولویوں پر بوکھلاہٹ طاری ہوگئی انہوں نے زور دے کر لوگوں کو بیٹھنے کا حکم دیا میں نے سامعین سے مخاطب ہوکر کہا نبی کی تعظیم مسلمانوں کی فطرت میں شامل ہے لہٰذا جیسے ہی موقع آیا فطرت نے

انہیں تعظیم نبی پر برانگیختہ کیا مگر ان ناعاقبت اندیش مولویوں کے فریب میں آکر پھر بیٹھنے پر مجبور ہو رہے ہیں جان لیں کہ یہ گندم نما جو فروش علمائے غیر مقلدین ان کے ہر گز بہی خواہ نہیں ہو سکتے یہ ایمان کے سوداگر ہیں''

ایک عینی شاہد کے بقول حضرت کے اس خطاب کا مجمع پر پورا اثر ہوا اور سب بدستور کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنے لگے مولویان غیر مقلدین کی حالت زار انتہائی قابل دید تھی مارے شرم کے ان کی گردنیں زمین کی طرف جھکی جارہی تھیں دوسرے روز انہیں اس سے بھی زیادہ عبرت ناک واقعہ پیش آیا وہ اتنے خائف ہوئے کہ مناظرہ کے نام سے انہیں وحشت ہونے لگی آخر کار انہیں پولس کا سہارا لینا پڑا۔ انہوں نے وردی والوں سے التجا کی کہ وہ اہلسنت حضرات کو مناظرہ سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔

شیر بہار نے پولس پر واضح کیا:

''ہمیں مناظرہ پر کوئی اصرار نہیں ہے غیر مقلدین نے خود اس قسم کی کیفیت پیدا کی تھی اب اگر ان کی ہمت جواب دے چکی ہے تو اس سلسلے میں اپنی تحریر ہمارے حوالے کریں۔ کہتے ہیں مرتا کیا نہیں کرتا انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ تھی انہیں تحریری طور پر اپنی شکست قبول کرتے ہوئے آئندہ ہر قسم کی فتنہ پردازی سے باز رہنے کا عہد کرنا ہی پڑا۔''



باب یازدہم: تصنیف وتالیف

تصنیف وتالیف سے شیر بہار کا گہرا تعلق رہا ہے اور آپ نے اس میدان میں عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں۔ ابتدا میں جو کتابیں آپ کے قلم سے وجود میں آئیں وہ منظرِ عام پر آنے سے پہلے ہی نایاب ہوگئیں آپ کی تصنیفات یہ ہیں

اسلم الحواشی شرح اصول الشاشی:

یہ آپ کے اولین زمانۂ تدریس کی یادگار تھی پہلے آپ نے متن کا اردو ترجمہ لکھا اور شرح لکھنے میں یہ التزام رکھا کہ ہر مسئلہ پر اعلیٰحضرت کی تحقیقات کو ان کی کتابوں سے ڈھونڈ کر پیش فرمایا۔

بوئے سخن شرح ملّا حسن:

یہ کتاب بھی آپ کے بریلی شریف میں قیام کے دَور کی نشانی تھی منطق کی اعلیٰ کتابوں میں درج مختلف آرا نقل کر کے آپ ان پر اپنی رائے گرامی قلمبند کرتے چلے جاتے تھے

واضح رہے کہ یہ شرح بالخصوص مولٰینا محمد عباس رودولوی کے لئے لکھی گئی تھی وہ اس وقت منظر اسلام میں زیر تعلیم تھے شیر بہار کا معمول تھا کہ روزانہ جتنا لکھتے مولٰینا رودولوی کو دے دیتے یہاں تک کہ ان کے پاس شرح کا اچھا خاصا حصہ جمع ہوگیا خود آپ کا بیان ہے کہ " جب یہ شرح حضرت مفتی افضل حسین صاحب کی نگاہوں سے گزری تو وہ حیران رہ گئے "

چالیس احادیث:

اس کتاب میں حضرت نے احادیث کی ترجمانی فرمائی ہے اور مختصر تشریح وتوضیح بھی
۔شیر بہار اکیڈمی کے زیر اہتمام بارِ دوم فروری 2012ء میں شائع ہوئی

حسام الحرمین پر اعتراضات کے جوابات:

یہ آپ کا ایک تحقیقی رسالہ ہے، جس میں آپ نے حسام الحرمین کے معرضین کو دنداں شکن جواب دے کر ان کا ناطقہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے۔

فتاویٰ برکاتِ نوری:

یہ کتاب آپ کی شاہکار تصنیف ہے جس کو آپ کے فرزندِ سوم مفتی محمد احسن رضوی نے کئی ضخیم جلدوں میں مرتب کیا ہے اور اس کی اشاعت جلد متوقع ہے البتہ اس کی ایک جھلک مختلف ناموں سے دو بار شائع ہو چکی ہے

مقالات وتقاریظ:

کتابوں کے علاوہ آپ کے کئی مقالات بھی شائع ہو چکے ہیں مثلاً سرکارمجبیٰ کے عنوان سے آپ کا ایک مضمون ماہنامہ پیرِ طریقت پوکھریرا میں شائع ہوا۔ کچھ ماہنامے خود آپ کی صدارت میں بھی نکل چکے ہیں جن میں ماہنامہ صداقت الہ آباد بھی شامل ہے۔

بہت سی کتابوں پر تقاریظ وتصدیقات بھی لکھی ہیں جن کی مختصر فہرست یہ ہے

☆خون کے آنسو (قدیم نسخہ) ☆صلاحِ دین ☆نجات یافتہ فرقہ کون؟ ☆وقف بورڈ اور تنظیمِ ائمہ ☆عین العروض ☆السلام علیک

☆☆☆

باب دوازدہم: فتاویٰ نویسی

فتاویٰ نویسی کا فن آپ نے براہ راست سرکار مفتیٔ اعظم ہند سے سیکھا اور سید افضل حسین مونگیری کے زیر تربیت بہت جلد فقہی کمال حاصل کرلیا۔ مرکزی دارالافتا نے آپ کو نکھارنے میں بہت فراخ دلی سے کام لیا چنانچہ خود آپ کا بیان ہے کہ

"میں اور مفتی شریف الحق امجدی وغیرہ فتاویٰ لکھ کر مفتیٔ اعظم ہند کی بارگاہ میں پیش کیا کرتے حضرت ملاحظہ کرنے کے بعد ان پر ایک دو جملے لکھ دیا کرتے جس سے بالکل ظاہر ہوجاتا کہ کس اصول فقہ کے مطابق فتویٰ دیا گیا ہے"

بحیثیت مفتی پہلی بحالی:

بحیثیت مفتی آپ کی پہلی تقرری کا حال بھی بہت دلچسپ ہے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند نے بذات خود بے شمار دعاؤں کے ساتھ گجرات روانہ کیا وہاں آپ کو مدرسہ مسکینیہ دھوراجی میں منصب افتا سنبھالنا تھا۔ لوگوں نے بہت حیرانی کے ساتھ آنے کی وجہ پوچھی کیونکہ وہ آپ کے پورے شباب کا زمانہ تھا آپ نے جواب دیا کہ بریلی شریف سے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ یہاں کا شعبۂ افتا سنبھال کر خدمت دین کا فریضہ انجام دوں۔ یہ جان کر لوگوں کا تعجب و تجسس اور بڑھا کہنے لگے آپ کا چہرہ کچھ اور ہی منظر پیش کررہا ہے ابھی آپ کی داڑھی بھی نہیں نکلی اور دعویٰ مفتی تک پہنچا ہے؟ فتویٰ نویسی تو بہت دور کی بات ہے آپ کا فارسی اول

پڑھانا ہم کو عجوبہ ہی لگتا ہے

منتظمین کی یہ باتیں سن کر مدرسین وطلبہ کو بے اختیار ہنسی آ گئی۔ شیر بہار نے فرمایا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے میں ہر طرح انٹرویو دینے کو تیار ہوں اور جہاں تک تدریس کی بات ہے تو یاد رکھیں کہ منتہی کتابیں بھی پڑھانا میرے لئے کچھ مشکل نہیں ہے

اتنا سننے کے بعد طلبہ متحرک ہو گئے اور ہاتھ میں ہدایہ لے کر بہت تیزی کے ساتھ آپ کے گرد جمع ہو گئے انہوں نے اپنے موافق بہت سخت بحث نکالی اور خاص صفحہ کھولنے کے بعد عرض گزار ہوئے کہ آپ ہم کو یہ سبق پڑھائیں اور خالص علمی فقہی نکات سے نوازیں

شیر بہار نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھانا شروع کیا اور اپنے فن کے خوب جوہر دکھائے۔ طلبہ نے جو صفحہ کھولا تھا وہ '' بیع میں استثنا'' سے تعلق رکھتا تھا اس موضوع پر آپ نے دیر تک کلام فرمایا طلبہ وجد کرنے لگے اب لوگوں کو اندازہ ہوا کہ انہوں نے جس کو بچہ سمجھا تھا وہ تو علم وآگہی کا سرچشمہ ثابت ہوا اس واقعہ کے فوراً بعد آپ کے بقول آپ کو بڑے فخر کے ساتھ بحال کر لیا گیا اور آپ نے دارالافتا سنبھال کر ہر طرف بہار افتا بکھیر دی

ایک یادگار فتویٰ:

دھوراجی میں ایک بار ایک ایسا استفتا پیش ہوا جس نے آپ کو سخت الجھن میں ڈال د جواب کی تکمیل کے لئے آپ کو کسی خاص جزئیہ کی تلاش تھی اس وقت دارالافتا میں اس فن کی جس قدر کتابیں دستیاب تھیں سب میں آپ نے دیکھ ڈالا مگر وہ جزئیہ نظر نہ آیا اسی عالم میں آپ نے اپنے مرشد کا نام لیا اور سو گئے

خواب میں آپ کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی جس کی پیشانی سے فقاہت کے انوار پھوٹ رہے تھے بزرگ نے فرمایا'' اسلم! دو روز سے تمہاری تلاش وجستجو کا سفر جاری ہے شامی کی فلاں جلد اٹھا کر دیکھو اس کے فلاں صفحہ پر تم کو وہ جزئیہ مل جائے گا'' آپ نے کبھی اس بزرگ کو نہیں دیکھا تھا اسم شریف پوچھنے پر معلوم ہوا کہ مولانا امجد علی رضوی اعظمی ہیں جنہیں زمانہ صدر الشریعہ کے لقب سے یاد کرتا ہے صدر الشریعہ کی زیارت سے آپ بے پناہ

مسرور ہوئے۔قریب ہی صراحی رکھی ہوئی تھی انہوں نے پانی نوش کرنے کا حکم دیا آپ کا بیان ہے کہ پانی جیسے ہی ہونٹوں تک پہنچا کہ آنکھ کھل گئی حیرت ومسرت کے عالم میں فوراً شامی کی وہ جلد پلٹ کر دیکھی تو واقعی وہ جزئیہ وہاں موجود تھا

فتاویٰ کی نقل:

شیر بہار جہاں کہیں بھی رہے تدریسی فرائض کے ساتھ دارالافتا کی بھی زینت بنے رہے اور ہر جگہ پوری ذمہ داری کے ساتھ آپ کے فتاویٰ کی نقل محفوظ رکھی گئی اس کے علاوہ آپ کے قائم کردہ جامعہ قادریہ مقصود پور سے جو آپ کے فتاویٰ نشر ہوئے ہیں ان کی نقول کا ایک بڑا حصہ ناپید ہو چکا ہے آپ کا بیان ہے کہ " نقل فتاویٰ'' کے کئی رجسٹر تھے جو دارالافتا سے پراسرار طریقے سے غائب ہو گئے البتہ حالیہ کچھ برسوں کے فتاویٰ کی نقل موجود ہے"



باب سیزدہم: بیعت وارشاد

بیعت کا واقعہ:

بریلی شریف میں پہنچتے ہی شیر بہار پر سعادت و کرامت کے دریچے کھلنے لگے تھے۔مرکز اہلسنت میں اکابر علماء ومشائخ کی آمد ہوتی رہتی تھی آپ ان کی زیارت وصحبت سے فیضیابی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔بیعت کے تعلق سے آپ کی نظر انتخاب کئی شخصیات پر مرکوز تھیں، مگر سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی جانب آپ کا زیادہ رجحان تھا۔حتیٰ کہ عرس رضوی کا موقع آیا اور گزر گیا۔آپ نے پہلی بار وہ منظر ملاحظہ کیا تھا جس کے جلوے آپ کے دل ودماغ میں اترتے چلے گئے تھے

عرس پاک کے فوراً بعد جمعہ مبارکہ کی شب میں ایک ایسا خواب دیکھا جس نے آپ کو خیال سے حقیقت کی دنیا میں پہنچا دیا۔دیکھتے کیا ہیں کہ احمد آباد کے سا گرمتی ندی پر واقع پل کے اوپر سے آپ کا گزر ہو رہا ہے۔اسی بیچ سامنے سے ایک شخص آتا ہوا دکھائی دیا وہ مجذوب معلوم ہو رہا تھا۔پھر وہ کچھ بڑبڑاتا آگے سے فوراً دوسری طرف بڑھ گیا

آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کی کچھ عجیب کیفیت معلوم ہوئی۔وہ رجعت قہقری کے انداز پر چل رہا تھا جس سے آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ مستان نہیں بلکہ حقیقت میں شیطان ہے ۔آپ نے اپنے پاؤں سے جوتی نکال کر اس کی درگت بنا دی اور لاحول پڑھتے آگے بڑھ گئے

تھوڑی دیر کے بعد ایک گلی نظر آئی جہاں کچے مکانات کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔شیر بہار اس میں داخل ہوئے۔کچھ فاصلے پر ایک خوبصورت عمارت دکھائی دے رہی تھی۔اس کی

دوسری منزل کی طرف بے اختیار آپ کے قدم بڑھتے چلے گئے جہاں عجب چہل پہل تھی ہر طرف لوگوں کا ہجوم تھا۔ اچانک آپ کو وہاں دو بزرگ شخصیتیں نظر آئیں ان میں ایک وہاں موجود لوگوں کے بقول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ اور دوسرے خود سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ تھے۔ سرکار مفتی اعظم کو دیکھ کر آپ کی حیرانی دفعتاً مسرت وشادمانی میں بدل گئی۔ مگر آپ سوچ میں پڑ گئے کہ میں اپنا ہاتھ کس کے ہاتھ میں دوں؟ لیکن یہ حالت کچھ زیادہ دیر تک قائم نہ رہی اچانک سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کا دست مبارک نمودار ہوا جس نے آپ کے ہاتھ کو مفتی اعظم کے ہاتھ میں دے دیا اس طرح آپ کو حضرت سے بیعت منامی کا شرف حاصل ہو گیا۔

وہ ایک رات گزر بھی گئی مگر اب تک
وصال یار کی لذت سے ٹوٹتا ہے بدن

صبح کو آپ اپنے انگ انگ میں فرحت وانبساط محسوس کر رہے تھے آپ نے اپنے خواب کا سارا واقعہ مولوی زبیر احمد اور مولوی عزیز الرحمن کو سناتے ہوئے کہا کہ میں حضرت سے مرید ہونے جا رہا ہوں۔ وہ بولے ٹھیک ہے ہم دونوں بعد میں ہولیں گے محلہ قطب خانہ میں محدث ثناء اللہ صاحب موجود تھے شیر بہار پھول اور مٹھائی لے کر پہنچے۔ محدث صاحب سے بتایا کہ سرکار مفتی اعظم سے مرید ہونا ہے انہوں نے بہت دعائیں دیں۔ حتی کہ سرکار گھر تشریف لائے اور اپنی مخصوص بیٹھک میں جلوہ افروز ہوئے۔ اس کے بعد محدث صاحب اور دیگر علمائے کرام کی موجودگی میں آپ، سرکار کے روبرو نہایت مؤدب انداز میں بیٹھ گئے۔ اسی اثنا میں مولوی زبیر اور مولوی عزیز الرحمن بھی آ گئے اور حضرت کے ہاتھ پر انہوں نے بھی بیعت کا خیال ظاہر کیا۔ شیر بہار کا بیان ہے کہ پھر ہم تینوں اشخاص اس مجلس پاک میں حضرت سے مرید ہوئے

وہ تیر جو ابروئے کماں سے تری نکلے
اترے نہیں عشاق کے دل میں تو خطا ہے

روحانیت کا غلبہ:

داخل سلسلہ قادریہ ہوتے ہی شیر بہار کی زندگی میں ایک خاص قسم کا انقلاب آ گیا پھر

کچھ ہی عرصہ بعد آپ کے اوپر روحانیت کا غلبہ دیکھ کر سرکار مفتی اعظم ہند نے سلسلہ قادریہ اور جملہ سلاسل کی خلافت واجازت مرحمت فرمادی۔

فیضان نوری:

شیر بہار کو اپنے پیرو مرشد سے جیسا تعلق رہا ہے اور آپ پر جس قدر فیضان نوری کا نزول ہوا ہے اس کی منظر کشی دشوار ہے۔ایک بار بہت اصرار کے بعد فرمایا:

"میں جب بھی سرکار مفتی اعظم سے مصافحہ کرتا تو عجیب قسم کی کیفیت پیدا ہونے لگتی۔ایسا محسوس ہونے لگتا کہ بدن کی رگ رگ کھنچنے لگی ہے حتی کہ جب سرکار کے قدموں کو بوسہ دینا چاہتا تو اچانک ہاتھ چھوٹ جاتے!! پھر فرمایا کہ " کیف الحسن! تم میرے قلبی واردات کو لفظوں میں پیش نہیں کر سکتے "

سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے وقت آپ پر کیا گزری؟ جب میں نے یہ سوال آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ کی آنکھوں میں آنسوؤں کے قطرات جھلملانے لگے اور روندھی ہوئی آواز میں بتایا کہ "

سرکار (علیہ الرحمہ) کے وصال سے پہلے میں نے خواب دیکھا مجھے لوگوں کا جم غفیر نظر آیا۔ایک مقام پر ساجد میاں نظر آئے جن کی زبان پر بس یہی کلمہ جاری ہے جگہ دو جگہ دو۔لوگوں نے جگہ کشادہ کردی پھر اچانک دروازہ کھلا اور سرکار قطب عالم کی آمد ہوئی اس انداز سے کہ سر مبارک پر سبز رنگ کی پگڑی بندھی ہوئی تھی۔وہ تصور میرے ذہن و دماغ پر اب بھی تازہ ہے۔ایک ہی ہفتہ کے بعد بریلی شریف سے خبر آئی کہ حضرت کا وصال ہو گیا ہے"

تصور شیخ:

شیر بہار اپنے مرشد برحق کے تصور میں اس طرح خود رفتہ ہو چکے تھے کہ ایک بار کسی

دوسرے سلسلہ کے پیر نے جب خلافت عطا کرنا چاہی تو آپ نے معذرت کے انداز میں فرمایا:

"حضرت! میرے دل میں میرے مرشد کا تصور اتنا گہرا ہے کہ اب اس پر کوئی اور رنگ نہیں چڑھ سکتا لہذا مجھے معاف رکھا جائے"

ہر در پہ سر جھکانا یہ توہینِ عشق ہے

یارو! بندھے ہوئے ہیں کسی آستاں سے ہم

پیر موصوف آپ کے اس جواب سے بہت متاثر ہوئے اور فوراً انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیا۔

رکامل خلیفۂ مخلص کے گھر:

آپ کا بیان ہے کہ جب تک میرے مرشد حیات ظاہری سے رہے انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ میری سرپرستی و رہنمائی فرماتے رہے حتیٰ کہ اگر میں کبھی بیمار پڑ جاتا تو عیادت کے لئے بذات خود میرے گھر پہنچ جایا کرتے تھے۔

ایک بار سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بنگال و سیمانچل کے دورے پر تھے، یہ وہ زمانہ تھا کہ بوجہ علالت دارُالعلوم نعیمیہ چھپرہ سے شیر بہار کی واپسی ہو چکی تھی۔ سرکار قطب عالم کو کٹیہار میں اقامت کے دوران کسی سے معلوم ہوا کہ اُن کے عزیز و محبوب شاگرد و خلیفہ کی طبیعت ناساز ہے تو فوراً وہ آپ کی عیادت کے لیے آپ کے گاؤں چل پڑے۔ آپ کے عم زاد مولانا اسلام الحق رضوی کا بیان ہے:

"میں اپنے کھیت پر تھا کہ ایک صاحب پوکھریرا سے چل کر مہوارہ کی سرحد میں داخل ہوئے، باہم تعارف کے بعد انہوں نے کہا کہ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کٹیہار سے پوکھریرا پہنچ چکے ہیں اور دیارِ محبّی میں انہوں نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ میں فوراً کھیت کا کام چھوڑ کر فقط بیس منٹ کے اندر بذریعہ سائیکل حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ یہ حضرت کی کرامت ہی تھی کہ اتنے مختصر لمحے میں انہوں نے مجھ کو اپنی

جانب کھینچ لیا۔ حضرت نے فرمایا پہلے سہا گپور جائیں گے پھر وہاں سے مہوارہ کے لیے ہماری روانگی ہوگی۔ سہا گپور میں کل میلاد شریف کا پروگرام رکھ دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم ضرور وہاں پہنچو!

میں نے عرض کی حضور! سہا گپور ہی کے بعض دیگر حضرات نے کل کی شب کے لیے ایک الگ پروگرام ترتیب دیا ہے جس میں میرے علاوہ چچا جان مولانا اسحٰق علی صاحب مدعو ہیں۔ بہر حال میری کوشش ہوگی کہ آپ کی برکت سے لوگوں کے آپسی انتشار کو ختم کر کے اُنہیں اتحاد واتفاق کے پرچم تلے جمع کردوں تا کہ جملہ اہل سہا گپور آپ سے کما حقہ فیضیاب ہوسکیں۔ اس کے بعد واپسی کے لیے حضرت نے مجھے اجازت مرحمت فرمادی۔''

دوسرے روز حضرت کے استقبال کے لیے شیر بہار مہوارہ کی ایک جماعت کے ساتھ سہا گپور پہنچے۔ سرکار قطب عالم اُن سے پہلے بذریعہ پالکی نزول اجلال فرچکے تھے۔ بعد نماز مغرب اس تقریب کا انعقاد ہوا، جس میں چچا بھتیجے مدعو تھے۔ ان دونوں کی مخلصانہ کوششوں سے لوگوں میں فوراً صلح ہوگئی اور سب بے تابانہ سرکار مفتی اعظم ہند کی طرف دوڑ پڑے۔ اب باضابطہ میلاد شریف کا پروگرام شروع ہوا۔ درمیان میں جب شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی کے نام کا اعلان ہونے لگا تو شیر بہار اُن کی جگہ یہ کہہ کر کھڑے ہوگئے کہ امجدی صاحب میرے معزز مہمان اور اس دیار کے لوگوں کے لیے بالکل نئے ہیں لہٰذا میں ہی اِن کی نمائندگی کرتے ہوئے عام فہم انداز میں کچھ عرض کردیتا ہوں۔ اس طرح آپ کی گھنٹہ بھر تقریر کو لوگوں نے خوب سراہا خود شارح بخاری خوشی میں جھوم اُٹھے۔ آپ نے اپنی تقریر کے دوران اپنے مرشد برحق کی بہت سی خوبیوں کا ذکر فرمایا، جس سے حضرت کے ساتھ لوگوں کی عقیدتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

زمانہ تھا کہ ہم اِک دوسرے پر جان دیتے تھے
کہاں کوئی کسی پر آج کل قربان ہوتا ہے

سرکار مفتی اعظم ہند کی مہوارہ آمد کی خبر پر شیر بہار کا جو حال تھا اُس کی منظر کشی آپ کی ہمشیرہ محترمہ جمیلہ بانو یوں کرتی ہیں:

''بھائی جان (شیر بہار) نے جب سنا کہ پیر و مرشد کی تشریف آوری ہو رہی ہے۔ تو آپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ آپ علالت کے باوجود پانچ دن تک اترارتا مہوارہ راستے کو بعض مزدوروں کی مدد سے خوب اچھی طرح صاف ستھرا کرواتے رہے، رنگ برنگ کی جھنڈیوں سے پورے گاؤں کی آرائش کی گئی تھی۔ آپ بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر کئی کیلومیٹر آگے اپنے مرشد کے استقبال کو گئے تھے۔''

پھولوں سے سجادیں گے خوشبو میں بسا دینگے
ہم آپ کی راہوں میں دل اپنا بچھا دینگے

خود شیر بہار کا بیان ہے:

''سرکار قطب عالم کو لانے کے لیے پالکی کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضرت پالکی میں سوار ہوئے اور جب پالکی سہا گپور سے مہوارہ کی طرف روانہ ہوئی تو آس پاس کے لوگ حضرت کو دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑے، سڑک پر زیارت کرنے والوں کی دورویہ قطار خوبصورت سماں پیدا کر رہی تھی، تمام علاقائی غیر مسلموں نے بھی حضرت کے جمال جہاں آرا کا دیدار بہت ذوق وشوق کے ساتھ کیا۔ ہر دیکھنے والا بے ساختہ پکار اُٹھتا یہ انسان نہیں بلکہ آسمان سے اُتری ہوئی مخلوق لگتے ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ جب سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ مہوارہ تشریف لائے تو اُن سے فیضیاب ہونے کے لیے پورا علاقہ اُمنڈ آیا۔ خصوصاً مقصود پور، اورائی، بھنکواں، خانپور، برئی، مہرولی، اترار اور بڑا بزرگ کے لوگوں نے بڑی نیاز مندی کے ساتھ دُعائیں اور برکات حاصل کیں۔ حضرت نے تین دن قیام فرمایا اور تقریباً حاضر خدمت ہونے والے تمام اشخاص جوق درجوق داخل سلسلہ ہوئے۔ شیر بہار کی ہمشیرہ کہتی ہیں:

''نیاز مندوں کی آمد کا سلسلہ برابر جاری رہا اور تینوں دن بھائی جان نے سب کی خاطر خواہ ضیافت فرمائی۔ سرکار مفتی اعظم کے کھانے میں ہر مرتبہ ادرک، لہسن کی چٹنی بھی ضرور شامل رہا کرتی تھی، جسے میں حضرت کے حکم سے تیار کیا کرتی تھی۔ سرکار مفتی اعظم کی مہوارہ آمد اور بھائی جان کا والہانہ جوش وخروش دیکھ کر یہاں کی غیر مسلم قومیں بھی بہت متاثر ہوئیں، وہ لوگ بہت دنوں تک یہی کہتے رہے کہ ہم لوگ بوڑھے ہو گئے مگر ایسا منظر کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔ شیخ اقبال کے فرزند نے ایک نئی تاریخ رچی ہے۔''

یادوں کے نقوش

شیر بہار کی اپنے مرشد سے وابستہ انمول یادوں کا ایک مختصر خاکہ ذیل میں نذرِ قارئین ہے۔ جو بہت دلچسپ اور معلومات افزا ہے۔

(ا) مارہرہ شریف میں حاضری:

آپ فرماتے ہیں:

''سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں ایک بار مارہرہ شریف کی حاضری نصیب ہوئی۔ حضور سیدنا ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ کے عرس پاک کا موقع تھا۔ اُس زمانے میں نہایت سادگی کے ساتھ عرس کی تقریبات منعقد ہوا کرتی تھیں۔ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ تخت پر جلوہ افروز تھے، انہوں نے اپنے ساتھ سرکار قطب عالم کو بھی تخت پر بٹھانا چاہا مگر حضرت نے ادباً نیچے ہی سامعین کے زمرے میں بیٹھنے کو ترجیح دی۔ الغرض سید العلماء کا خطاب ہوا اور حاضرین محظوظ ہوئے۔

(۲) عرس اعلیٰ حضرت کی تقریبات:

بریلی شریف میں عرس اعلیٰ حضرت کی تقریبات کس انداز میں منائی جاتی تھیں اور ان میں سرکار قطب عالم کا کیا رول ہوا کرتا تھا، شیر بہار کی زبانی سنئے، آپ فرماتے ہیں:

''اس زمانے میں سب لوگ ایک ساتھ مل کر عرس مناتے تھے۔ حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ سجادہ نشیں ہونے کے باوجود سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کی سرپرستی میں تمام تقریبات کا انعقاد کیا کرتے تھے۔ الحمد للہ! میں عرس کے موقع سے سرکار علیہ الرحمہ کی خدمت میں ہمہ دم حاضر رہا کرتا تھا۔ بہت دفعہ مجھے بھی اجلاس سے خطاب کا موقع حاصل ہوا ہے۔ یہی شان عرس حامدی کے وقت نظر آتی تھی۔''

(۳) میرے پیر کا چہرہ:

شیر بہار فرماتے ہیں:

''پور بندر گجرات میں ایکبار جلسہ عید میلاد النبی ﷺ عظیم پیمانے پر منعقد ہوا، جس میں بریلی شریف سے سرکار قطب عالم مجھ کو ساتھ لے کر جلوہ افروز ہوئے۔ میں نے اُن کے رُخ زیبا پر نظریں جماتے ہوئے دورانِ تقریر کچھ اس طرح اظہارِ خیال کیا۔ میرے پیر کا چہرہ ایسا ہے کہ خدا کی قسم اگر کافر بھی دیکھ لے تو وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائے۔ چنانچہ جلسہ کے اختتام پر ایک شقی القلب وہابی سرکار علیہ الرحمہ کے قریب آیا اور اپنے عقائد کفریہ سے توبہ کر کے حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا۔ حضرت نے برجستہ فرمایا درحقیقت یہ عزیز القدر مولانا مولوی محمد اسلم سلمہ کی تاثیر زبان کا کرشمہ ہے کہ ان کی قسم خدائے پاک نے پوری فرما دی۔ بعینہ یہی واقعہ جام

نگر کے علاقے میں بھی پیش آیا کہ مذکورہ جملہ جیسے ہی میرے زبان
سے نکلا، اللہ تعالیٰ نے سرکار قطب عالم کے جلوۂ زیبا کے صدقے
یہاں بھی ایک بدعقیدے کی قلبی سیاہی کافور کرکے اُسے حسن ایمان
واعتقاد سے منور کر دیا۔"

(۴) ایک خصوصی دورہ:

بریلی شریف کے دورانِ تدریس شیر بہار نے متعدد تقریری دورے کیے ہیں۔ اُن میں سب سے طویل وہ دورہ ہے، جو مستقل آٹھ نو ماہ کو حاوی ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ دورہ سرکار قطب عالم کی معیت میں ہوا ہے۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:

سنیت کی نشر واشاعت بدمذہبوں کا ردوابطال اور مخلوق خدا کی دادرسی سرکار علیہ الرحمہ کا مشن تھی۔ انہوں نے اِس سلسلے میں ایک بار مختلف ریاستوں مثلاً گجرات وراجستھان کا دورہ فرمایا جو متواتر کامیابی کے ساتھ آٹھ نو مہینے تک جاری رہا۔ اُس عرصہ میں مجھے پوری طرح سرکار علیہ الرحمہ کی حضوری حاصل رہی۔

جوڑ کے تو کوہِ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہِ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

(۵) 'آموذ' میں کبھی گوشت تناول نہ فرمایا:

گجرات میں بعض خطے وہ بھی ہیں جہاں کی نو مسلم قوموں کی نسل سے اچھی خاصی تعداد آباد ہے۔ اُن میں اکثر کے ناموں کے ساتھ لفظ 'سنگھ' استعمال ہوتا رہا ہے۔ یہی صفت بھروچ ضلع کے 'آموذ' نامی گاؤں میں بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ شیر بہار کا بیان ہے:

"سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے متواتر ایک ہفتہ 'آموذ' گاؤں
میں قیام فرمایا اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس فرماتے رہے۔

مگر اُس دوران میں نے دیکھا کہ حضرت کھانے میں پوری طرح محتاط رہے اور اُن لوگوں کے گھر کبھی گوشت تناول نہ فرمایا۔"

(۶) سبحان اللہ! یہ مفتی اعظم کا تقویٰ ہے:

ایک بار ہمت نگر گجرات میں سرکار مفتی اعظم و محدث اعظم علیہما الرحمہ نے شیر بہار کو ساتھ لے کر زبردست تبلیغی سفر فرمایا، اُسی درمیان وہاں کی ایک مسجد کی توسیع کا مسئلہ پیش آ گیا اور مسجد کے اندر ہی توسیع کے سلسلے میں گفتگو شروع ہوگئی۔ اُس وقت کافی تعداد میں لوگ وہاں اکٹھا تھے۔ شیر بہار فرماتے ہیں:

"اچانک چائے آ گئی، سب نے تو فوراً پیالیاں ختم کر دیں۔ مگر سرکار مفتی اعظم دیر تک اپنے ہاتھوں میں چائے کی طشتری تھامے رہے۔ لوگوں نے عرض کی، حضور! نوش کر لیا جائے۔ چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ اُس کے بعد حضرت اپنی جگہ سے اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے پھر چائے نوش فرمائی۔ محدث صاحب برجستہ بول اُٹھے، سبحان اللہ! حضرت نے تقویٰ پر عمل کیا اور میں نے فتویٰ پر۔"

(۷) یہ کیسی آواز گونج رہی تھی:

اشاعت سنیت کے ارادے سے 'دھوراجی' میں سرکار قطب عالم علیہ الرحمہ کئی دنوں سے مقیم تھے۔ اُس دوران ایک خاص واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ ایک مولوی صورت شخص حضرت کی بارگاہ میں آ کر صدر الافاضل مولانا شاہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی شکایت کرنے لگا۔ شیر بہار کا بیان ہے:

"سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا، اسلم پہلے ذرا استنجا سے فارغ ہو لوں تو اُس کا

جواب دیتا ہوں، چنانچہ میں حضرت کو بٹھا کر واپس آیا اور شخص مذکور سے بولا کہ ذرا اِدھر آؤ! پھر ایک طرف کھڑا کر کے میں نے اُسے ایک زوردار طمانچہ رسید کر دیا۔ جس کی آواز دور تک گونجنے لگی۔ میں نے کہا نادان جب یہاں آکر صدرالافاضل کی شکایت کر رہا ہے تو ضرور وہاں جا کر تو سرکار مفتی اعظم کی شکایت کرے گا۔ تیرے دل کے اندر بزرگوں کی جانب سے کھوٹ معلوم ہوتا ہے۔ جلدی توبہ کر ورنہ تیرا حشر کہیں بھی اچھا نہ ہوگا۔ اور کسی جگہ تجھے ذلت ورسوائی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اتنے میں سرکار علیہ الرحمہ واپس تشریف لائے اور پوچھا! یہ کیسی آواز گونج رہی تھی۔ پھر وہ ساری باتیں جاننے کے بعد صدرالافاضل کے دفاع میں میرے جرأت مندانہ اقدام اور مولوی مذکور کے قبول اصلاح سے بہت خوش ہوئے۔"

(۸) آپ دونوں چچازاد ہیں:

شیر بہار کو اپنے عم زاد مولانا اسلام الحق رضوی سے کافی انسیت رہی ہے۔ حتیٰ کہ بریلی شریف میں لوگ یہی سمجھتے رہے کہ وہ آپ کے سگے بھائی ہیں۔ اس تعلق سے سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ پر جو تأثر قائم ہوا، وہ شیر بہار کی زبانی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

"جب ایک عرصہ کے بعد کسی خاص موقع سے مولوی اسلام الحق کی ولدیت پیش ہوئی تو سرکار علیہ الرحمہ نے حیرت سے فرمایا، "آپ دونوں چچازاد ہیں، کمال ہے ہم اب تک آپ کی باہمی محبت وتعلق کے خوشگوار ماحول کی بنا پر آپ دونوں کو سگے بھائی کی حیثیت سے جانتے رہے۔""

(۹) اشکوں کے سوتے پھوٹ پڑتے:

ایک مسجد میں شیر بہار نے دورانِ جمعہ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے بعض معمولات

کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا، آپ نے فرمایا:

''شعبان المعظم کا مہینہ حسنات وبرکات کا گنجینہ ہے۔ اس مہینے میں شب برأت کی آمد سے پہلے سرکار علیہ الرحمہ اپنے پرائے سب کو اکٹھا کرتے اور ان سے فرماتے، میری جانب سے آپ لوگوں کے حق میں قصداً سہوا جو بھی کوتاہیاں سرزد ہوئی ہوں، خدارا اُنہیں معاف کردیں۔ میں بھی آپ لوگوں کی فروگذاشتوں سے درگزر کرتا ہوں۔ اور یہ کلمات ادا کرتے ہوئے سرکار علیہ الرحمہ کی آنکھوں سے اشکوں کے سوتے پھوٹ پڑتے۔''

نوٹ: مولانا عبدالستار رضوی کا بیان ہے، کہ اپنے مرشد کے اس معمول کا ذکر کرتے ہوئے خود بھی شیر بہار کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ واضح رہے کہ ہزار نقاہت کے باوجود مجھولیا گاؤں تشریف لے گئے اور آپ کی اس مبارک گفتگو کے ذریعہ لوگوں میں پہلے سے موجود ایک زبردست انتشار ٹل گیا۔

(۱۰) میرے شیخ کی خصوصیت:

مولانا محمد فاروق رضوی (دربھنگہ) ایک بار حضرت شیر بہار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپکے ہاتھ میں کوئی رسالہ ہے، پھر اس میں شامل ایک مضمون کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا، کہ انہوں نے یہ مضمون پڑھا ہے؟ عرض کی، حضور پڑھا تو ہے۔ فرمایا کچھ نظر آیا؟ اس استفسار پر وہ مکمل خاموش رہے۔ جس کا واضح اشارہ تھا کہ اُنہیں اس میں کوئی خاص بات سمجھ میں نہ آئی جو محل نظر ہو۔ اس کے بعد حضرت نے ایک عبارت پڑھ کر سنائی اور فرمایا، یہ عبارت یقیناً محل نظر ہے۔ اب ان کو حقیقت سمجھ میں آئی اور انہوں نے آپ کی تصدیق میں فوراً اپنی گردن ہلادی۔ اس موقع سے حضرت نے انکشاف فرمایا:

''میں نے اپنے شیخ سرکار قطب عالم قدس سرہٗ کی یہ خصوصیت خاص طور سے محسوس کی ہے کہ کسی بھی تحریر میں کوئی بات غلط یا خلاف شریعت

ہوتی تو دفعتاً وہ ان کی نگاہوں کی گرفت میں آجاتی۔ چنانچہ میرے شیخ کا
مجھ پر بھی یہ خاص فیضان ہے کہ مقالہ خواہ کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو میری
نظر سے بھی اُس کا کوئی قابل گرفت جملہ ہرگز پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔"

بیعت لینے کا آغاز:

ایک پیر کی حیثیت سے آپ کے کردار کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کبھی آپ نے خلافت واجازت کا بیجا استعمال نہ کیا بلکہ اپنے مرشد برحق کی حیات ظاہری میں ان کے دامن کرم سے لوگوں کو وابستہ کرتے رہے ان کے بعد وصال بھی عرصہ دراز تک آپ اپنی بیعت لینے سے گریزاں رہے آپ کا خود بیان ہے کہ:

"میری ہمیشہ سے یہی کوشش رہی کہ خانوادہ اعلیحضرت سے تعلق رکھنے والے پیران عظام سے کثیر تعداد میں لوگ وابستہ ہوں حتیٰ کہ میں اپنے ہر جلسے میں خانوادے کی عظیم شخصیتوں کو اسی مقصد سے مدعو کرتا چلا آیا ہوں لیکن جب بے پناہ مصروفیتوں کی وجہ سے ان مشائخ کا ہر جگہ بے تکلف آنا جانا دشوار ہو گیا اور میدان خالی دیکھ کر شیطان کی شرانگیزی کا اندیشہ بڑھنے لگا تو ہر چہار جانب سے علمائے کرام نے مجھ پر زور ڈالا کہ میں لوگوں سے بیعت لینے کا سلسلہ شروع کردوں آخر کار پروہا (سیتامڑھی) کے ایک جلسے میں مفتی ابرار الحسن (باتھ اصلی) نے میرے سامنے ایک ایسی بات رکھ دی کہ میں انکار نہ کر سکا اور اسی مجلس سے بیعت لینے کا سلسلہ شروع کر دیا"

حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ اس کے نہ صرف اہل تھے بلکہ اس زمانے میں نمونہ سلف تھے یہی وجہ ہے کہ کثیر تعداد میں آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں آپ نے اس حیثیت سے جن مقامات پر رشد وہدایت کے چراغ جلائے ہیں ان کی تھوڑی تفصیل یہ ہے:

ا۔ بہار ۲۔ راجستھان ۳۔ مدھیہ پردیس ۴۔ دہلی ۵۔ بنگال ۶۔ آندھرا پردیس ۸۔ چنئی ۹۔ گجرات ۱۰۔ افریقہ ۱۱۔ مورسش ۱۲۔ نیپال

خلفائے کرام:

بعض لائق افراد کو اپنی خلافت و اجازت سے مالا مال کیا ہے جیسے:

☆ صوفی محمد یوسف پاٹن ☆ مولانا وحید اشرف جھالا واڑ ☆ مولانا اظہر القادری پوکھریرا ☆ مولانا فاروق احمد رضوی گہردھن پور ☆ مولانا امتیاز احمد سیوان ☆ مولانا ثناء المصطفی نوری پٹنہ ☆ مولانا معین اشرف جھالا واڑ ☆ حافظ اشتیاق عالم برودہ ☆ مولانا محمد حسین ابو الحقانی مدھوبنی ☆ حافظ فیروز احمد کشن گڑھ ☆ مولانا سید حیات الحسن اجمیری ☆ مولانا سید سلطان الحسن اجمیری ☆ مولانا جوہر شفیع آبادی ☆ صوفی ثناء اللہ مرپاوی ☆ مولانا بلال انور کلیر ☆ مولانا جمال انور کلیر ☆ حافظ غلام مجتبیٰ نانپوری ☆ قاری محمد شعیب رضا شکری ☆ مولانا حیات الرحمن شکری ☆ مولانا بخت القادری مدھوبنی ☆ مولانا وجہ القمر اڑیسہ ☆ مفتی شبیر احمد صابر القادری، اندولی، سیتامڑھی ☆ مولانا ضیاء الدین مہیشتھانوی ☆ مولانا نور الحسن بستیوری ☆ مولانا وسیم احمد مہواروی ☆ مولانا عبید اللہ خان مصباحی، شیوراجپوری ☆ مولانا عبد القدوس، شیوراج پوری ☆ مولانا مزمل حسین، شیوراجپوری ☆ مولانا خالد حسین شمسی، کلیر ☆ مولانا عتیق الرحمن بھیمواوی ☆ مولانا انظار الحسن خاں، بلواوی ☆ مولانا قمر الزماں مصباحی، رائے پور ☆ صوفی محمد صغیر، مہسی

☆☆☆

باب چہاردہم: حج وزیارت

شیر بہار علیہ الرحمہ متعدد بار حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ کہتے ہیں کہ شیدائی خاکی شاہ محمد رفیق مرحوم (عالم پور سمری) جامعہ قادریہ مقصود پور کے نہایت فعال وذی کمال ممبر تھے۔ ان کا سینہ حضرت کی عقیدت ومحبت کا گنجینہ تھا۔ انہوں نے آپ کی بے لوث دینی خدمت اور تقویٰ وطہارت کی بنیاد پر اپنی جانب سے آپ کو حج بدل میں بھیجا۔ یہ 1399ھ مطابق 1979ء کا واقعہ ہے۔ یہ حضرت کا پہلا سفر حج تھا۔

''نور جہاں'' نامی جہاز کے ذریعہ مکمل ایک ہفتہ آپ کا سمندری سفر جاری رہا۔ اس دوران جہاز کے اندر آپ اپنے معمولات سے ذرا غافل نہ ہوئے۔ جہاز میں اٹھارہ سو عازمین حج سوار تھے۔ تبلیغی جماعت کا بھی ایک گروہ شامل تھا۔ اُس گروہ نے جہاز میں کئی فتنے برپا کیے مگر ہر بار اُنہیں منہ کی کھانی پڑی۔ تبلیغیوں کا کوئی وار اہل سنت پر کارگر نہ ہوا۔ آپ نے اہل سنت کی بے باک نمائندگی وترجمانی فرمائی اور ذکر خدا ورسول کی تجلیات سے پوری فضا کو بقعۂ نور بنائے رکھا۔ نماز پنجگانہ کے بعد جب آپ کی معیت میں بحضور خیر الانام ﷺ درود وسلام کا نذرانہ پیش ہوتا تو غلامان مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کے جذبات عشق دیکھنے سے تعلق رکھتے۔ صلوٰۃ وسلام کے ساتھ اکثر حج وزیارت کے شرعی آداب آپ اپنے مخصوص انداز میں لوگوں کو بتاتے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد ومعمولات کو قرآن وحدیث اور فقہی اصولوں کی روشنی میں خوب خوب بیان فرماتے۔ شوال کے آخری ایام میں مکہ شریف میں باریابی کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور عمرہ کے ارکان واعمال سے فارغ ہوکر احرام کھول دیا۔ اب تو یہ روزانہ کا معمول ہوگیا کہ نماز پنج گانہ حرم شریف میں آپ اپنی جماعت سے ادا

فرماتے اور خالی اوقات میں مقامات مقدسہ مثلاً مولد النبی ﷺ اور جنت المعلی شریف میں حاضر ہوتے۔نوافل کی ادائیگی بعض دیگر تاریخی مساجد میں بھی ہوا کرتی۔

مدینہ شریف کی پہلی حاضری:

حضرت مفتی حامد القادری صاحب کے بقول، ذی قعدہ کے دوسرے عشرہ میں مدینہ شریف میں حضرت شیر بہار کا قافلہ حاضر ہوا۔حرم مدینہ سے متصل ''رباط ٹونک'' نامی ایک عمارت میں آپ نے رہائش اختیار فرمائی اور ایام حج تک وہیں مقیم رہے۔

حرمین شریفین کے یادگار واقعات

واضح رہے کہ حرمین شریفین کے مقدس مقامات اور اُن مبارک ایام سے آپ کے متعدد یادگار واقعات وابستہ ہیں، جن کی ایک خوبصورت جھلک نذرِ قارئین ہے۔

(۱) قطب مدینہ کی بارگاہ میں:

یادگارِ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ سیدنا الشاہ ضیاء الدین مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کی زیارت وصحبت سے مستفیض ہوئے۔انہوں نے آپ کو اپنا خلیفہ مجاز قرار دیا اور باضابطہ اپنے دست مبارک سے لکھ کر خلافت واجازت کی سند عطا فرمائی۔آپ کے ایک خصوصی ہم سفر مفتی حامد القادری (تھتھیاں شریف) کا بیان ہے:

''مدینہ شریف میں باریابی کے اول دن ہی حضرت نے کاشانۂ ضیائیہ کا پتہ پالیا تھا اور آپ ہم لوگوں کے ساتھ نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر وہاں تشریف لے گئے۔ دوسرے یا تیسرے دن حضرت مفتی صاحب (شیر بہار) مجھے اپنے ساتھ نمازِ عشاء کے بعد لے گئے۔ باب مجیدی کے قریب واقع اُس آستانۂ ضیائیہ کا روزانہ کا معمول تھا کہ وہاں بعد نمازِ عشا محفل میلاد شریف کا اہتمام ہوتا، اُس محفل پاک میں پوری دنیا سے

آنے والے خوش عقیدہ زائرین حسب گنجائش حاضر ہوتے اور علمائے
کرام ومدح خوانانِ رسولِ انام ﷺ اپنی تقریر اور نعت پاک سے خود
کو مشرف کرتے۔ الحمد للہ مجھے بھی تقریباً ۲۰ دن نعت پاک پڑھنے کی
سعادت حاصل ہوئی میں کسی دن کلام رضا اور کبھی اپنا نعتیہ کلام عرض
کرتا اور حضرت ضیاء الملۃ والدین اپنی دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت
مفتی صاحب کو پہلے یا دوسرے دن ہی حضرت ضیائ الملۃ والدین نے
اپنے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ضیائیہ کی سندِ خلافت واجازت عطا فرمادی
تھی اور تیسرے چوتھے دن میری موجودگی میں دلائل الخیرات شریف
کی اجازت مرحمت فرمائی۔''

(۲) سرکار مجاہد ملت سے استفادہ:

مدینہ پاک میں اکثر سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی معیت نصیب رہی اور ان سے آپ نے بھرپور استفادہ کیا۔ شیر بہار نے گزارش کی حضور! میں آپ کو یہاں دلائل الخیرات شریف سنانا چاہتا ہوں ہندوستان میں چونکہ فرصت نہیں ملتی لہٰذا یہاں کرم فرمائیں۔ مجاہد ملت بہ خوشی سننے کے لیے تیار ہو گئے۔ شیر بہار کا بیان ہے:

''میں نے حزب در حزب ساتویں دن مکمل کتاب سناڈالی ساتویں دن
حضرت مجاہد ملت نے دلائل الخیرات شریف کی اجازت بھی مرحمت
فرمادی''

(۳) سرکار مجاہد ملت کی گرفتاری کا واقعہ:

شیر بہار اور دیگر علمائے اہلسنت' سرکار مجاہد ملت کے ہمراہ مسجد نبوی میں سب سے الگ تھلگ نماز پنجگانہ ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ خود شیر بہار کہتے ہیں:

''ایک روز خلاف معمول سرکار مجاہد ملت نے مجھ کو حکم دیا اسلم! آج

مغرب میں آپ جماعت قائم کرلیں گے اور میں ذرا تاخیر سے مسجد پہنچوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہم لوگ نماز پڑھ کر باہر نکل آئے جماعت کے بعد حضرت نے ایک طرف تنہا نماز ادا فرمائی مگر جوں ہی سلام پھیرا کہ ان کو نجدی پولس نے گرفتار کرلیا۔ کیونکہ ان کی بعض باتیں حکومت کی نظر میں قابلِ اعتراض تھیں۔ حضرت نے اپنے موقف کی وضاحت میں نجدی علما سے زبردست مناظرہ فرمایا جس سے وہ سب مبہوت ہوکر رہ گئے۔ آخر کار حکومت جذبۂ انتقام سے مغلوب ہوکر تشدد پر اتر آئی۔ یہاں تک کہ حضرت پر بے تحاشہ کوڑے برسائے گئے۔ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت نے گرفتاری سے ذرا قبل ہم لوگوں سے بظاہر علیحدگی محض اس لیے اختیار کی تھی تاکہ اہل سنت کے دیگر علماء پر کوئی آنچ نہ آئے اور وہ نجدی مظالم سے ہر طرح محفوظ رہیں۔‘‘

قفس کو لیے ہر طرف کیسے پھرتا
مرے بازوؤں میں جو طاقت نہ ہوتی

مفتی حامد القادری بیان کرتے ہیں:

’’حضور مجاہد ملت کو جس دن مسجد نبوی شریف میں اپنی جماعت الگ کرنے پر گرفتار کیا گیا، اتفاق سے نمازِ عشاء کی جماعت ہم لوگوں نے اُسی مقام پر کی، جس کا انکشاف فوراً نماز کے بعد اپنے مسافر خانہ میں پہنچنے پر ہوا۔ ’’رباط ٹونک‘‘ میں بریلی شریف بھیڑی کے رہنے والے حاجی محمد رفیق صاحب نے اپنی جانب سے میلاد شریف کا اہتمام کیا تھا، اُسی پروگرام میں شامل ہونے والے کسی شخص سے حضرت مجاہد ملت کی گرفتاری کا علم ہوا اور اُسی محفل میں حضرت شیر بہار نے بخیر و عافیت حضور مجاہد ملت کی رہائی کے لیے دُعائیں کیں۔‘‘

(۴) حجن سبیلہ خاتون سے ملاقات:

بھوتان (مظفر پور) سے تعلق رکھنے والی حجن سبیلہ خاتون عرصہ دراز سے مدینہ شریف میں قیام پذیر تھیں اور کسی امیر گھرانے میں بطورِ خادمہ کام کرتی تھیں۔ شیر بہار کو کسی طرح ان کی رہائش گاہ کا پتہ چل گیا۔ چنانچہ آپ موصوفہ سے جا کر بولے۔ جامعہ قادریہ کو ابھی چند کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا! یہ کتابیں اس گھرانے سے دلوادیں۔ چنانچہ صاحب خانہ کی جانب سے فوراً ہدیہ کر کے آپ کے حوالے کردی گئیں۔ آپ فرماتے ہیں اُن مدنی تحفوں کے نام یہ ہیں ☆نسیم الریاض عربی مکمل جلدیں ☆شفا شریف عربی مکمل جلدیں

(۵) نظریں بدل گئیں تو نظارا بدل گیا:

اُس سال حضرت حامد میاں کچھوچھوی بھی دورانِ حج مدینہ شریف میں قیام فرماتھے۔ ایک باراُن کی قیام گاہ پر مندرجہ ذیل حضرات کا مجمع تھا:

☆حضور مجاہد ملت ☆حضور شیر بہار ☆مفتی انیس عالم سیوان ☆مفتی حامد القادری ☆الحاج عبدالواحد رفاقتی، گوپال گنج.

سید صاحب نے اپنے اِن مہمانوں کی ضیافت میں بشمول کھجور شریف کچھ چیزیں پیش فرمائیں۔ اوران کے ساتھ اُن کے دسترخوان سے سب فیضیاب ہوئے۔ الحاج عبدالواحد رفاقتی کا بیان ہے:

> "دسترخوان کی باقی ماندہ اشیاء ایک جانب حفاظت سے رکھ دی گئیں۔ اُسی درمیان کسی ضرورت سے سید صاحب باہر تشریف لے گئے۔ حاضرین کی موجودہ جماعت بدستور وہیں موجود رہیں۔ اُدھر سید صاحب کی واپسی میں بہت تاخیر ہوگئی۔ اُسی اثناء میں شیر بہار نے دوبارہ کھجوریں نکال کر سامنے سجادیں۔ اور سب حضرات کی معیت میں انہیں شوق سے تناول فرمایا۔ جب سید صاحب واپس آئے تو مفتی

سیوان نے اُن سے دریافت کیا۔ حضور! یہ بتائیں کہ بلا اجازت کسی چیز کا استعمال کیسا ہے اور اِس عمل کے مرتکب کے لیے حکم شرع کیا ہے؟ پھر خود ہی بول پڑے کہ مفتی اسلم صاحب سے یہ عمل سرزد ہوا ہے، یعنی انہوں نے آپ کی کھجوروں کو آپ کی اجازت کے بغیر شوق سے کھانے اور کھلانے کا کام انجام دیا ہے۔ لہٰذا یہ قابل گرفت ہیں۔ حضور مجاہد ملت نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا! اب مدعی کے بعد مدعا علیہ کا بیان سننے کے لیے حاضرین ہمہ تن گوش ہوجائیں۔ شیر بہار نے برجستہ کہا، حاضرین کو اچھی طرح معلوم ہے کہ بزرگوں کی چھوڑی ہوئی چیزیں ''تبرکات'' کا درجہ رکھتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے سید صاحب کی کھجوریں اُسی نیت سے استعمال کی ہیں، کیونکہ وہ ہمارے حق میں اُن سے نسبت کی بنیاد پر باعث برکت وثواب ہیں۔ آپ کے اِس برجستہ اور معقول جواب پر حاضرین بہت مسرور ہوئے۔ سید صاحب نے فرمایا واہ! ماشاء اللہ منہ بھی میٹھا ہورہا ہے اور برکت وثواب کی بھی توقع ہے۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے۔

نظریں بدل گئیں تو نظارا بدل گیا''

(۶) شیخ عبداللہ بن باز سے مناظرہ کی تیاری:

مدینہ شریف کے دوران قیام ایک دن حضرت شیر بہار نے طے کرلیا۔ آج ہماری گفتگو دلائل الخیرات کے موضوع پر مفتی مدینہ شیخ عبداللہ بن باز سے ہوگی۔ چنانچہ مسجد نبوی شریف سے متصل جانب جنوب ومغرب میں شیخ کا دفتر واقع تھا۔ مفتی حامد القادری کا بیان ہے:

۱۰ ربجے دن میں ہم لوگ حضرت شیر بہار کی قیادت میں، شیخ عبداللہ بن باز کے پاس وارد ہوئے، وہ اُس وقت اپنے دفتر میں موجود تھے۔ حضرت شیر بہار نے وہاں پہنچتے ہی دلائل الخیرات شریف کا ذکر چھیڑ دیا

Scanned by CamScanner

اور اُس کے حوالے سے اپنا سوال پیش کیا۔ شیخ اِس غیر متوقع سوال سے بہت مضطرب ہوئے، اُن کے پاس حضرت کے سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ لہٰذا اپنی جان چھڑانے کے لیے بس اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے، اذهبوا الى دار الافتاء، یعنی یہ سوال لے کر دارُ الافتاء جائیں۔ اس کے بعد ہم لوگ واپس ہو گئے۔ جب لوگوں سے دارُ الافتاء کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہی عمارت دارُ الافتاء کہلاتی ہے، اِس کے سوا مدینہ شریف میں کوئی اور دارُ الافتاء نہیں ہے۔"

(۷) سوسالہ پاکستانی بزرگ کے خادمِ خاص سے ملاقات:

مکہ شریف میں ارکان حج کی ادائیگی سے پیشتر ایک پاکستانی عالم، حضرت مولانا امین الدین صاحب مدظلہ سے آپ کی ملاقات ہوئی، وہ اُس پاکستانی بزرگ کے خادم خاص تھے، جنہوں نے اُس وقت اپنی عمر کی ایک صدی پار کر لی تھی۔ مولانا امین الدین صاحب سے آپ کو بعض کتابیں بھی حاصل ہوئیں اور انہوں نے اپنے پیر کے جسم پاک سے مس شدہ ایک جبہ بھی پیش کیا۔ بعد میں وہ جبہ حضرت نے مفتی حامد القادری صاحب کو عطا کر دیا۔

(۸) غارِ ثور کی زیارت:

شیر بہار کے سفر حج کے ساتھی مفتی حامد القادری کا بیان ہے:

"حضرت شیر بہار کی رفاقت میں جب غارِ ثور کی زیات ہوئی تو گھنٹوں وہاں رہ کر آپ نے اپنے تمام اوراد و وظائف کا شغل نوری فرمایا۔ اور فقیر نے بھی اپنے سلسلہ کے عطا شدہ اوراد و وظائف کا اجراء کیا۔ کئی پارے قرآن پاک کے تلاوت کیے۔ غارِ ثور ہی میں حضرت نے فرمایا،

حامد القادری آپ کے سلسلے میں جو ''تعلیم خمسہ'' ہے، میں نے اُن تمام کا چلہ کیا اور بے پناہ برکتوں اور فیضان سے مالا مال ہوا۔''

واپسی کی کہانی مفتی حامد القادری کی زبانی:

حضرت مفتی حامد القادری صاحب نے شیر بہار علیہ الرحمہ کے سفر حج سے واپسی کے دوران پیش آنے والے واقعات کونہایت دلچسپ اور خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ لہٰذا یہ کہانی اُنہی کی زبانی زیادہ موزوں ہے، فرماتے ہیں:

''واپسی میں جدہ بندرگاہ پر حضرت شیر بہار عصر کے قبل جہاز میں سوار ہوگئے، میں مغرب کے وقت پہنچا حضرت نے مجھے مصلیٰ پر کھڑے ہوکر نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ میں نے اقامت کے بعد جیسے ہی اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھی مجھ سے آگے ایک بدعقیدہ مولوی بڑھ گیا اور اُس نے بھی بلند آواز سے تکبیر کہہ کر اپنی نماز شروع کردی۔ میری قرأت کے ساتھ اُس کی قرأت بھی ہونے لگی اور پیچھے اہل سنت نے میری اقتداء کی اور بدعقیدہ افراد نے اپنے امام کی۔ اُسی افراء تفری میں نمازِ مغرب ادا ہوئی۔ نماز کے بعد پھر بدعقیدہ لوگوں نے ہنگامہ برپا کردیا۔ پھر عشاء کی نماز ہم لوگوں نے کھلے آسمان کے نیچے ادا کی، فرق یہ تھا کہ جاتے وقت چوبی دیوار کے قریب کی وجہ سے ظہر کی نماز چھاؤں میں ہوتی، اب اُس مقام پر اہل حدیث غیر مقلدوں نے قبضہ کرلیا۔ آتے وقت سورج مکمل طور پر ظہر کے وقت سر پر ہوتا۔ ہم لوگوں کے مقتدیوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ صلوٰۃ وسلام اور وعظ وتقریر کا سلسلہ حسب سابق چلتا رہا۔ دوسرے دن بدعقیدوں نے اہل سنت کو طعنہ دیا کہ جب سنیوں نے حرمین شریفین کے بدعقیدہ اماموں کے پیچھے نماز پڑھ لی تو یہاں شدت سے یہ لوگ کیوں مخالفت

کررہے ہیں۔ حاجی علی احمد رضوی ناگپوری نے جواب دیا کہ ہم لوگوں نے امام کعبہ اور امام مسجد نبوی شریف کی اقتداء نہیں کی پھر تم جیسوں کی اقتداء کی گنجائش کہاں! اتنا سنتے ہی بدعقیدوں نے پورے جہاز میں گھوم گھوم کر یہ کہنا شروع کیا اِن لوگوں نے اِمام کعبہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھی ہے، اس لیے اِن لوگوں کا حج نہیں ہوا۔ یہ لوگ بغیر حج کیے اپنے گھر واپس جارہے ہیں۔ بدعقیدوں میں حضرت مفتی صاحب (شیر بہار) کا ایک ساتھی مئو کا مولوی تھا۔ جس کے بائیں ہاتھ کی کلائی پر کافی بال جمے ہوئے تھے۔ وہ ہم لوگوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے میں پیش پیش تھا۔ میں نے اپنی جماعت کے کچھ لوگوں کو منتشر ہوتے دیکھا تو میں نے حضرت مفتی صاحب کے مشورہ سے تین چار سوالات لکھ کر پورے جہاز میں مشتہر کرادیا۔ پہلا سوال تھا، کوئی زندگی بھر نماز نہ پڑھے وہ اگر حج کے سارے اعمال وارکان ادا کرے گا تو اُس کا حج ہوگا یا نہیں؟ دوسرا سوال تھا، کہ نماز اور حج میں کیا تعلق ہے؟ تیسرا سوال تھا، امام حرمین کے پیچھے نماز پڑھنا فرض ہے یا واجب ہے، کیا ہے؟ چوتھا سوال تھا، کہ امام حرمین کے پیچھے نہ پڑھ کے جن لوگوں نے ہم اہل سنت کی اقتداء میں نماز ادا کی اُن کی نماز ہوئی یا نہیں، یا اُن کو جماعت کا ثواب ملا یا نہیں؟۔

حضرت نے تمام اہل سنت کو تاکید کی کہ یہ سوالات بدعقیدوں کے ملاؤں کو جہاں دیکھو، وہیں ان سے پوچھو۔ اب تو عالم یہ ہوگیا کہ جیسے لاحول شریف سے شیطان بھاگتا ہے۔ اِسی طرح کسی سنی کے ہاتھ میں سوالات کے کاغذ دیکھ کر بدعقیدہ لوگ بھاگنے لگے۔ بلکہ کچھ بدعقیدوں نے اپنی دلی خباثت کا اظہار اس طرح کیا کہ اِس جہاز میں صرف ڈھائی سنی عالم ہیں۔ ایک حضرت مفتی صاحب (شیر

بہار) دوسرا حامد القادری اور آدھا حضرت مولانا رضوان احمد صاحب گھوسوی (برادر اکبر حضرت مولانا بدر القادری ہالینڈ)۔ مولانا گھوسوی چونکہ بہت ہی کم سخن تھے اس لیے ان کو آدھا قرار دیا۔ اِن سنی علماء کو سمندر میں ڈال دو، سارا قصہ پاک ہوجائے گا۔ میں نے اپنے لوگوں کو بتایا اور نمازوں کے بعد کی تقریر میں سمجھایا کہ یہ بدعقیدہ لوگ وہی سازش رچ رہے ہیں جو سازش مکہ مکرمہ میں ابوجہل وابولہب اور مدینہ پاک میں منافقین رچ رہے تھے۔ حق کی آواز کو ظلم وبربریت سے دبایا نہیں جاسکتا۔ سمندری سفر کے خاتمہ کے بعد بھی بدعقیدوں سے سوالات کے جوابات مانگے جاتے رہے۔ لیکن وہ لوگ ہمیشہ خائب وخاسر رہے۔"



باب پانزدہم: معمولات و وظائف

شیر بہار کی پوری زندگی عبادت و ریاضت کی حسین مرقع نظر آتی ہے۔ جملہ فرائض و نوافل کے شایان شان اہتمام کے ساتھ مستحبات پر بھی عمل کا قابل تقلید جذبہ آپ کا وصف عنا[illegible] چند مثالی تھا۔ عمر کے آخری چند برسوں میں [illegible] نے اگرچہ آپ کے معمولاتی نظام کو قدرے متاثر کیا تھا مگر پابندیٔ نماز اور دیگر اہم وظائف کی ادائیگی میں کبھی خلل واقع نہ ہوا۔ اور بقول خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی "شیر بہار زمانہ طالب علمی ہی سے نماز تہجد کے پابند رہے ہیں" مولانا قمر عالم قادری (جمد اشاہی) اور مولانا انظار احمد رضوی بلواوی کا بیان ہے کہ:

> " مقصود پور میں دوران تعلیم ہماری سعادت مندی کا یہ عالم تھا کہ حضرت مفتی صاحب نماز تہجد سے قبل مختلف خدمات کے لئے ہمیں آواز دے کر جگا دیا کرتے تھے۔ ہم حضرت کی ایک آواز پر بیدار ہو جاتے تھے۔ لوٹا بالٹی لے کر ہینڈ پائپ پر پہنچتے۔ اول ایک لوٹا پانی حضرت کی بارگاہ میں پیش ہوتا آپ گل منجن سے دانت مانجھتے اور بیت الخلا سے فارغ ہو کر غسل کے لئے ہینڈ پائپ پر تشریف لاتے۔ غسل کے بعد خصوصی مصلیٰ بچھایا جاتا اور حضرت نماز تہجد میں مشغول ہو جاتے۔ یہ آپ کا ہر شب کا معمول تھا"

اس سلسلے میں قدیم و جدید متعدد طلبہ کی شہادتیں موجود ہیں۔ خود فقیر قادری کو مستقل تو

نہیں البتہ دو چار مرتبہ مذکورہ خدمت کا موقع ضرور حاصل ہوا ہے

مولوی محی الدین مہواروی کا بیان ہے کہ

"شیر بہار کی غیر معمولی ریاضت اور آپ کے انداز ذکر کا مجھ کو اکثر مشاہدہ ہوتا رہا ہے جب میں جامعہ کا پرائمری ٹیچر تھا اور مطبخ انچارج بھی۔ ایک بار میں اور بعض مدرسین مثلاً مولانا فیاض عالم، مولانا غلام مصطفی، حافظ ابن الحسن شیب نگری نے خفیہ طور پر یہ پتہ لگانا چاہا کہ بعد نماز عشا حضرت فوراً داخل حجرہ ہوکر دروازہ بند کر لیتے ہیں آخر اتنی جلد آپ کو نیند کیسے آجاتی ہے؟

چنانچہ دکھن جانب واقع کھڑکی کے ایک دراڑ سے ہم لوگوں نے یکے بعد دیگرے دیکھنا شروع کیا۔ پھر یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ پورا حجرہ بقعہ نور بنا ہوا ہے اور آپ کے انگ انگ سے صدائے ذکر بلند ہو رہی ہے صبح کو حضرت نے فرمایا کہ کچھ لوگ خواہ مخواہ کے پھیرے میں پڑے ہیں اگر کسی کا ہارٹ فیل ہو گیا تو اس کے لئے وہ خود ذمہ دار ہوگا"

ریاضت ومجاہدہ میں ایسی باکمال شخصیت کا وجود واقعی ملت اسلامیہ کے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ پوری خلقت آپ سے ہر انداز میں فیضیاب ہوئی ہے اور آپ کو اس دور کا زندہ ولی تصور کیا ہے

شیر بہار کو مندرجہ ذیل بزرگوں سے اوراد ووظائف کی خصوصی اجازت حاصل تھی:

☆ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

☆ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ

☆ حضرت مولانا سبطین رضا خاں بریلوی

خود آپ نے اپنے شیوخ کرام کے فیضان سے جن حضرات کو اس قسم کی اجازت بخشی

ہے ان کی فہرست بہت طویل ہے

تعویذ نویسی:

شیر بہار کی تعویذ نویسی کا سارا کمال سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دربار گوہر بار کی خصوصی عطا ہے۔ اور جو شان خود آپ کے پیرو مرشد کی تعویذ نویسی میں پائی جاتی تھی اس کی واضح تاثیر آپ کی تعویذ نویسی میں موجود تھی۔

شیر بہار کی تعویذ نویسی مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل تھی۔

(۱) تعویذ نویسی پر کبھی اجرت کا خیال نہ آیا۔

(۲) یہ عمل بطور کسب معاش نہیں بلکہ محض خدمت خلق کی نیت سے تھا۔

(۳) آپ کی بارگاہ میں ہر قسم کے مریضوں ، دردمندوں اور خانگی معاملات میں گرفتار لوگوں کی فریادیں پیش ہوتی تھیں۔ اور آپ اپنی تعویذ و دعا کے ذریعہ ان کی بحسن وخوبی دادرسی فرماتے تھے۔

(۴) اور اس میں بھی قطعاً مبالغہ نہیں ہے کہ تقریباً پورا ملک ہی آپ کی تعویذات سے مستفیض ہوتا رہا ہے۔ روزانہ صبح وشام لوگوں کا اژدہام حیرت انگیز منظر پیش کرتا تھا۔ لوگ حضرت کی بارگاہ کو سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی ''روحانی خانقاہ'' کا نام دیتے رہے تھے۔

آپ کی بارگاہ میں آنے والے حضرات وخواتین صرف قرب و جوار سے ہی تعلق نہیں رکھتے بلکہ دور دراز مقامات کے افراد بھی شامل تھے۔ شیر بہار آرام واستراحت اور دیگر حوائج اصلیہ کے علاوہ تمام اوقات اسی ہجوم میں گھرے نظر آتے تھے

یہاں یہ بات بھی لائق ذکر ہے کہ آپ کی حیات وخدمات کے جو گوشے آپ کے بتائے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے ان کی دریافت کے سلسلے میں جب بھی میں حضرت کی بارگاہ میں پہنچا خلق کثیر کو موجود پایا اور کئی کئی ایام تک ایک لفظ بھی حضرت سے معلوم نہ ہو سکا۔ چونکہ

حضرت کی زندگی کو نمود و نمائش سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھی۔ لہٰذا آپ نے کبھی بھی کھل کر اپنے واقعات نہیں بتائے اور بسا اوقات صرف اشارات و کنایات پر فقیر قادری کو انحصار کرنا پڑا

گونجی فضائے شوق میں شعلوں کی راگنی
جو بڑھ کے دوسری نئی تانوں میں ڈھل گئی

یہاں یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ تعویذ کے نام پر جب بھی کوئی نذرانہ پیش کرتا تو شیر بہار فوراً اس کی رسید بنوالینے کا حکم صادر فرمادیتے اور وہ رقم جامعہ کے لئے مختص ہوجاتی یہ آپ کا عظیم ایثار ہے۔

ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ بسا اوقات عورتوں کی آمد سے شیر بہار کو سخت نفرت ہوتی اور آپ بار بار ان سے بیزاری کا اظہار فرماتے تھے

☆☆☆

باب شانزدہم: کشف وکرامات

شیر بہار کی قوت کشف نقطۂ عروج کو پہنچی ہوئی تھی اور آپ کا وجود کرامتوں کے سانچے میں ڈھلا تھا یہ عنوان خود ایک مستقل کتاب کا متقاضی ہے فقیرؔ قادری کے ذخیرۂ معلومات میں اس تعلق سے بھی سینکڑوں واقعات شامل ہیں بطور نمونہ ان کا ایک حصہ نذر قارئین ہے۔

{۱}

صدر جامعہ انسپکٹر حاجی صلاح الدین رضوی متوفی ۲۰۱۱ء کا بیان ہے:

"میں حسب معمول بعد نماز ظہر اپنے مکان پر وظیفے میں مشغول تھا کہ اچانک مجھ پر غنودگی سی چھانے لگی اور پھر میں نے خود کو خانہ کعبہ میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ شیر بہار اس مقدس مقام پر کئی نورانی شکل و صورت والے بزرگوں کے جلو میں جلوہ افروز ہیں میں نے ان سب کو سلام عرض کیا اور مصافحہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوا۔ میں نے پوچھا کہ یہ حضرات کون ہیں؟ تو شیر بہار نے فرمایا حاجی صاحب! آپ جن بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں ان میں ایک کا نام حضرت شمس تبریز اور دوسرے کا شیخ شہاب الدین سہروردی علیہما الرحمہ ہے"

صدر موصوف مزید کہتے ہیں:

"میں نے اس واقعہ کا تذکرہ کسی سے بھی نہیں کیا مجھے اتنا معلوم تھا

کہ شیر بہار ان دنوں اپنے کسی اہم دورے پر باہر نکلے ہوئے ہیں۔ بہر حال دو روز بعد حضرت کی واپسی ہوئی میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ مجھ پر نظر پڑتے ہی آپ کے لبوں پر قدرے مسکراہٹ پھیل گئی ۔میں نے عرض کی حضور! یہ راز ابھی ہم دو کے سوا کسی اور کو نہیں معلوم، میں عجیب و غریب کیفیت سے دو چار ہوں براہ کرم مجھ کو صحیح صورت حال سے آگاہی بخشیں اور بتائیں کہ دو روز قبل آپ کہاں تشریف رکھتے تھے؟ فرمایا کہ اجمیر شریف میں۔ میں نے پوچھا ۲۔ بج کر ۵۵۔منٹ پر کہاں جلوہ افروز تھے؟ کہنے لگے کہ ایک بند حجرے میں تھا۔ پھر فرمایا کہ حاجی صاحب! ان باتوں کو جانے دیں اور شیرینی منگوا کر بزرگوں کی بارگاہ میں نیاز دلوا دیں۔ چنانچہ حضرت کے اس جواب پر میں خاموش ہوگیا اس سے آگے کچھ پوچھنا موزوں نہ تھا ۔میں نے فوراً شیرینی منگوائی اور نیاز دلا کر تبرک حاضرین میں تقسیم کروا دیا"

{۲}

۲۷۔ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ کی شب یعنی لیلۃ القدر کے مبارک لمحات ہر طرف تجلیات بکھیر رہے تھے۔ حاجی صلاح الدین رضوی مرحوم کی قسمت کا ستارہ اوج پر تھا چنانچہ وہ خود کہتے ہیں:

" کئی دنوں سے میری رفیقہ حیات کی طبیعت ناساز تھی جس کی بنیاد پر میں خود بھی بے چینی کا شکار تھا مگر شب قدر کی آمد سے اچانک سعادت دارین کے دریچے وا ہو گئے۔ ۲ بجے کے بعد میری آنکھیں خود بخود بند ہونے لگیں اور میں عالم خواب میں پہنچ گیا اس کے بعد جو منظر ملاحظہ کیا اس کی لطافت آج بھی میرے تصورات پر حاوی ہے

مجھے محسوس ہوا کہ خانہ کعبہ میں ہوں جہاں ۷ اشخاص کا نورانی جھرمٹ ہے جن میں ایک شخصیت سب کی مرکز توجہ ہے۔ میں نے سلام پیش کیا ان میں ایک بزرگ نے جواب دیا ۔ جواب سن کر اندازہ ہوا کہ یہ میرے پیرومرشد سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ہیں۔ میں پروانہ وار مصافحہ کے لئے آگے بڑھا دل میں دست بوسی کی آرزو مچلنے لگی تو انہوں نے کہا کہ پیارے! یہ میر محفل ہمارے آقا ومولی حضور سرور کائنات ﷺ ہیں۔ جلدی کرو اور مصافحہ وقدمبوسی کا شرف حاصل کر کے ہمیشہ کے لئے اپنا نصیبہ چمکالو

میں انتہائی ادب کے ساتھ اپنے ہاتھ کو حضور کے دست انور سے مس کرنا چاہا کہ حضور کا ارشاد ہوا ٹھہرو۔ اتنے میں مجھ سے پہلے ایک دوسرے شخص نے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا جس کی کلائی میں بہت گہرا زخم تھا حضور نے فرمایا صلاح الدین! تم سے پہلے اس شخص کا حق ہے میں دیکھ کر پہچان گیا کہ یہ شخص میرے گاؤں کے عبدالجبار صاحب ہیں جن کا نام جامعہ کو زمین وقف کرنے والوں میں شامل ہے

بہر حال ان کے بعد مجھ کو یہ انمول موقع نصیب ہوا مگر جیسے ہی میرا ہاتھ حضور کے مقدس ہاتھوں میں پہنچا کہ میری دیوار گھڑی اچانک بجنے لگی اور اس کے ساتھ ہی میں بیدار ہو گیا اس وقت ٹھیک ۳ بج رہے تھے

اس خواب میں حضور کی زیارت سے قبل مجھے جملہ مقامات حج کی حاضری بھی نصیب ہوئی تھی اور میں نے خود کو مسافر حرمین کے روپ میں پایا تھا صبح ہوئی تو میں نے اس خواب کا تذکرہ سب سے پہلے حضرت شیر بہار سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جناب! آپ میری جانب سے حج وزیارت کی پیشگی مبارکباد قبول کریں۔ آپ کے خواب کی تعبیر نہایت واضح ہے۔ اس سال آپ مع اہلیہ اس سعادت عظمیٰ سے

نوازے جانے والے ہیں۔ جائیے تیاری کیجئے میری دعائیں اور نیک خواہشات آپ کے ساتھ ہیں

حضرت کی اس گفتگو سے بے پناہ خوشی ہوئی مگر میں نے اس سلسلے میں آپ کے سامنے دو پریشانیوں کا ذکر کیا۔ پہلی یہ کہ وقت بہت کم ہے گورنمنٹ ہمارے اس روحانی سفر کو امسال پاس کرتی ہے یا نہیں دوسری یہ کہ میری اہلیہ سخت علیل و کمزور ہے بظاہر حج کے قابل بالکل ہی نہیں لگتی۔ حضرت نے میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کہ فضل خداوندی سے کچھ بھی بعید نہیں ہے۔ میرا وجدان گواہی دے رہا ہے کہ آپ کی ہر مشکل آسان ہو جائے گی

چنانچہ وہی ہوا۔ میں اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ حضرت کی دعاؤں کے سایہ تلے اس روحانی سفر کے لئے نکل پڑا اور میری ہر مشکل آسان ہوتی چلی گئی۔ آگے چل کر میری اہلیہ بھی نہ صرف یہ کہ میرا بیگ اٹھانے کے قابل ہوگئی بلکہ میرے شانہ بشانہ حج کے تمام ارکان بخیر و خوبی ادا کر کے میری خوشی کو دوبالا کر دیا"

{۳}

شیوراج پور ضلع بتیا میں بوڑھی گنڈک ندی کے کٹاؤ سے لوگ عاجز آ چکے تھے اور سال بہ سال لوگوں کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ خطرہ تھا کہ اگر کٹاؤ کا یہی سلسلہ رہا تو بہت جلد یہ گاؤں ندی کا حصہ بن جائے گا

آخر کار متفقہ طور پر گاؤں کے نمائندہ حضرات نے حضرت شیر بہار کو اپنے یہاں کسی پروگرام کے موقع پر مدعو کیا۔ اور اپنی پریشانی کا اظہار کر کے آپ کی چشم کرم کے ملتجی ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ لوگ ندی کا رخ کدھر چاہتے ہیں؟ لوگوں نے پورب کا نام لیا۔ شیر بہار نے کچھ پڑھ کر انگلی سے ندی کو پورب کا اشارہ فرمایا دوسرے سال لوگوں نے دیکھا کہ منظر ہی بدلا ہوا ہے ندی اپنا راستہ بدل چکی ہے اور گاؤں سے تقریباً ڈیڑھ کیلو میٹر کے

فاصلے پر پورب کی جانب بہنے لگی ہے

{۴}

بلتھی رسولپور ضلع مظفر پور میں برسوں سے آتش زنی کا سلسلہ چلا آرہا تھا۔امین شریعت حضرت مفتی رفاقت حسین اشرفی علیہ الرحمہ نے شیر بہار سے فرمایا کہ وہاں جاکر آگ پر قابو پانے کی ترکیب فرمادیں چنانچہ آپ نے وہاں جاکر دعا فرمادی اور ہمیشہ کے لئے لوگوں کواس بلا سے نجات مل گئی

☆☆☆

باب ہفدہم: ملفوظات

حضرت کے ملفوظات مبارکہ الگ ایک مجموعہ کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہاں اُن کی جھلک پیش کی جارہی ہے۔

ایمان عمل پر مقدم ہے:-

''واقعی ایمان، عمل پر مقدم ہے۔ آج جو جماعتیں فقط نماز اور اس کی تبلیغ کا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہیں وہ بارگاہِ خدا ورسول میں بدترین قسم کی گستاخیوں کی مرتکب بھی ہیں۔ ان کا منشاء ہے کہ مسلمانوں کا رشتہ جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم سے یکسر منقطع کردیا جائے اور ان کی ساری روحانی طاقتوں کا جنازہ نکال دیا جائے۔ درحقیقت یہ جماعتیں دشمنان اسلام (خصوصاً یہود ونصاریٰ) کے آلۂ کار ہیں۔ جو جبہ و دستار میں ملبوس ہو کر عالم اسلام کو زبردست نقصان پہنچا رہی ہیں''

سرکار محبّیٰ کانفرنس پر ایک نظر:-

''کانفرنس ہر سال منعقد ہوتی ہے مگر اب تک سرکار محبّیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات وتصنیفات پر پردہ پڑا ہوا ہے نہ تو ان کی حیات وخدمات پر مشتمل کوئی رسالہ یا کتاب شائع ہوئی اور نہ ان کے قلمی شہ پارے دوبارہ طبع ہو کر منظر عام پر آئے اگرچہ ان کی تصنیفات اب بالکل نایاب ہو چکی ہیں تاہم میرے پاس سرکار محبّیٰ علیہ الرحمہ کی ۲ رقدیم مطبوعہ کتابیں محفوظ

ود ستیاب ہیں''

سرکار محبّی کے بے شمار احسانات:-

''سرکار محبّی علیہ الرحمہ بلند پایہ مصنف ممتاز عالم دین اور خدا رسیدہ بزرگ تھے مسلک کا درد ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ملت پر ان کے بے شمار احسانات ہیں انہوں نے اس دیار (خطہ ترہت) میں اہلسنت کے ایمان وعقائد کی کما حقہ حفاظت فرمائی۔ انہوں نے ہی پہلے پہل ایک خاص موقع سے اس خطے میں تشریف آوری کیلئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو دعوت دیکر ہم لوگوں پر کرم فرمایا جس کے نتیجے میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام علیہا الرحمہ کی آمد ہوئی''

دنیائے وہابیت کو کھلا چیلنج:-

''اگر کسی کی ماں نے واقعی دودھ پلایا ہے تو میرے سامنے آئے میرا چیلنج ہے کہ میرے دلائل کو اہلسنت کا کوئی بڑے سے بڑا حریف بھی رد نہیں کرسکتا''

اپنے بچوں کو سنی مدارس ہی میں داخل کرائیں:-

''آج بدعقیدوں کے جا بجا ''تعلیم'' کے نام پر گمراہیت کے مراکز کھل رہے ہیں فلاں پڑوسی گاؤں کا دارالعلوم اس کی تازہ مثال ہے۔ لہٰذا اے غیور سنی مسلمانو! آپ اپنے بچوں کے مستقبل کی جانب سے ذرا بھی غفلت نہ برتیں اور بدعقیدوں کے اداروں کی ظاہری چمک دمک کو ہرگز خاطر میں نہ لائیں بلکہ ہر حال میں آپ اپنے بچوں کو مدارس سنّیہ ہی میں داخل کرائیں یقیناً آپ کے ادارے آپ کی خصوصی توجہات کے مستحق ہیں۔ اگر کسی باعث آپ انہیں یہاں داخل نہ کراسکیں تو اتنا ضرور دھیان رکھیں کہ اگر چہ آپ کا بچہ ان پڑھ رہ جائے لیکن اسے کسی بدعقیدہ دارالعلوم کے حوالے نہ کریں اگر ناخواندہ رہے گا تو بھی سنی جنتی

و دستیاب ہیں''

سرکار محبیؒ کے بے شمار احسانات:-

''سرکار محبیؔ علیہ الرحمہ بلند پایہ مصنف ممتاز عالم دین اور خدا رسیدہ بزرگ تھے مسلک کا درد ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ملت پر ان کے بے شمار احسانات ہیں انہوں نے اس دیار (خطہ ترہت) میں اہلسنت کے ایمان وعقائد کی کماحقہ حفاظت فرمائی۔ انہوں نے ہی پہلے پہل ایک خاص موقع سے اس خطے میں تشریف آوری کیلئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو دعوت دیکر ہم لوگوں پر کرم فرمایا جس کے نتیجے میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام علیہما الرحمہ کی آمد ہوئی''

دنیائے وہابیت کو کھلا چیلنج:-

''اگر کسی کی ماں نے واقعی دودھ پلایا ہے تو میرے سامنے آئے میرا چیلنج ہے کہ میرے دلائل کو اہلسنت کا کوئی بڑے سے بڑا حریف بھی رد نہیں کرسکتا''

اپنے بچوں کو سنی مدارس ہی میں داخل کرائیں:-

''آج بدعقیدوں کے جابجا ''تعلیم'' کے نام پر گمراہیت کے مراکز کھل رہے ہیں فلاں پڑوسی گاؤں کا دارالعلوم اس کی تازہ مثال ہے۔ لہذا اے غیور سنی مسلمانو! آپ اپنے بچوں کے مستقبل کی جانب سے ذرا بھی غفلت نہ برتیں اور بدعقیدوں کے اداروں کی ظاہری چمک دمک کو ہرگز خاطر میں نہ لائیں بلکہ ہر حال میں آپ اپنے بچوں کو مدارس سنیہ ہی میں داخل کرائیں یقیناً آپ کے ادارے آپ کی خصوصی توجہات کے مستحق ہیں۔ اگر کسی باعث آپ انہیں یہاں داخل نہ کراسکیں تو اتنا ضرور دھیان رکھیں کہ اگرچہ آپ کا بچہ ان پڑھ رہ جائے لیکن اسے کسی بدعقیدہ دارالعلوم کے حوالے نہ کریں اگر ناخواندہ رہے گا تو بھی سنی جنتی

مسلمان رہے گا اور اگر اس نے گمراہی کی تعلیم سیکھ لی تو پھر وہی ہوگا یقیناً اس کی عاقبت برباد تو ہوگی ہی وادیٔ جہنم کی طرف اپنے ساتھ آپ کو بھی گھسیٹ لے جائیگا۔"

جو باصلاحیت عالم دین ہو:-

"ہر باصلاحیت عالم دین کو خدمتِ دین کے کسی نہ کسی شعبے سے ضرور منسلک رہنا چاہئے خدمت دین کے ساتھ اگر وہ کسی جائز پیشے سے تعلق رکھتا ہے تو اس کی یہ کوشش بھی محمود ہے"

جس کے اندر کوئی فن پوشیدہ ہے:-

"جس کے اندر کوئی فن پوشیدہ ہے اس کو اجاگر کرنے کا اسے پورا پورا حق حاصل ہے علماء کو اپنی صلاحیتوں کا اپنے منتخب میدان میں بھرپور مظاہرہ کرنا چاہئے"

صفت استقلال کا کرشمہ:-

"اگر تمہارے اندر استقلال کی خوبی در آئے تو تمہاری صلاحیتوں کا حسن چاردانگ عالم میں پھیل جائے"

ترقی بتدریج حاصل ہوتی ہے:-

"ترقی کوئی ایک دن کا کھیل نہیں ہے۔ بلکہ یہ بتدریج حاصل ہوتی ہے"

مخالفت بھی ہوگی:-

"تم جہاں کہیں بھی ہو تم پر بالکلیہ اتفاق کوئی ضروری نہیں ہے۔ کچھ موافق ہوں گے تو کچھ تمہاری مخالفت پر کمربستہ ہوجائیں گے۔ لوگوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی مخالفت کی ہے"

تجربات میں تنوع:-

''اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جس شخص کا مقدر اسے جگہ جگہ کی ٹھوکریں کھلاتا ہے اس کے تجربات میں تنوع کا پیدا ہونا ناگزیر ہے''

جب تناسخ باطل ہے:-

''جب تناسخ (آواگون) کا عقیدہ باطل ہے تو لامحالہ یہ خیال بھی باطل ہے کہ کسی پر فلاں پیر یا بزرگ کی سواری آتی ہے اور وہ اس کے قالب میں ڈھل کر لوگوں سے ہم کلام ہوتا ہے اسلام میں ایک قالب سے دوسرے قالب میں روح کی منتقلی کا تصور ہی ناپید ہے''

کام کے آدمی کم ملتے ہیں:-

''کام کے آدمی کم ملتے ہیں۔ آپ لوگوں کو امام یا مدرس کی ضرورت تھی آپ کے بار بار کے اصرار کے بعد آدمی بھیجا گیا مگر پھر وہی شکایت۔ ٹھیک ہے اسے واپس بھیجدیں''

میرا خود کون سا گھر ہے:-

''میرا خود کون سا گھر ہے میں نے اپنی ذاتی رہائش گاہ کیلئے کبھی سوچا ہی نہیں۔ الحمدللہ میری پوری زندگی مدرسے کی چہار دیواری میں گزری ہے''

مدرسے کی رقم:-

''مدرسے کی رقم گھر رکھنا تو دور کی بات ہے میں نے بلا ضرورت اسے اپنے پاس بھی نہیں رہنے دی جب بھی کوئی رقم آئی یا میں خود کہیں سے لے کر آیا اولِ فرصت میں نائب مہتم کی تحویل میں دے دی''



باب ہیزدہم: اولاد امجاد

نکاح:

شیر بہار کا عقد مسنون زمانہ طالب علمی میں ہی ہوگیا تھا جب کہ آپ کے والد گرامی ابھی بقید حیات تھے عقد تو ہوگیا مگر برات ورخصتی کی رسم بہت بعد میں ادا ہوئی آپ کا بیان ہے کہ:

"چچا شیر گجرات صاحب اپنی سسرال کی ایک لڑکی (پھول بی بی) کے ساتھ میری نسبت جوڑنا چاہتے تھے مگر خاندان کے کسی دوسرے بزرگ نے آناً فاناً ددری سے ماموں جان محمد الیاس صاحب مرحوم کو بلوالیا۔موصوف اپنی صاحبزادی عزم النسا سے اجازت کے ساتھ تشریف لائے اور اسی دن میرا نکاح ہوگیا۔چچا حافظ محمد یٰسین صاحب مرحوم (متوفی ۱۹۸۹ء) بذات خود قاضی ووکیل ہوئے۔ مہر ۷۵۴ روپے طے ہوئی تھی۔نکاح کے اس واقعہ کے بعد میں دارالعلوم رڑکی ضلع سہارنپور کے تعلیمی سفر پر نکل پڑا"

رخصتی کا واقعہ:

نکاح کے تقریباً ۳ سال بعد رسم رخصتی کے موقع پر بہت دھوم دھام سے آپ کی برات ددری پہنچی یہ ۲۵۔۲۶ رشوال المکرم کی بات ہے واپسی برات پر ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس

سے سب یکلخت حیران وششدر رہ گئے

لوگوں کا بیان ہے کہ جب برات واپس ہوئی اور بھنکواں گاؤں کے قریب سے گزرنے لگی تو عشا کا وقت ہوگیا۔ ہر طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ دولھا دولھن کی پالکی ڈھونے والوں کا برا حال تھا اندھیرے میں ہر طرف ان کے قدم بھٹک رہے تھے۔ شیر بہار نے جب یہ کیفیت دیکھی تو پالکی سے نیچے اترے۔ حضرت جتوار پیر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی جانب رخ کیا اور بے اختیار آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ "یہاں پیر صاحب کا مزار ہے اور ہر طرف گھپ اندھیرا ہے حضرت کو اپنا جلوہ دکھانا چاہئے"

اتنا کہنا تھا کہ مزار پاک سے دفعتاً روشنی پھوٹ پڑی جس سے پورا دیار روشن ہوگیا اور براتیوں نے مہوارہ کا فاصلہ بخیر وخوبی طے کرلیا۔ اس کے بعد وہ روشنی خود ہی غائب ہوگئی۔

ذیل میں آپ کی اولاد وامجاد کی مختصر تفصیل پیش کی جاتی ہے:

صاحبزادیاں

شیر بہار کی دو جڑواں صاحبزادیوں کی ولادت 1962ء میں ہوئی اور بچپن میں کچھ ہی عرصہ کے بعد یکے بعد دیگرے فوت کر گئیں۔

فرزندگان

(۱) حافظ وقاری محمد احمد رضوی:

حضرت قاری صاحب 1965ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اور حفظ جامعہ قادریہ میں مکمل کیا۔ اور فن قرأت میں اعلیٰ کمال کے حصول کے لیے ہندوستان کی مرکزی درسگاہوں میں داخل ہوئے۔ اُن کے اساتذہ حسب ذیل ہیں:

☆ تاج الحفاظ حضرت حافظ تاج الدین صاحب (جامعہ قادریہ مقصود پور)

☆ فخر القراء حضرت قاری مطلوب عالم رضوی، گونڈوی (دارُ العلوم امجدیہ، ناگپور)

☆ مجودِ عصر حضرت قاری احمد ضیاء ازہری (مرکزی دارُ القرأت، لکھنؤ)

☆ شیخ التجوید حضرت قاری ابوالحسن صاحب (دارُ العلوم غریب نواز، الٰہ آباد)

2001ء سے جامعہ قادریہ مقصود پور میں مستقل تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اِس سے قبل انہوں نے ☆ دارُ العلوم شاہ جماعت ہانسن ☆ دارُ العلوم محمدیہ، منگلور ☆ دار العلوم غریب نواز، ناندیڑ ☆ دار العلوم رضویہ، کیتھون ☆ دارُ العلوم غوثیہ ارنڈہ، سیوان میں بھی کامیاب تدریسی تجربات حاصل کیے۔

(۲) مولانا محمد ارشد رضوی:

ان کی ولادت غالباً 1970ء میں ہوئی۔ جامعہ قادریہ میں سادسہ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارُ العلوم مظہر اسلام، بریلی شریف میں داخلہ لیا اور 1993ء میں فضیلت کی سند سے نوازے گئے۔ جامعہ قادریہ میں دورانِ تعلیم کے آپ کے مشاہیر اساتذہ میں آپ کے والد ماجد حضور شیر بہار علیہ الرحمہ، حضرت مولانا فیاض عالم رودولوی، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ انجم القادری، حضرت مولانا صغیر احمد موناوی، حضرت مولانا غلام ربانی مدھوبنی، حضرت مولانا نور الہدیٰ چشتی کٹیہاروی کے نام شامل ہیں۔

فراغت کے بعد والد ماجد کے حکم سے جامعہ قادریہ میں تدریسی خدمات پر مامور ہوئے۔ شیر بہار علیہ الرحمہ نے اپنی حیات ظاہری ہی میں اُن کو اپنا ولی عہد نامزد کردیا تھا اور جامعہ کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری تفویض کردی تھی۔ اس تعلق سے جو وصیت نامہ جاری کیا تھا اور اُسے مفتی امان الرب کی زبانی مجمع عام میں پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج میں نے جلسۂ عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا وجشن دستار فضیلت منعقدہ

بتاریخ ۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ، ۱۰؍ مئی ۲۰۰۹ء کے موقع پر شہزادۂ شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ ادریس رضا خاں صاحب قبلہ کی تحریک اور امین شریعت حضرت مفتی عبدالواجد صاحب قادری مدظلہ کے مشورہ پر نیز جلسے میں موجود تمامی علمائے کرام وفضلائے عظام وشعرائے اسلام بالخصوص نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ حضور مفسر اعظم ہند حضرت مولانا الحاج محمد منان رضا خاں صاحب عرف منانی میاں، حضرت مولانا محمد عباس صاحب اشرفی، حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب رضوی، ناگپور، حضرت مولانا محمد حسین صاحب صدیقی ابوالحقانی، حضرت مفتی جیش محمد صاحب شیر نیپال، حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن صاحب رضوی، مظفر پور، حضرت مفتی محمد امان الرب صاحب رضوی مقصود پور اور جامعہ قادریہ کے نائب ناظم حضرت مولانا الحاج محمد نسیم الدین رضوی اور جملہ حاضرین کانفرنس کی موجودگی میں عزیزی مولانا محمد ارشد رضوی سلمہ ربہ کو اپنا جانشین وسجادہ نشین بنایا اور اپنے قائم کردہ جامعہ قادریہ مقصود پور، اورائی مظفر پور بہار کا جملہ اہتمام وانتظام وانصرام اِن کو سونپ دیا۔ آج کے بعد مولانا ارشد سلمہ میری ساری ذمہ داریوں کے مسئول ہوں گے۔

میں اپنے تمام محبین متعلقین متوسلین مریدین اور معاونین سے گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں میری معاونت کی عزیزی مولانا ارشد سلمہ کی بھی خوب خوب مخلصانہ مدد کریں۔ تاکہ اشاعت سنیت اور تبلیغ مسلک اعلیٰ حضرت کا کام بدستور قائم رہے۔

محمد اسلم رضوی غفرلہ

خادم جامعہ قادریہ مقصود پور، اورائی، مظفر پور

۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۰؍ مئی ۲۰۰۹ء

تصدیقات علمائے کرام:

(۱) محمد نسیم الدین رضوی ۱۴ / جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۰ / مئی ۲۰۰۹ء:

(۲) محمد جیش صدیقی برکاتی

(۳) محمد امان الرب رضوی

(۴) فقیر محمد منان رضا خاں منانی غفرلہ بانی جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

(۵) شبیہ القادری پوکھریروی، غوث الوریٰ کالج، مخدوم سرائے علی گنج، سیوان

(۶) محمد عبد الحلیم ناگپور، بانی جامعہ ضیائیہ فیض الرضا ددری

(۷) محمد مطیع الرحمن غفرلہ رضوی، خادم دار العلوم مظہر اسلام، بریلی شریف

(۸) محمد حسین صدیقی، ابو الحقانی، لوکھا مدھوبنی بہار

(۹) شبیر احمد صابر القادری بانی مدرسہ قادریہ مدینۃ العلوم، اندولی سیتامڑھی بہار

(۱۰) امتیاز احمد نوری خادم جامعہ غوثیہ الطافیہ، مڑکن سیوان بہار

حضرت والد ماجد شیر بہار علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد حسب وصیت مولانا محمد ارشد رضوی صاحب نے جامعہ کی نظامت سنبھالی اور منصب سجادگی پر فائز ہوئے وہ تصنیف وتالیف کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔فراغت کے موقع سے ان کی ایک مایہ ناز کتاب ''آفتاب رسالت کی جلوہ گری'' کے نام سے شائع ہوئی تھی، اُس کا دوسرا ایڈیشن اور ان کی تحریر کردہ بعض دیگر کتب بھی منتظر اشاعت ہیں۔

(۳) مفتی محمد احسن رضوی:

مفتی محمد احسن رضوی کی تاریخ پیدائش 1973ء کے آس پاس ہے۔اپنے والد گرامی کے پاس جامعہ قادریہ میں انہوں نے 1990ء میں حفظ قرآن مکمل کیا اور 1997ء میں دستار قرأت حاصل کی۔جامعہ امجدیہ گھوسی میں اولیٰ تا ثالثہ اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں رابعہ تا سادسہ تک کی تعلیم پائی پھر بریلی شریف میں داخل ہوئے جہاں انہوں نے جامعہ نوریہ

رضویہ اور جامعہ رضویہ منظر اسلام سے درس نظامی مکمل کیا۔ تربیت افتاء کے لیے انہوں نے مرکزی دارُالافتا بریلی شریف سے رُجوع کیا اور حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں وصدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی زیر تربیت انہوں نے فتویٰ نویسی میں مہارت حاصل کی۔ وہ مرکز الدراسات کے اولین فارغ التحصیل مفتیانِ کرام کی صف میں شامل ہیں۔ انہوں نے بحیثیت مدرس ومفتی ہندوستان میں کئی مقامات پر اپنی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ موریشس میں بھی وہ کئی برس رہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا کام کیا۔

وہ بے پناہ خصوصیات کے حامل ہیں۔ اپنے والد بزرگوار علیہ الرحمہ کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف انہیں کو حاصل ہوا۔ شیر بہار علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد جامعہ قادریہ مقصود پور میں دارُالافتاء کے فرائض انہیں کے سپرد ہوئے۔ مفتی محمد احسن رضوی ایک باذوق اور باشعور شخصیت ہیں۔ شیر بہار علیہ الرحمہ کے مجموعۂ فتاویٰ ''فتاویٰ برکات نوری'' کی ترتیب وتہذیب اُن کا انمول کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی اُن کی کئی کتابیں زیر تصنیف ہیں۔

(۴) حافظ عرفان رضا:

حافظ عرفان رضا حضور شیر بہار کی باحیات اولاد میں سب سے آخری نشانی ویادگار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت کی نگاہ میں بے پناہ محبوب رہے ہیں۔ اُن کا سن ولادت 1402ھ مطابق 1982ء ہے۔ اُن کے بقول خود شیر بہار علیہ الرحمہ نے اُن سے فرمایا کہ ان کا نام تاریخی ہے۔ ''عرفان رضا'' سے عدد 1402 برآمد ہوتا ہے۔

حافظ عرفان رضا کی اول وآخر تعلیم باضابطہ جامعہ قادریہ میں ہوئی۔ سن 2002ء میں قاری ہوئے اور سن 2009ء کے فارغین حفاظ کرام میں اُن کا شمار ہوا۔

(۵) محمد مدنی رضوی:

ولادت 1979ء میں ہوئی اور اگلے سال 1980ء میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔



باب نوزدہم: سفر آخرت

علالت کی ابتدا:

14 دسمبر 2012 مطابق ۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ جمعہ کی رات کو اچانک آپ پر علالت کا نزول ہوا جو مختصر عرصہ کے بعد جان لیوا ثابت ہوئی کس کو خبر تھی کہ اپنے وجود کی برکتوں سے فیض کا دریا بہانے والا اب عنقریب ہم سے روپوش ہو جائے گا اور ایک ایسا خلا چھوڑ جائے گا جو کبھی پر نہ ہو سکے گا۔

آپ نے اس روز بھی ایک تقریب میں شرکت کی تھی ۴ بجے شام کو واپس آکر جامعہ میں عصر پھر مغرب کی باجماعت نماز بھی ادا فرمائی مغرب سے عشا تک کا وقفہ بھی حسبِ معمول گزرا۔اور دنوں کی طرح اس دوران کچھ حضرات کا آپ کے پاس آنا ہوا جن سے آپ روزانہ کی طرح گفتگو میں مشغول رہے آپ کے تیسرے فرزند مفتی محمد احسن رضوی کے ہاتھ میں فقہ حنفی کی معتبر کتاب بحر الرایق تھی اور وہ باب الاذان کے مطالعہ میں منہمک تھے جب یہ عبارت آئی:

اولیزیده محبة للرسول ﷺ بتکریر کلمات الشهادة (ص۴۴۵ ج اول)

تو حضرت نے ملاحظہ فرمایا پھر حضرت ابو محذورہ کا یہ واقعہ بیان کیا

ان ابا محذورة كان يبغض النبي ﷺ قبل الاسلام بغضا شديدا فلما اسلم امره رسول الله ﷺ با لاذان فلما بلغ

كلمات الشهادة خفض صوته حياء من قومه، فدعاه رسول الله ﷺ و عرك اذنه و قال له (ارجع وامدد بها صوتك) اما ليعلمه انه لا حياء في الحق او ليزيده محبة للرسول بتكرير كلمات الشهادة (فتح القدير ج اول ص ٢٤٦)

ترجمہ: حضرت ابومحذورہ اسلام لانے سے پہلے حضور علیہ السلام سے بہت زیادہ بغض رکھتے تھے، جب اسلام لائے تو اللہ کے رسول علیہ السلام نے انہیں اذان کہنے کا حکم دیا، جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو اپنی قوم سے حیا کی وجہ سے اپنی آواز پست کردی اس پر رسول اللہ علیہ السلام نے انہیں بلایا اور ان کی گوشمالی کرتے ہوئے فرمایا لوٹو اور اس پر اپنی آواز کو بڑھاؤ۔ حضور کا ابو محذورہ کو یہ حکم دینا اس بات کی تعلیم دینے کے لئے تھا کہ حق میں حیا نہیں ہے یا اس لئے کہ کلمہ شہادت کی تکرار سے محبتِ رسول میں اضافہ ہوتا ہے۔"

پھر آپ نے ترجیع کا معنی بتایا کہ ترجیع کہتے ہیں آواز کو بلند کرنا اور دوسری مرتبہ پست کرنا اس کے بعد حضرت نے کلمات شہادت پڑھ کر ترجیع کی ادائیگی کا طریقہ بتایا مزید آپ نے ابومحذورہ کا محبت رسول سے لبریز یہ واقعہ سنایا کہ

جب حضور اقدس علیہ السلام نے طائف شریف فتح فرمایا اذان ہوئی بچوں نے اسکی نقل کی ان میں حضرت ابو محذورہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی حضور نے ان کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو مؤذن مقرر فرمادیا ماں نے برکت کے لیئے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا محفوظ رکھا جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آجاتے تھے (الملفوظ حصہ دوم ص ۹۶)

الغرض ان واقعات سے فارغ ہوکر ٹھیک وقت پر کھانا کھایا۔ چہل قدمی کی تھوڑی دیر بعد عشا کے وضو کے لئے تیار ہوئے وہاں موجود پھول بابا کا بیان ہے:

"جب حضرت وضو سے فارغ ہوکر اندر آئے تو فرمایا کچھ ٹھنڈ کا احساس ہورہا ہے میں نے دیکھا کہ حضرت کی سانسیں بھی تیز ہونے لگی ہیں

پوچھنے پر بولے ''یہ اتفاقیہ معاملہ ہے''
اس کے بعد آپ نے اپنا مصلی بچھا کر حجرے میں ہی نماز عشا پڑھی
۔اس دوران میں نے آپ کے چھوٹے صاحبزادہ حافظ عرفان رضا کو
فون کیا وہ فوراً دوا لے کر حاضر ہوئے۔دوا کھانے کے بعد حضرت نے
کہا کہ 'جب بستر پر لیٹ جاؤں گا تو انشاءاللہ آرام مل جائے گا'
پھر میں نے مچھر دانی اٹھائی آپ بستر پر لیٹ گئے۔اوپر سے لحاف
ڈال کر پوچھا تو طبیعت کے تعلق سے تسلی بخش جواب آیا اور حاضرین
حجرہ سے باہر نکل آئے۔میں حضرت سے اجازت کے ساتھ دعا کا
طالب ہوا حضرت نے دعا دیتے ہوئے اجازت دیدی اور دو طالب
علم کو خدمت میں بھیجنے کا حکم دیا"

الغرض دو بچے حاضر ہوئے ان سے حضرت نے اذان کے بارے میں پوچھا پھر فرمایا
کہ 'اذان ہوتے ہی مجھے بیدار کر دینا' ؛
بچے آپ کی پیٹھ اور پاؤں دابنے لگے اب عشا کی جماعت کا وقت ہوا اس درمیان
حضرت کو نیند بھی نہیں آئی آپ نے تو اول وقت میں عشا پڑھ لی تھی۔رضا مسجد میں عین
جماعت کے وقت حضرت نے ایک گلاس پانی طلب کیا مگر پانی ہونٹ سے لگنے سے پہلے ہی
آپ نیم بیہوشی کا شکار ہو گئے آپ بولنا چاہتے مگر باتیں صاف سمجھ میں نہ آتیں نماز کے بعد
اطلاع ملتے ہی فقیر قادری بیتابانہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو یہ منظر دیکھ کر سخت اضطراب ہوا
۔فون سے فوراً خبر پا کر عرفان بابو بھی جلد پہنچ گئے ڈاکٹر نیاز کی صلاح پر آپ کو بروقت مظفرپور
کے ایک نرسنگ ہوم میں داخل کرایا گیا۔

صبح کو آپ وہاں سے پٹنہ منتقل ہوئے جہاں مگدھ اسپتال کے اندر I.C.U میں
21 دن زیر علاج رہے علاج کے دوران اسپتال میں عیادت کے لئے عقیدت مندوں کا
روزانہ میلا لگا رہا آپ کو دیکھنے جہاں علماء و مشائخ کا طبقہ آیا وہیں سیاسی وسماجی سطح کے لوگ
بھی پہنچے اور پورے ملک میں آپ کی جلد صحت یابی کے لئے دعائیں ہوتی رہیں
علمی ادبی حلقوں، دینی درس گاہوں اور خانقاہوں میں منعقد دعائیہ نشستوں کی رپورٹیں بھی

اردو، ہندی اخبارات نے تواتر کے ساتھ شائع کیں۔لوگوں کی آمدورفت کا سلسلہ دیکھ کر اسپتال کا عملہ بھی حیرت زدہ رہ گیا انہوں نے کسی مریض کے تئیں لوگوں کا یہ والہانہ انداز پہلی بار دیکھا تھا۔

علالت کے دوران ایک خاص بات یہ بھی نوٹ کی گئی کہ سخت بے ہوشی کے عالم میں بھی آپ کی بعض انگلیاں متحرک رہیں جیسا کہ وظیفہ پڑھتے وقت زندگی بھر آپ کا یہ معمول رہا

وصال پر ملال :

الغرض ڈاکٹروں کی جانب سے مایوس کن جواب پاکر 6 جنوری 2012ء 11 صفر المظفر 1433ھ جمعہ کی شب میں آپ کو واپس لایا گیا اور جیسے ہی جامعہ میں آپ کے حجرہ میں آپ کو لٹایا گیا کہ اسی دم 2.35 پر آپ کی روح عالم بالا سے جا لگی (انا للہ و انا الیہ رجعون)

یہ منظر دیکھ کر حاضرین کی چیخیں نکل گئیں اور یہ خبر جیسے ہی پھیلی ہر طرف کہرام مچ گیا۔ ہر کسی کو ایک ایک کر کے آپ کی محبتیں اور نوازشات یاد آنے لگیں۔

شیر نیپال مفتی محمد جیش برکاتی کا بیان ہے کہ رات کے اس پچھلے پہر میں وہ مکمل بیدار تھے اس دوران ازغیب کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ ملت کا عظیم قائد چل بسا۔تھوڑی ہی دیر کے بعد کسی کا فون آیا کہ واقعی شیر بہار اب اس دنیا میں نہ رہے ۔یہ سن کر حالت غیر ہو گئی اور پھر آپ کے ساتھ 50 رسالہ قربت ورفاقت کے سارے مناظر نگاہوں میں گھومنے لگے اور شدت جذبات سے مغلوب ہو کر آپ کے آخری دیدار کے لئے چل پڑے

غرضیکہ اپنے اس غمگسار محسن اور قائد کی آخری جھلک دیکھنے کے لئے ملک وبیرون ملک سے قافلہ در قافلہ لوگوں کی آمد شروع ہو گئی۔جامعہ اور جامعہ سے باہر میدان اور سڑکوں پر بھی کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی شیدائیوں کی بھیڑ بھاڑ سے شاہراہ عام کا حال یہ تھا کہ 10 کیلو میٹر کے ایریا میں گاڑیوں کا چلنا تو درکنار ان کے رینگنے کے لئے بھی لمبا انتظار کرنا پڑ رہا تھا۔ عام مسافرین بھی اپنی منزل چھوڑ کر آپ کی طرف بھاگے چلے آ رہے تھے۔بے اندازہ عقیدت مندوں کے ہجوم کی وجہ سے اس روز تدفین ممکن نہ تھی اس لئے جنازہ اگلے دن پر ملتوی کر دیا گیا دوسرے دن بھی مقررہ وقت 10 بجے جنازہ تیار نہ ہو سکا

بڑی مشکل سے حضرت کی نعش مبارک کو غسل کے لئے حجرہ سے باہر لایا گیا غسل دینے کا شرف جن حضرات کو حاصل ہوا ان میں خاص نام یہ ہیں: ☆ مفتی محمد احسن رضوی ☆ مولانا اسلام الحق رضوی ☆ سید ریاض الدین فتح پوری ☆ قاری شاہد رضا

غسل کے وقت لوگوں نے دیکھا کہ آپ کے جسم سے اچانک خون جاری ہو گیا جو اس قدر تر و تازہ تھا جیسے کسی زندہ جسم سے نکلا ہو۔ کفن پہنانے کا اعزاز مندرجہ ذیل حضرات کو نصیب ہوا:

☆ قاری محمد احمد رضوی ☆ حاجی اشتیاق عالم ☆ مولانا انصار الحق عربی

واضح رہے کہ اس موقع پر دلبر اسلمی اور محمد تقی امام رضوی بھی معاون کی حیثیت سے شریک رہے غسل و کفن کے بعد تابوت میں حضرت کے جسم اطہر کو رکھا گیا تابوت کے چاروں پایوں میں 20/20 فٹ بانس باندھے گئے تھے

جس جامعہ کے لئے آپ نے اپنے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ دیا تھا آج اس کی فلک بوس عمارت حسرت بھری نگاہوں سے آپ کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ رہی تھی۔ المختصر لاکھوں کاندھے سے گزرتے ہوئے آپ کا تابوت اورائی ہائی اسکول کی فیلڈ میں پہنچا اور 1:25 پر نماز جنازہ ادا ہوئی۔ نماز جنازہ آپ کے تیسرے صاحبزادہ مفتی محمد احسن رضوی نے پڑھائی جنازہ میں 3 / لاکھ سے زائد کا مجمع دیکھ کر شیر نیپال نے برجستہ کہا:

"جنازہ کا منظر دیکھ کر کبھی بریلی شریف کی یاد تازہ ہوتی تو کبھی عرفات و منیٰ و مزدلفہ کا نقشہ نظروں میں گھومنے لگتا۔ میں نے آج تک کسی کے جنازہ میں اتنا ہجوم نہیں دیکھا"

سیاسی مبصرین بھی یہ کہنے پر مجبور تھے:

"بڑے سے بڑے منسٹروں کی آمد پر بھی اورائی کے اندر لوگ اتنی تعداد میں کبھی اکٹھا نہیں ہوئے۔ حضرت کے جنازہ نے ایک اتیہاس رچا ہے"

تدفین:

جامعہ کے باب مفتی اعظم ہند کے عین متصل مقام پر آپ کو نم آنکھوں سے سپرد خاک کیا

گیا۔ لحد میں اتارنے والے مولانا ثناءالمصطفیٰ نوری اور مولانا بلال انور رضوی کا بیان ہے:

"جس دم انہوں نے نعش مبارک کو اپنے ہاتھوں میں لیا تو وہ جسم پاک پھول کی مانند ہلکا محسوس ہو رہا تھا"

تدفین کے بعد ایک اور نیا منظر یہ دیکھنے میں آیا کہ حضرت کی یاد میں پورے ملک میں مجالس کے انعقاد کا خوشگوار سلسلہ قائم ہوا خصوصاً ریاستی سطح پر عقیدت مندوں نے ہر گاؤں اور شہر سے جلوس کی شکل میں آ کر مع چادر پوشی خراج محبت پیش کیا اور یہ سب کچھ بہت اعلیٰ پیمانے پر ہوا۔ ملکی خصوصاً ریاستی اخبارات میں کئی ماہ تک آپ کے تعلق سے تعزیتی بیانات شائع ہوتے رہے۔

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے:

آپ کے سانحۂ ارتحال پر علماء ومشائخ کی تاثراتی تحریریں بھی بہت موصول ہوئیں اور جامعہ میں تعزیتی کلمات و پیغامات کا ایک دفتر جمع ہو گیا ان کا ایک نمونہ یہاں ملاحظہ ہو

قطعۂ تاریخِ وصال:

از: ڈاکٹر سید شاہ طلحہ رضوی برقؔ دانا پور، پٹنہ

مفتی محمد اسلم را
جوہرِ علم از معدن ہست
عُمق و وسعتِ قلب ونگاہش
بحر بہ علم وفن را دشت
شمس و قمر بود از پۓ او
تمغہ طلائی نقرئی طشت
برقؔ جدا شد حیف ازما
دوش از دارِ فنا بگذشت

سالِ وفاتست باز بخلد
مفتی محمد اسلم گشت
۱۴۳۳ھ

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری

مفتی محمد اسلم رضوی صاحب علیہ الرحمہ کی رحلت کی خبر سن کر بڑا افسوس ہوا اللہ تعالی انہیں غریق رحمت کرے۔ مفتی صاحب مسلک اعلی حضرت کے سچے خادم تھے بے نفسی کے ساتھ دین متین کی خدمت میں مصروف رہے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کے لئے ادارہ قائم کیا اور اس کی سرپرستی کرتے رہے

بہار میں سنیت کی جو چمک ہے اس میں ان کی کاوشوں کا بڑا دخل ہے وہ وہاں کے علماء اور عوام کے مرجع تھے ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا دشوار ہے

رب کریم سے دعا ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے اُس خلا کو پر فرمادے ان کے پسماندگان کو مسلک اعلیٰ حضرت کی استقامت کے ساتھ خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور مرحوم ومغفور کو بہتر جزا عطا فرمائے اور درجات بلند فرمائے (امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت علامہ الحاج الشاہ سبطین رضا خاں بریلوی، کانکیر

مفتی محمد اسلم رضوی صاحب بانی جامعہ قادریہ مقصود پور کے وصال کی خبر سے بہت افسوس ہوا۔ وہ ایک اچھے عالم تھے صوبۂ بہار میں ان کی جو خدمات ہیں اُن کے اخلاص و محنت کا مظہر ہیں۔ ان کے تلامذہ کی خاصی تعداد ہے جو مختلف مقامات پر خدمتِ دین اور مسلکِ اعلیحضرت کے فروغ میں کوشاں ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ ان کی اور ان کے تلامذہ کی خدمات قبول فرمائے اور اس کا بہتر اجر انہیں عطا فرمائے اور جناتِ عالیہ میں جگہ عطا فرمائے

ڈاکٹر قمر رضا خاں علیہ الرحمہ، بریلی شریف

حضور مفتیٔ اعظم کے خلفا میں ان (شیر بہار) کا ایک منفرد مقام ہے اور بہار میں جو سنیت ہے اس میں ان کی محنت کا بہت حصہ ہے۔ علم اٹھتا جارہا ہے موت العالم موت العالم

حضرت مولینا منان رضا خاں بریلوی

شیر بہار مناظرِ اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب بانی جامعہ قادریہ مقصود پور ،حضور مفتیٔ اعظمِ ہند علیہ الرحمہ کے سچے مرید وخلیفہ اور سنیت کے علمبردار، مہمان نواز، علما سے محبت کرنے والے اور دین وسنیت کی سچی خدمت کرنے والے تھے۔ حیف صد حیف کہ ایسی شخصیت ہم سے رخصت ہوگئی۔ مفتی صاحب کے قائم کردہ جامعہ قادریہ کی خدمات کئی نسلوں کو محیط ہیں ان کے تلامذہ کی تعداد بھی معتد بہہ ہے اور ان کی صلاحیت کی زندہ علامت بن کر مصروفِ عمل ہے۔
مولیٰ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو غریقِ رحمت کرے اور ان کا فیض عام کرے۔ آمین

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ

حضرت مولینا مفتی محمد اسلم رضوی صاحب بانی جامعہ قادریہ مقصود پور کی وفات حسرت آیات موجودہ اہلسنت والجماعت کا بہت بڑا خسارہ ہے۔ آپ طبقۂ علمائے اہلسنت کے عظیم عالم، باعمل مفتی اور دین ومذہب کے رہنما تھے۔ شیر بہار کا لقب پایا اور بلا وجہ نہیں پایا۔ انہوں نے عمر کا مکمل حصہ دینِ متین اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی خدمت میں صرف کیا یہ بہت بڑی بات ہے
مولیٰ تعالیٰ ان کی خدمات قبول فرمائے اور ان کو اعلیٰ علیین میں بلند درجہ عطا فرمائے اور ان کے امثال پیدا فرمائے۔ آمین

حضرت مفتی عبد الحلیم رضوی اشرفی، ناگپور:

۶ رجنوری 2012ء کا سپیدۂ صبح نمودار بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ موبائل کی گھنٹی بجی، فون

اُٹھایا، شک یقین میں تبدیل ہوگیا۔ جب فاضل گرامی پروفیسر مولانا قمرالزماں مصباحی نے سسکیاں بھری آواز میں حادثہ فاجعہ کی خبر سنائی۔ بے اختیار زبان پر استرجاع جاری ہوا۔ دل سوگوار، آنکھیں غم فراق میں اشکبار ہوگئیں اوائل عمری سے حیات ظاہری کے آخری لمحات تک محبت وعقیدت کی لکیریں ذہن وفکر پر مرتسم ہونے لگیں۔ ان کی زندگی کے گوشے مختلف زاویے سے دل ودماغ میں گھومنے لگے۔ ہزار سمجھانے کے باوجود ذہن سمجھنے کو تیار نہیں۔ ایک ہی بات دل ودماغ پر چھائی رہی کہ اب بہار کا کیا ہوگا۔ سنیوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی تحریک کی پیشوائی کون کرے گا۔ آہ! سنیت کا پاسبان چلا گیا، ایمان وعقیدہ کا محافظ چلا گیا، مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان چلا گیا۔

مفتی محمد اسلم رضوی ایک فرد نہیں انجمن تھے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی کھلی کتاب تھے۔ جہاں گئے خزاں میں بہار آگئی۔ جس مناظرے میں گئے فتح وظفر کا جھنڈا لہرایا۔ رات کا نمازی میدان کا غازی۔ درس گاہ کا غزالی ورازی۔ جس کی سادگی پر ہزاروں رعنائیاں قربان۔ شریعت وطریقت کا رہبر زہد وتقویٰ کا پیکر، جس کی زندگی اخلاص کا آئینہ دار، عابد شب زندہ دار، قوم وملت کا وفادار، غیروں کے لیے مظہر اشداء علی الکفار، اپنوں نے کے لیے مظہر رحماء بینھم، شب تار میں رکعا سجدا، جس کے اخلاص میں یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا، جبین شوق میں سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود ذالك فضل اللہ یوتیہ من یشاء، سرکار مفتی اعظم کا چہیتا، حضور قطب مدینہ کی آنکھوں کی ضیا، وہ جو فراق محبوب میں رونے والی آنکھیں رکھتا تھا۔ وہ جو ذکر الٰہی میں دھڑکتا ہوا دل رکھتا تھا۔ وقت آیا بلاوا آگیا۔ پیک اَجل عالم بالا کی طرف روح مقدس کو لے کر چلا، تو امام عشق ومحبت کی زبان میں:

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھا وہ طیب وطاہر گیا

شیر بہار شیخ طریقت مفتی محمد اسلم رضوی اس دنیا سے کیا گئے، عالم اسلام میں کہرام بپا ہوگیا۔ جاتے جاتے دنیا کو بتا گئے، اپنی خاموش زندگی میں اپنی ایک دنیا آباد تھی۔ موت کی

خبر سنتے ہی ملک و بیرون ملک سے تین لاکھ سے زیادہ کا جم غفیر جمع ہو گیا اور سسکتی آنکھوں سے اپنے رہنما کو سپرد خاک کیا۔ مفتی صاحب چلے گئے، جامعہ قادریہ کی صورت میں اُن کی یاد ہمیشہ رہے گی ؎

قضا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر

علم و فضل کا سورج غروب ہو گیا، مگر اُس کی نورانی کرنیں فرزندانِ گرامی کی صورت میں ماہ نجوم بن کر فضائے عالم کو جگمگاتی اور رہنمائی کرتی رہیں گی۔

مفتی محمد قاسم براہیمی، پٹنہ:

میری دانست میں صوبہ بہار کو دارُالشفا (خانقاہ رضویہ) بریلی شریف سے جو گرانقدر عطیات ملے ان میں ایک بڑی اہم فقید المثال اور انتہائی قیمتی عطیہ تھا، جو حضرت والا منزلت رفیع الدرجت، منبع فیض و برکت علامہ مفتی شاہ محمد اسلم رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شکل وصورت میں ہمارے سامنے تھا۔ آہ! اب وہ ہم میں نہیں رہے۔ آپ کی رحلت سے ملک اور بیرون ملک کے علمی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوا اور خاص طور پر صوبۂ بہار کی سنی دنیا کو جو نقصان پہنچا ہے، نا قابل تلافی ہے۔

ضرورت جس قدر کہ بڑھ رہی ہے روزِ روشن کی
اندھیرا اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے

جانشینِ امام النحو مولانا سید محمد نورانی میرٹھی

------ بموقع عرسِ اعلیحضرت ۲۰ ر جنوری ۲۰۱۲ء کو شیر بہار استاذ العلما حضرت مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ کے انتقال کا علم مفتی محمد احسن رضوی کے ذریعہ ہوا تو دل کو بے حد صدمہ ہوا۔ حضرت مفتی صاحب پایہ کے عالم تھے اور انتہائی اخلاص کے ساتھ دینی کام

کرتے تھے شمالی بہار میں آپ نے علما کی بڑی تعداد تیار کی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی بھرپور خدمت کی۔ فقیر ربِّ کریم سے دعا کرتا ہے کہ ربِّ کریم اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے ،رحمت کا ساون برسائے جملہ وارثین کو صبر عطا فرمائے

مفتی محمد شفیق احمد شریفی، الٰہ آباد

استاذ العلما جلالۃ العلم بحر العلوم قائدِ اہلسنت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اسلم رضوی صاحب خلیفہ حضور مفتیٔ اعظمِ ہند علیہما الرحمۃ والرضوان کا شمار اکابر علمائے اہلسنت کی اس ممتاز صف میں تھا علمی ملی اور مسلکی خدمات صوبۂ بہار میں ناقابلِ فراموش ہیں اور ضلع مظفر پور میں رشد وہدایت، تعلیم وتبلیغ کے ذریعے انہوں نے مسلکِ اعلیٰحضرت کی زبردست ترویج و اشاعت فرمائی ہے۔ ان کے تلامذہ، خلفا اور مریدین نے مسلکِ حق اہلسنت کی نشر واشاعت میں قابلِ تحسین حد تک حصہ لے کر جماعت کو مضبوطی عطا کی ہے

مفتی صاحب علیہ الرحمہ اپنے علم وفضل، فکر ودانش، عمل بالسنۃ اور کردار کی پاکیزگی میں ایک مثالی شخصیت کے حامل تھے جو ایک داعی ومبلغ اور مرشدِ طریقت کے لئے لازمی وصف ہے۔ مولیٰ تعالیٰ نے سیرت وکردار کی عمدگی وتقویٰ وعمل کے سبب ان کی زبان وبیان میں تاثیر رکھی تھی۔ اکابر کی تعظیم وتوقیر کے ساتھ ان کی محبت وشفقت آج ہم علما کے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ مدارس کی تاسیس، مساجد کی تعمیر، مکاتبِ اہلسنت اور مختلف جماعتی تنظیموں کے قیام میں ہمیشہ علماء وائمہ کی مخلصانہ رہنمائی کی ہے

مولیٰ تعالیٰ جماعت کو ان کا بدل عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آپ کے چھوڑے ہوئے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق بخشے اس کے لئے غیب سے اسباب پیدا فرمائے۔ آمین

مفتی قاضی اشرف رضا قادری، ممبئی

شیر بہار مناظرِ اہلسنت خلیفہ حضور مفتیٔ اعظمِ ہند حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اسلم رضوی

صاحب نور اللہ مرقدہ ان اکابر علما میں تھے جن کا وجود ہمارے ملک بالخصوص بہار کے لئے باعثِ افتخار و رحمت تھا۔ وہ اسلام وسنیت کے داعی و مبلغ اور وہابیہ و دیابنہ کے لئے شمشیرِ برہنہ تھے۔ جس کو آپ نے حق سمجھا اس کے اظہار و اعلان میں کسی مداہنت و مصلحت کو دخل انداز ہونے نہ دیا۔ ہم چھوٹوں کے ساتھ ان کی محبت وعنایت قابلِ رشک تھی۔ ان کی رحلت سے بہت خلا محسوس ہو رہا ہے۔

اللہ عزّ وجل اپنے حبیبِ اکرم محبوبِ اعظم ﷺ کے صدقہ حضرت مفتی صاحب کی مغفرت فرمائے جوارِ رحمت میں درجاتِ عالیہ سے سرفراز فرمائے۔ ان کے متعلقین ومتوسلین کو صبرِ جمیل واجرِ جزیل عطا فرمائے اور ان کا قائم کردہ جامعہ قادریہ مقصود پور جوان کا بہترین صدقۂ جاریہ ہے بدستور اشاعتِ سنیت کا مرکز بنا رہے۔ مفتی صاحب کے صاحبزادگان بفضلہٖ تعالیٰ عالمِ دین و مخلص ہیں اپنے والد کے گلشن اور مشن کے امین و وارث ثابت ہوں خیر و عافیت کے ساتھ سلامت با کرامت رہیں

مولانا غلام رسول بلیاوی، ادارہ شرعیہ پٹنہ

حضور شیر بہار مفتی محمد اسلم رضوی ہمارے بیچ نہیں رہے۔ صرف بہار ہی نہیں بلکہ دنیائے سنیت کے لئے وہ ایک عظیم سرمایہ تھے وہ حضور مفتیٔ اعظمِ ہند کی دعاؤں کا ثمرہ تھے۔

ان کا ادارہ شرعیہ سے قلبی تعلق تھا وہ نوجوان علما کو فعّال، چست، درست دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے جہاں کسی عالم یا خطیب کی اصلاح کی ضرورت ہوتی فوراً شفقت بھرے انداز میں انہیں نصیحت فرماتے۔ انداز ایسا ہوتا تھا کہ انا کو ٹھیس بھی نہیں لگتی اور اصلاح ہو جاتی اب ایسا مشفق کوئی نظر نہیں آتا۔ آپ کے انتقال سے ایسا خلا واقع ہو گیا کہ جس کا پُر ہونا ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور شیر بہار مفتی محمد اسلم رضوی کے درجات کو بلند فرمائے اور سنّی عوام کو عموماً اور آپ کے اہلِ خانہ کو خصوصاً صبرِ جمیل عطا فرمائے

مولانا شمیم اشرف ازہری، ماریشس افریقہ

محترم المقام مولانا مفتی محمد اسلم صاحب رضوی کی رحلت کا دل پر بہت اثر ہوا کچھ ہی

دنوں پہلے ماریشس کا تبلیغی دورہ ہوا تھا اور مجھ کو آپ سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا تھا یک بیک ان کے فرزند عزیزِ گرامی مولانا محمد احسن رضوی سلمہ نے بہار سے حضرت کی رحلت کی خبر دی۔ ماریشس میں آپ کے مریدین ومعتقدین کو بھی بہت صدمہ ہوا اور شب میں بعد نمازِ عشا حضرت کے ایصالِ ثواب کے لئے محفلیں منعقد ہوئیں۔ حضرت بڑی خوبیوں کے مالک تھے بے لوث خدمت ان کی خصوصیت تھی۔ آج یہ چند سطریں بریلی شریف میں اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کے مبارک موقع پر تحریر کر رہا ہوں

مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبین کے صدقے مفتی صاحب قدس سرہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کو اس دنیا کا آرام عطا فرمائے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور حضرت کے صاحبزادہ مولانا مفتی احسن رضوی کو ان کا جانشیں بنائے اور ان کے قائم کردہ دار العلوم کو بحسن وخوبی چلانے کی بخت وتوفیق بخشے

پروفیسر فاروق احمد صدیقی، بہار یونیورسیٹی مظفر پور

عہدِ حاضر میں حضرت مولانا مفتی محمد اسلم رضوی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات والا صفات بڑی غنیمت تھی انہوں نے جس بلند حوصلگی، اولوالعزمی، للّٰہیت اور جذبۂ اخلاص کے ساتھ دین وسنیت کی خدمت انجام دی وہ ایک مثال ہے۔ جو لوگ زندگی میں ان کے بہت زیادہ قائل نہیں تھے وہ بھی بعدِ وصال ان کے جلوسِ جنازہ میں اژدہامِ کثیر دیکھ کر مبہوت رہ گئے اور برملا یہ کہنے لگے کہ پوری ریاستِ بہار میں کسی کی نمازِ جنازہ میں اتنا شاندار مجمع نہیں دیکھا گیا

دراصل کارکنانِ قضا وقدر نے پردۂ غیب سے آواز دی کہ ایک عاشقِ رسول کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے اٹھے چنانچہ اس دھوم دھام اور شان وشوکت سے جنازہ اٹھا کہ چشمِ فلک بھی ورطۂ حیرت میں پڑ گئی اور یہ تو ہونا ہی تھا کیونکہ امامِ اہلسنت سیدنا امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ پُرسوز دعا کیسے بے اثر جاتی

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنّی مرے
یہ نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

چنانچہ آج پورے علاقہ ہی نہیں پورے ملک کے طبقۂ خواص میں مفتی صاحب کے تقویٰ وطہارت، للّٰہیت اور ایثار کے چرچے عام ہیں۔ بطلِ حریت مولانا محمد علی جوہرؔ کے ایک مشہور مقطع کے شعر میں تخلص تبدیل کرکے اس طرح پڑھا جائے تو صورتِ حال کی صحیح ترجمانی ہوگی

ہے رشک ایک خلق کو اسلمؔ کی موت پر
یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

جامعہ قادریہ مقصود پور کو ان کا بدل ملنا تو مشکل ہے پاسنگ بھی مل جائے تو غنیمت سمجھنا چاہئے

مولانا اکبر علی فاروقی رائے پور چھتیس گڑھ

خلیفہ حضور مفتیٔ اعظمِ ہند حضرت مفتی محمد اسلم رضوی قدس سرہ قوم کے اس عظیم دینی رہنما کا نام ہے جس نے سنیت کی بقا، دینِ متین کی حفاظت اور سیدنا سرکار امام احمد رضا قادری محدثِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلکِ حق کی ترویج و اشاعت کے لئے جامعہ قادریہ کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا۔ جہالت کی تاریکی کو دور فرما کر علم کی روشنی پھیلائی دماغوں کو دینی بصیرت عطا کی دلوں میں عشقِ مصطفوی کا چراغ جلایا ظلمتِ فکر کو مٹا کر صالح اعتقاد اور پاکیزہ نظریات کا اجالا تقسیم کیا اور تاحیات دین وسنیت کا پرچم بلند کرتے رہے۔

مفتی شمشاد حسین رضوی بدایوں

عرسِ رضوی ۲۰۱۲ء کے موقع پر۔۔۔۔ معلوم ہوا کہ شیر بہار حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ کا وصال ہوگیا۔ اس سے نفسیاتی طور پر دل کو حزن وملال لاحق ہوئے اور پوری فضا صدموں میں ڈوب گئی

حضرت علامہ گوناگوں خصوصیات، کمالات اور منفردات کے مالک تھے فکروفن

شعور وادراک میں کمالِ تام رکھتے تھے۔ان تمام کمالات میں جس خوبی کو کمال حاصل تھا وہ تصلب فی الدین تھا اور مسلکِ اعلیٰحضرت پر کاربند رہنا۔ان کی اس خوبی نے انہیں شیر بہار کے لقب سے ملقب کیا اور اس طرح سے ان کا یہی لقب ان کی انفرادیت بن گیا۔ان کے وصال سے جماعت اہلسنت میں ایسا خلا پیدا ہو گیا کہ اس کی تلافی بظاہر دشوار ہے دعا ہے کہ پروردگارِ عالم ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے

مفتی عبید الرحمن رضوی بریلی شریف

مسلکِ اعلیٰحضرت جو عین اسلام ہے کی ترویج واشاعت میں حضرت شیر بہار علیہ الرحمہ نے جی توڑ کوشش فرمائی اور اپنے آرام جاں کا بھی کچھ خیال نہیں فرمایا بلکہ ہمہ تن اس میں مصروف رہتے ہوئے اپنی جان، جان آفریں کے سپرد فرما دی۔مسلکِ اعلیٰحضرت سے سچی محبت ہی کا ثمرہ ہے کہ لاکھوں انسانوں نے آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کر کے اپنی محبت کا اظہار کیا۔یوپی میں حضرت مفتیٔ اعظم کی نمازِ جنازہ میں اس قدر کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے کہ اتنا بڑا مجمع لوگوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور پورے بہار میں ان کے خلیفہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب کی نمازِ جنازہ میں اتنا بڑا مجمع دیکھا گیا کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا گیا اور کیوں نہ ہو کہ آپ مفتیٔ اعظمِ ہند کی صحبت سے پوری طرح فیضیاب تھے

جمالِ ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ومنھم ما قیل

اذا ما مات ذی علم و فتوی
فقد وقعت من لاسلام ثلمہ

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہر فرد کو توفیق دے کہ مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج واشاعت میں وہ ہر مقام، ہر جگہ، ہر کوچہ، ہر گلی میں پیغامِ اعلیٰحضرت کے اعتبار سے مفتی اسلم بن کر زندگی گزارے



باب بستم: منظومات

کیف الحسن قادری

دامن ہمارا رب نے سعادت سے بھر دیا — شیر بہار جیسا ہمیں راہبر دیا

اس مردِ حق نے اپنا جہاں پاؤں دھر دیا — صحرا کو غیرتِ گلِ گلزار کر دیا

ان کے طفیل عشقِ بلالی ہوا نصیب — اللہ نے ہمیں وہی سوز جگر دیا

ہم کو بہ شکل جامعہ شیر بہار نے — اک بے مثال مرکزِ علم وہنر دیا

ہر معرکہ میں دیو کے بندوں کو دی شکست — اہل سنن کو تمغۂ فتح وظفر دیا

ڈالی بنائے جامعہ مقصود پور میں — حضرت نے اس زمیں کے مقدر کو تر دیا

دل سے قریب مسلک احمد رضا رہے — حضرت نے ہم کو درس یہی عمر بھر دیا

نرگس کی اشکباری کا قصہ کیا تمام — باغ سنن کو ایک سے اک دیدہ ور دیا

عشقِ رسول پاک کا پیغام دلنواز — مانندِ گل مثالِ نسیم سحر دیا

ملت کو ان کی کوششِ پیہم نے دوستو! — ہر پل نئی ڈگر نیا عزم سفر دیا

مقصود پور والو! بڑے خوش نصیب ہو — تعمیر جامعہ نے عجب کرّ وفر دیا

کیف الحسن مجھے کیا ہر رخ سے بامراد
میری نظر کو جلوۂ خیر البشر دیا



مفتی محمد اسلم رضوی قوم کے سچے رہبر ہیں — حبِّ خدا کے ہیں متوالے عشقِ نبی کے پیکر ہیں

اخلاص وکردار وعمل میں ان کا ثانی کوئی نہیں — رشد وہدایت کے منصب پر شان سے جلوہ گستر ہیں

جادو ان کی دانائی کا بول رہا ہے سر چڑھ کر — ان کی صحبت کے پروردہ لائق علماء اکثر ہیں

کامل پیر طریقت ہیں وہ ان پر نازاں زہد وورع   یاروان کے حسنِ وفا کی روشن شمعیں گھر گھر ہیں
فرمائی اصلاح امت داغِ جہالت دور کیا   اہل ایماں کی نظروں میں وقت کے شیخ اکبر ہیں
جس خطے میں ان کے دم سے علمی مرکز ہے قائم   اس خطے کی خاک کے ذرّے رشک ماہ واختر ہیں
امن کے اس داعی کی یادیں ہم میں قائم دائم رکھ   اعدائے اسلام کے ہاتھوں ہم دہشت کی زد پر ہیں

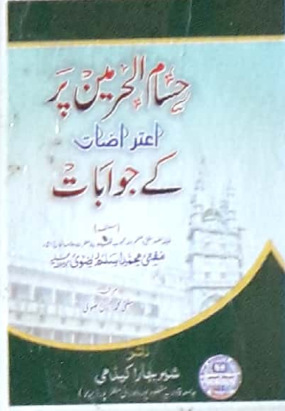
ان کے باغِ فکر کا میں بھی کیفؔ حسن ہوں اک بلبل
ان کے دامن میں پوشیدہ ایسے کتنے گوہر ہیں

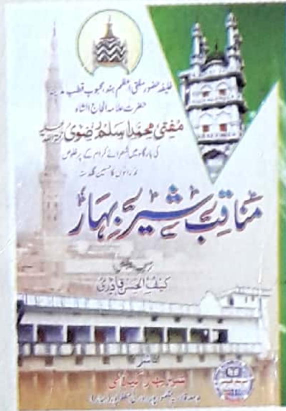


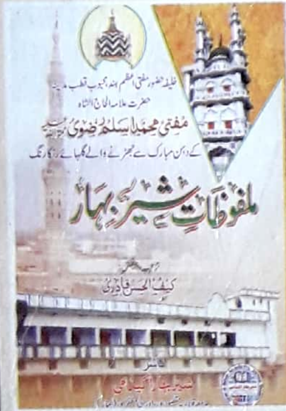
پرکشش نام شیر بہار آپ کا ،کوئی کب بھول پائے گا پیار آپ کا
ہر نظر میں رخِ نور بار آپ کا، نقش ہر دل میں علمی وقار آپ کا
خدمت خلق تھا آپ کا مشغلا ،آپ ہر شخص کا چاہتے تھے بھلا
آگیا در پہ غم میں کوئی مبتلا ،ہوگیا دم میں رخصت قرار آپ کا
لائق دید تھا آپ کا ہر عمل، آپ شیخِ طریقت بھی تھے بے بدل
حلقۂ سنّیت میں ہے ضرب المثل، مسلک اعلیٰ حضرت سے پیار آپ کا
آپ عکاسِ افکارِ ماضی رہے، مصطفیٰ کی شریعت کے قاضی رہے
عمر بھر آپ اللہ سے راضی رہے، آپ سے راضی پروردگار آپ کا
آپ جیتے رہے فضل کی آس پر ، مشتمل کوئی لمحہ نہ تھا یاس پر
عکسِ نوری اتر آیا قرطاس پر، جب چلا خامۂ زر نگار آپ کا
حضرتِ ارشدِ رضوی ہیں جانشیں، آپ کی شان کے ترجمان وامیں
ان کی صورت حسیں ان کی سیرت حسیں، حسن تقویٰ وہی آشکار آپ کا
آپ کے در سے وابستہ کیفؔ الحسن، آپ نے جس کو بخشا شعورِ سخن
آپ کے تذکرہ سے ہے جس کو لگن، جس کے حصے میں ہے بس خمار آپ کا

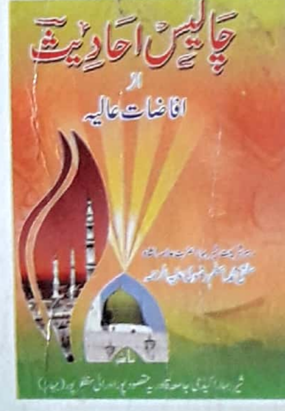


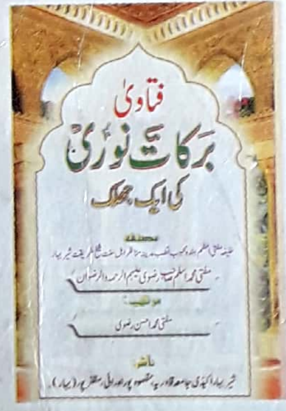
شیر بہار اکیڈمی کی دیگر اہم مطبوعات

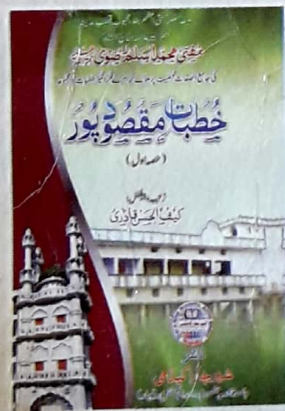


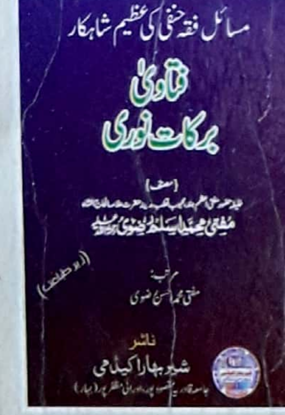


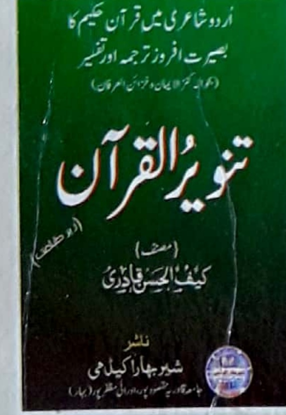


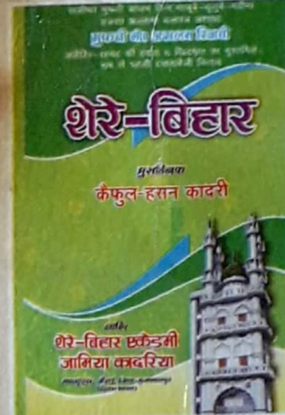












رابطہ:

شیر بہار اکیڈمی، جامعہ قادریہ مقصود پور، اورائی مظفر پور (بہار)

Sher-e-Bihar Academy

Jamia Quadria, Maqsoodpur, Aurai, Muzaffarpur, (Bihar), Mob. 8298983569

مطبوعہ: احمد رضا صابری احمد گرافکس قطب الدین لین، نزد دریاپور مسجد، سبزی باغ پٹنہ۔۴، موبائل: 9973362000، 9386333884